56

Asaf A. Fyzee

1922

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

سلسلۂ دار المصنفین

نمبر ۱۶

اُسوۂ صحابہ

حصۂ اوّل

جسمیں صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم کے عقائد، عبادات، اخلاق، حسن معاشرت اور طرز معاشرت وغیرہ کی تفصیل کرکے یہ دکھایا گیا ہے کہ اونکی زندگی عمل بالکتاب والسنہ کا کامل ترین نمونہ تھی،

از

عبد السلام ندوی

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی

در مطبع معارف شہر اعظم گڈھ مطبوع گردید

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

انسان کے فرائض و اعمال مین سب سے مقدم فرض، اور سب سے اہم خدمت یہ ہی کہ دنیا کے اخلاق کی اصلاح اور نفوس انسانی کی تہذیب و تکمیل کیجائے، علوم و فنون، تہذیب و تمدن، صنعت و حرفت، غرض وہ تمام فضائل جو ہمیشہ سے دنیا کا سرمایۂ ناز رہے ہین آسمان کی ہزارون گردشون، اور زمانہ کے ہزارون انقلابات، کے بعد عالم وجود مین آئے لیکن تہذیب نفوس انسانی کا فرض اسقدر ضروری تھا کہ دنیا کا پہلا انسان (آدم) دنیا مین آیا تو اسکی ذمہ داریون سے گرانبار ہوکر آیا، حضرت آدم کے بعد اِس سلسلے کو اور ترقی ہوئی اور بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبر پیدا ہوئے، لیکن ان سب کے فضایل و مناقب کا مجموعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک تھی جہان پہونچکر یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہوگیا کہ کمال کے بعد ترقی کا کوئی دوسرا درجہ نہین الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا،

اب اگر یہ سوال کیا جاے کہ اِس برگزیدہ خلائق اور عصارہ انبیاء یعنی سرور کائنات

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس مقدس فرض کو کس وسعت اور کس جامعیت کیساتھ ادا کیا؟ اور نفوس بشریہ کو تہذیب اخلاق کے کس ذروہ کمال تک پہونچایا؟ تو اسکے جواب مین ہم کو اُن نمونون کا دکھانا ضروری ہوگا جو آپ کے اخلاق ومحاسن کے مظہر اتم، آپ کی تعلیم وتربیت کی مثال ہین، آپکی ہدایت وارشاد کے مخاطب اوّل، اور سب سے بڑھکر یہ کہ آپکی فیض صحبت سے بہرہ یاب تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، اور اوسکی ابتدا وانتہا دنیا کے حیرت انگیز واقعات کی ایک عجیب وغریب مثال ہی، اوّل اوّل جب دنیا کے اِس سب سے بڑے انسان نے دنیا کو عقاید واعمال کے اصلاح کی دعوت دی تو ریگستان عرب کے ایک ذرہ نے بھی اِس کا جواب نہ دیا لیکن صداقت کے اثر اور تربیت پذیری کے جوہر نے چند ہی دنون مین اُسکے آگے پیچھے، دائین، بائین، غرض ہرطرف اُن جان نثارون کی قطارین کھڑی کردین جن کے وجود سے دعوت نوح، بعثت موسیٰ اور نبوت عیسیٰ کی تاریخ یکسر خالی ہی، ابتداءً ان لوگون کا نام انگلیون پر گنا جاسکتا تھا، ہجرت کے زمانہ تک اِن مین معتدبہ اضافہ ہوا، اور غزوہ بدر کی صف مین تین سو تیرہ سرفروش تیغ بکف نظر آئے، فتح مکہ مین یہ تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی، حجۃ الوداع مین تیرہ ہزار صحابہ آپ کے جلو مین روانہ ہوئے، لیکن جب آپ نے انتقال فرمایا تو یہ تعداد لاکھون سے متجاوز تھی،

دریاے حق کے جزر ومد کا یہ کتنا عجیب وغریب منظر ہے، حضرت نوح علیہ السلام تون توحید کا غلغلہ بلند کرتے رہے لیکن ان کے سائے کے سوا کسی نے اُنکا ساتھ نہ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے انصار واعوان کی جستجو مین دشت وبیابان کی خاک چھانی لیکن چند حوارئین کے سوا کسی نے ان کی حمایت نہ کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو چھوڑا تو اِس

آفتاب عالمتاب کے نور سے ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ روشن تھا، لیکن دوسرے پیغمبرون پر آپکو صرف یہی فضیلت حاصل نہین ہو کہ آپ کے اصحاب کی تعداد تمام اولوالعزم پیغمبرون کے اصحاب سے زیادہ ہو بلکہ آپ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہو کہ آپ کے نور ہدایت نے جن ذرّون کو روشن کردیا تھا وہ ابتک اسی آب وتاب کے ساتھ چمک رہے ہین اور گم گشتگان راہ انہی ستارون کی روشنی مین (ان اصحابی کالنجوم) اپنی منزل مقصود کا پتہ لگا سکتے ہین، اگر ہم حضرت نوح علیہ السّلام کی امّت کے حالات کا پتہ لگانا چاہین تو ناکامی کے سوا ہم کو کیا ملیگا؟ اگر ہم معتکفانِ وادیِ تیہ کے اخلاق وعادات سے واقف ہونا چاہین تو کیا ان مین سے ایک شخص کی تاریخی زندگی بھی ہمارے سامنے بے نقاب ہو کر آسکتی ہو؟ اگر ہم حوارئین عیسی کے سوانح تلاش کرین تو کیا اُن چند نفوس کے سوا جنھون نے مرغ سحر کی آواز سے پہلے انکا ساتھ چھوڑ دیا کسی اور کے کارنامۂ زندگی کو تاریخ نمایان طور سے پیش کرسکتی ہو؟ لیکن اصحاب محمدؐ کے ایک ایک خط و خال کو ہم تاریخ کے مرقع مین دیکھ سکتے ہین، انکے تمام مذہبی اور اخلاقی فضائل کو تاریخ نے محفوظ رکھا ہو، اور ہم اِس تاریخ کو مذہبی، علمی، سیاسی، اخلاقی غرض ہر حیثیت سے دنیا کے سامنے فخر کے ساتھ پیش کرسکتے ہین،

علماے اِسلام کو سیر الصحابہ کی تدوین وترتیب کا خیال اِس بنا پر پیدا ہوا کہ روایات مین سب سے پہلے صحابہ کرام ہی کا نام آتا ہو یہی وجہ ہی کہ اوّل اوّل محدثین نے اِسکی طرف توجہ کی، چنانچہ صحابہ کرام کے حالات مین سب سے پہلی کتاب امام بخاری المتوفی ۲۵۶ھ نے تصنیف کی جس کا نام اسماء الصحابہ تھا اور جس کا اکثر حصہ علامہ ابو القاسم نے اپنی

کتاب معجم الصحابہ مین نقل کیا[1] ہی اسکے بعد اِس فن کو بہت زیادہ ترقی ہوئی اور بکثرت علما مثلاً ابوبکر بن ابو داؤد، عبدان مطین، ابو علی بن السکن، ابو حفص بن شاہین، ابو منصور باوردی، ابو حاتم بن حبان اور طبرانی، وغیرہ نے اِس موضوع پر کتابین تصنیف کین لیکن ان مین سب سے زیادہ ابو عبداللہ مندہ المتوفی ۳۹۵ھ، ابو نعیم احمد بن عبداللہ، اور قاضی ابن عبدالبر کی کتابین مقبول ہوئین اور انہی کو تمام متاخرین نے اپنی کتابون کا ماخذ قرار دیا،

یہ کتابین اگرچہ قدما، کی کتابون سے زیادہ جامع تھین تاہم انمین بھی بہت سے صحابہ کے حالات رہ گئے تھے اسلئے متعدد علما نے انپر ذیل لکھے چنانچہ ابو الموسی المدینی المتوفی ۵۸۱ھ نے عبداللہ بن مندہ کی کتاب پر، ابوبکر بن فتحون اور ابو علی غسانی نے قاضی عبدالبر کی تصنیف پر ذیل لکھا، اور اون مین بہت سے صحابہ کے حالات کا اضافہ کیا، لیکن یہ تمام کتابین ناپید ہین، صرف قاضی عبدالبر کی کتاب استیعاب دو جلدون مین موجود ہی جس مین ۳۵۰۵ صحابہ کے حالات مذکور ہین اور وہ تمام قدما کی کتابون کی جامع ہی، ابن فتحون نے جو ذیل لکھا تھا اُس مین اسیقدر نامون کا اور اضافہ کیا تھا[2]،

اِسکے بعد علامہ ابن اثیر جزری المتوفی ۶۳۰ھ نے صحابہ کے حالات مین ایک نہایت مبسوط کتاب لکھی جس کا نام اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ہی اس کتاب مین سات ہزار پانچسو صحابہ کے حالات ہین اور اسکا ماخذ ابن مندہ، قاضی عبدالبر، اور ابو نعیم کی کتابین ہین، اِن کتابون مین جن صحابہ کے حالات مذکور تھے علامہ موصوف نے اِن سب کو اپنی کتاب مین

[1] مقدمہ اصابہ و کشف الظنون [2] مقدمہ اصابہ

یکجا جمع کردیا، اور خود بھی ذیل ابو علی غسانی کی مدد سے بہت سے نامون کا اضافہ کیا، اسکے ساتھ اور بھی بہت سی کتابون سے مدد لی، اوران کتابون مین جو غیر ضروری باتین تھین اون کو چھوڑ کر عام حالات، اور اخلاق وعادات، کے متعلق بہت سے جدید معلومات بہم پہونچاے لیکن باانیہمہ تنقیح وتوضیح، جامعیت وترتیب، اِس کتاب مین بھی بہت سے لوگون کے ایسے نام آگئے تھے جو صحابی نہ تھے اسلیئے علّامہ ذہبی نے تجرید الصحابہ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس مین ان غلطیون کی اصلاح کی اور بہت سے نامون کا اضافہ کیا چنانچہ اِس کتاب مین تقریبًا آٹھ ہزار صحابہ کے حالات مذکور ہین[۱]،

حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ نے بھی پانچ جلدون مین ایک نہایت مفصّل کتاب لکھی جس کا نام اصابہ فی تمیز الصحابہ رکھا اور اِس مین اُن تمام صحابہ کے علاوہ جو استیعاب ذیل استیعاب اور اسد الغابہ مین مذکور ہین اور بہت سے صحابہ کے حالات کا اضافہ کیا، حافظ جلال الدین سیوطی نے اِس کا ایک خلاصہ لکھا جس کا نام عین الاصابہ ہی[۲]، لیکن باانیہمہ ضبط واستقصاء یہ کل سرمایہ اُس دریا کا صرف ایک قطرہ ہی جو مدتون ریگستان عرب مین موجین مارتا رہا، علی ابن ابی ذرعہ کا قول ہے کہ جن لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا آپ سے سُنا اُن کی تعداد لاکھون سے متجاوز تھی[۳]،

بہر حال صحابہ کے حالات مین جو کتابین ہمارے پاس موجود ہین وہ صرف یہی استیعاب اسد الغابہ، اصابہ اور تجرید اسماء الصحابہ ہین لیکن ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابون سے صحابہ کے حالات معلوم ہوسکتے ہین حافظ جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ مین اُن تمام صحابہ کا

[۱] مقدمہ تجرید اسماء الصحابہ [۲] کشف الظنون [۳] مقدمہ اصابہ

ذکر کیا ہی جو مصر مین نازل ہوے ہین، طبقات الحفاظ مین متعدد اکابر صحابہ کے حالات مذکور ہین، طبری مین بھی صحابہ کے حالات دئے ہین، طبقات ابن سعد کی متعدد جلدین اگرچہ تابعین کے حالات مین ہین لیکن اسکی متعدد جلدین صحابہ کے حالات مین بھی ہین اور نہایت تفصیلی حالات بہم پہونچاے ہین،

لیکن ابتک بار بار مشک کے رگڑنے کی ضرورت باقی ہی، یہ سچ ہی کہ ان کتابون کے ذریعہ سے صحابہ کرام کے حالات زندگی معلوم ہو سکتے ہین، لیکن اِس زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہی کہ صحابہ کرام کی مقدس زندگی کو دنیا کے سامنے اِس طرح پیش کیا جاے جس سے لوگون مین شوق عمل پیدا ہو اور ان نمونون کو پیش نظر رکھکر لوگ خود بخود اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی طرف مائل ہون، یہی وجہ ہی کہ اِس دور تجدید و اصلاح مین ہندوستان کے مجدد اعظم مولانا شبلی مرحوم کو جب مسلمانون کی ترقی و اصلاح کا خیال پیدا ہوا تو اُنھون نے اِسی تریاق اکبر کو اس درد کا علاج قرار دیا، اسلئے مدت سے ان کا یہ خیال تھا کہ صحابہ کرام کے فضائل و مناقب اِس ترتیب و جامعیّت کے ساتھ لکھے جائین کہ دنیا کے سامنے اخلاق، عبادات، اور معاملات کا بہترین علمی مجموعہ آجائے چنانچہ ایک بار مولانا حبیب الرحمن خان شروانی نے اِس مقدس کام کے لئے آمادگی ظاہر کی تو یہ دبی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی اور اُن کو ایک خط مین لکھا،

"واللہ میرے دل کی بات چھین لی صحابہ کے حالات سے بڑھکر کوئی چیز ہمارے لئے نمونہ نہین بن سکتی، لیکن ہر پہلو کو لیجئے اور اون پہلوؤن کو صاف دکھلائیے جن سے آجکل کے مولوی قصداً چشم پوشی کرتے ہین،

مفصلہ ذیل کتابین اسکے لئے ضروری ہین، استیعاب قاضی عبد البر، اسد الغابہ،

اصابہ، ابن کثیر شامی[1]

سیرۃ نبوی کی تدوین وتالیف مین مصروف ہوئے تو یہ ضرورت اور بھی شدت کیساتھ محسوس ہوئی اور عملاً اِس کام کی تکمیل کا خیال دل مین پیدا ہوا، چنانچہ مولوی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ ریاست بھوپال کو ایک خط مین تحریر فرماتے ہین،

"سیرت کی رقم بھی مستقل ہو جاتی تو بہت اچھا ہوتا، اِس مد کی تصنیف کا مستقل سلسلہ قایم رہتا، کانون مین بھنک توڈالدیجئے، دسیع سلسلہ ہے، مثلاً سیر الصحابہ، سیر ازواج پیغمبر علیہ السلام وغیرہ[2]"

لیکن ابھی خود سیرۃ بھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ ع آن قدح بشکست وآن ساقی نماند،

تاہم کاروان رفتہ کا نقش قدم باقی تھا یعنی مولانائے مرحوم کی ذات بابرکات اگرچہ اِس مادی دنیا مین موجود نہین رہی لیکن اُن کے فرزندان روحانی باقی تھے اور انکے غیر مختتم اعمال صالحہ کی تکمیل کے لئے اپنی زندگیون کو وقف کر چکے تھے اسلئے اُنھون نے سیرۃ نبوی کی تکمیل کے ساتھ سیر الصحابہ کی تدوین وتالیف کا کام بھی شروع کر دیا اور الحمدللہ کہ توفیق ایزدی نے دن کو اِس ارادہ مین کامیاب کیا اور مولانا مرحوم نے اِس کتاب کا جو ذہنی خاکہ قایم کیا تھا اُسی کے مطابق کتاب کی تدوین وتالیف کا سلسلہ جاری ہوا، اور تین شخصون نے اس مقدس کام مین شب وروز مصروف وسرگرم رہ کر

(۱) ایک جلد مین مہاجرین کے حالات لکھے جس مین عشرہ مبشرہ کے لئے ایک حصہ مخصوص کر لیا گیا، اور بقیہ حصے عام مہاجرین کے حالات مین لکھے گئے،

[1] مکاتیب شبلی جلد ا صفحہ ۲۲۴ [2] مکاتیب شبلی جلد ا صفحہ ۲۶۸

(۲) انصار کے حالات زندگی کے لئے ایک جلد مخصوص کرلی گئی، جس مین حلفاے انصار کے تذکرے بھی ہین،

(۳) صحابیات کے حالات ایک مستقل جلد مین لکھے گئے جسمین مہاجرات اور انصاریات دونون کے حالات ہین،

(۴) سادہ حالات زندگی کے علاوہ ایک جلد مین صحابہ کرام کے عقائد، عبادات، معاملات طرز بود وباش، حسن معاشرت، محاسن اخلاق، تدبیر وسیاست اور کارنامہاے زندگی، وغیرہ کی تفصیل کیگئی اور یہ اوسکا پہلا حصہ ہی جو اس وقت قوم کے سامنے پیش کیا جاتا ہی،

انبیار، صوفیہ اور پیشوایان مذہب کے متعلق جو مبالغہ آمیز اور موضوع روایتین پیدا ہوجاتی ہین وہ قدرتی طور پر صحابہ کرام کے متعلق بھی پیدا ہوئین اور اس شدت کے ساتھ اسلامی لٹریچر مین سرایت کرگئین کہ عام طور پر فضائل ومناقب کے لفظ سے اسی قسم کی روایتون کی طرف ذہن متبادر ہوتا ہی لیکن اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہی کہ اس قسم کی تمام دوراز کار روایات کو نظرانداز کردیا گیا ہے اور تمام واقعات اسماء الرجال اور تاریخ کی مستند کتابون سے بہم پہونچاے گئے ہین اور جہانتک ہوسکا ہی تاریخ ورجال کی کتابون کے علاوہ صحاح ستہ بالخصوص صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے مدد لی گئی ہے،

کتاب کی مقبولیت وعدم مقبولیت کا تمامتر دار ومدار خدا کے فضل وکرم، قوم کے مذہبی احساس اور ذوق صحیح پر ہی لیکن کتاب کی ترتیب مین جو کد وکاوش کی گئی ہی،

صحت کا جو التزام کیا گیا ہو، فضائل اخلاق کے جو عنوانات قایم کئے گئے ہین، صحابہ کرام
کی زندگی کے ایک ایک خط و خال کو جس طرح نمایان کیا گیا ہے اوسکے لحاظ سے یہ دعوی بیجا
نہ ہوگا کہ اِس موضوع پر آج تک ایسی جامع کتاب ارد و، فارسی کیا عربی مین بھی نہین
لکھی گئی لیکن اس کتاب کی تدوین و تالیف کا یہ مقصد نہین ہو کہ قوم سے صرف حُسن قبول کا
تمغہ حاصل کیا جاے، بلکہ اصلی مقصد یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کتاب کی برکت سے
قوم مین وہی اخلاقی، مذہبی اور علمی، روح پیدا کردے جو صحابہ کرام کے قالب مین موجود
تھی، اِس بنا پر اگر قوم نے اس حیثیت سے اس کتاب کا خیر مقدم کیا تو وہی اون ناچیز
کوششون کا صلہ ہوگا جو اِس کتاب کی تدوین و ترتیب مین کی گئی ہین، السعی منی والاتمام من اللہ،

عبدالسلام ندوی

دار المصنفین اعظم گڈھ

مقدمہ

صحابہ جو پاک ہستیان عہد رسالت مین تھین اون مین بہت سے بزرگ تھے جنھون نے مدتون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض اوٹھایا تھا،[1] بہت سے بزرگ تھے جنھون نے آپ کے ساتھ متعدد غزوات مین شرکت کی تھی،[2] بہت سے بزرگ تھے جنھون نے آپ سے احادیث کی روایتین کی تھین،[3] بہت سے بزرگ تھے جنھون نے مسلمان ہو کر سن بلوغ مین آپ کو دیکھا تھا،[4] بہت سے لوگ تھے جنھون نے آپ کو قبل اسلام دیکھا تھا لیکن بعد اسلام اونکو یہ شرف حاصل نہین ہوا،[5] بہت سے لوگ تھے جو عہد رسالت مین موجود تھے لیکن اون کو آپ سے ملنے یا آپ کے دیکھنے کا موقع نہین ملا،[6] بہت سے لوگ تھے جنھون نے آپ کی زندگی مین آپ کو نہین دیکھا لیکن آپ کی وفات کے بعد اون کو آپ کا دیدار نصیب ہوا،[7] اور ان کے علاوہ بہت سے بچے تھے جو آپ کے مبارک عہد مین پیدا ہوئے، اور صحابہ کرام نے اون کو تبرکاً آپ کی خدمت مین حاضر کیا، آپ نے اونکا نام رکھا، اونکی تحنیک کی، اور اون کو دعا دی[8]

[1] مثلاً خلفاء راشدین اور تمام اکابر صحابہ، [2] مثلاً اہل بدر اور تمام اکابر صحابہ، [3] مثلاً تمام اکابر صحابہ [4] مثلاً شرکائے حجۃ الوداع، [5] مثلاً ورقہ ابن نوفل، [6] مثلاً حضرت اویس قرنی اور احنف بن قیس، [7] مثلاً ابن ابی ذویب الہذلی شاعر، [8] مثلاً عبید اللہ بن الحارث بن نوفل، عبد اللہ بن ابی طلحہ الانصاری، اور محمد بن ابی بکر الصدیق جو آپ کی وفات سے تقریباً تین مہینے پیشتر حجۃ الوداع کے زمانے مین پیدا ہوے تھے،

اب سوال یہ ہی کہ ان مختلف الحیثیات بزرگون مین کون لوگ ہین جن پر لفظ صحابی کا اطلاق کیا جا سکتا ہی، اور وہ صحابہ رسول اللہ صلعم کے مقدس خطاب سے یاد کیے جا سکتے ہین؟

(۱) محدثین کی ایک جماعت اور جمہور اصولیئین نے صحابی ہونے کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ اوس کو ایک مدت تک رسول اللہ صلعم کیساتھ نشست و برخاست کا موقع ملا ہو، اس بنا پر اون کے نزدیک ان کے علاوہ جو لوگ ہین اون کو صحابی نہین کہا جا سکتا، اون کا استدلال یہ ہی کہ عرف عام مین جب یہ کہا جاتا ہی کہ فلان شخص فلان کا ساتھی یا رفیق یا صاحب ہی تو اوس سے صرف یہی سمجھا جاتا ہی کہ اوس نے ایک کافی زمانہ تک اوس کی صحبت اوٹھائی ہی، جو لوگ کسی شخص کو صرف دور یا قریب سے دیکھ لیتے ہین اور اون کو اوس کے ساتھ اوٹھنے بیٹھنے، اور بات چیت کرنے کا موقع نہین ملتا اون کو عام طور پر اوس کا رفیق یا صاحب نہین کہا جاتا، قاضی ابوبکر محمد بن الطیب کا قول ہی کہ باتفاق اہل لغت صحابی صحبت سے مشتق ہی، صحبت کی کسی مخصوص مقدار سے مشتق نہین، بلکہ اوس کا اطلاق ہر اوس شخص پر ہو سکتا ہی جس نے کم یا زیادہ کسی کی صحبت اوٹھائی، اسلیئے کہا جاتا ہی کہ مینے ایک سال یا ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھڑی تک ایک شخص کی صحبت اوٹھائی، اسلیئے صحبت کی تھوڑی یا زیادہ مقدار دونون پر صحبت کا اطلاق ہو سکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ عرفاً صحابی صرف اوس شخص کو کہہ سکتے ہین جس نے کسی کی طویل صحبت اوٹھائی ہو، عرفاً اوس شخص کو صحابی نہین کہہ سکتے جس نے کسی سے ایک گھنٹہ کی ملاقات کی ہو، یا اوس کے ساتھ چند قدم چلا ہو، یا اوس سے کوئی حدیث سنی ہو[۱]،

(۲) حضرت سعید بن مسیب نے اِس شرط کے ساتھ یہ قید بھی لگائی ہی کہ کم از کم اوس کو

---

[۱] اسد الغابہ جلد اوّل صفحہ ۱۲،

رسول اللہ صلعم کے ساتھ دو ایک غزوات مین بھی شرکت کا موقع ملا ہو، اور کم از کم اوس نے ایک سال آپ کے ساتھ قیام کیا ہو،

(۳) بعض لوگون کے نزدیک صحابی صرف اوس کو کہتے ہین جس نے رسول اللہ صلعم سے احادیث کی روایت کی ہو،

(۴) بعض لوگون کے نزدیک صحابی ہونے کے لئے صرف طول صحبت کافی نہین ہوسکتا بلکہ اوس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اوس نے آپ کی صحبت بغرض حصول علم و عمل اختیار کی ہو، چنانچہ علامہ سخاوی فتح المغیث مین لکھتے ہین،

قال ابو الحسین فی المعتمد ھو من طالت	ابو الحسین نے معتمد مین کہا ہو کہ صحابی وہ ہو جس نے بطریق
مجالستہ لہ علی طریق التبع لہ والاخذ عنہ	اتباع آپ کی طویل صحبت اوٹھائی ہو، اور آپ سے علم حاصل
اما من طالت بدون قصد الاتباع	کیا ہو جن لوگون نے اس کے بغیر آپ کی طویل یا غیر طویل
اولم تطل کالوافدین فلا[1]،	صحبت اوٹھائی (مثلاً وفود مین آنیوالے لوگ) وہ صحابی نہین،

(۵) بعض لوگ ہر اوس مسلمان کو صحابی کہتے ہین، جس نے حالت بلوغ اور حالت صحت عقل مین آپ کو دیکھا ہو،

(۶) بعض لوگون کے نزدیک آپ کا دیکھنا بھی ضروری نہین بلکہ ہر اوس مسلمان کو صحابی کہا جاسکتا ہو جو عہد رسالت مین موجود تھا، چنانچہ قاضی عبد البر نے اپنی کتاب استیعاب مین اور ابن مندہ نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ مین اسی شرط کی بنا پر صحابہ کے ساتھ بہت سے اون

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۰۳،

لوگون کا تذکرہ بھی کیا ہی جو آپ کے عہد مین موجود تھے، لیکن اونھون نے آپ کو دیکھا نہین تھا، لیکن درحقیقت یہ لوگ صحابی نہین تھے بلکہ اِس سے یہ مقصود تھا کہ اوس زمانہ کے تمام لوگون کے حالات کا استقصاء کر لیا جائے،

(۷) محدثین کی ایک جماعت جس مین امام احمد، علی بن مدینی، اور امام بخاری بھی شامل ہین صحابی کا خطاب صرف اون لوگون کو دیتی ہی جنھون نے رسول اللہ صلعم کو حالت اسلام مین دیکھا ہی، بلکہ آنکھون سے دیکھنا بھی ضروری نہین صرف آپ کی ملاقات کافی ہی، مثلاً حضرت عبداللہ بن مکتوم اندھے تھے، اسلئے آپ کو آنکھ سے دیکھ نہین سکتے تھے، لیکن بااینہمہ اون کا شمار صحابہ مین ہی، کیونکہ اون کو آپ کا شرف ملاقات حاصل تھا،

ان لوگون کا استدلال یہ ہی، کہ لغت کی رو سے ہر اوس شخص کو صحابی کہہ سکتے ہین جس نے زمانہ کی کسی ساعت مین ایک شخص کی صحبت اوٹھائی ہے، امام احمد بن حنبل کا قول ہی کہ ہر وہ شخص جس نے ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک منٹ تک رسول اللہ صلعم کی صحبت اوٹھائی ہے یا آپ کو صرف دیکھا ہی وہ صحابی ہی، امام بخاری فرماتے ہین کہ جس مسلمان نے آپ کی صحبت اوٹھائی یا آپ کو دیکھا وہ صحابی ہی،[۱]

ان تمام اقوال سے ثابت ہوتا ہی کہ جو لوگ آپ کے عہد مبارک مین پیدا ہو کر سن بلوغ کو نہین پہونچے وہ صحابی نہین ہین، حافظ ابن حجر عسقلانی اصابہ مین لکھتے ہین،

ذکر اولئک فی الصحابۃ انما ھو علی سبیل — صحابہ مین ان بچون کا ذکر بالکل الحاقی ہی کیونکہ ظن غالب

---

[۱] اسد الغابہ جلد ۱ صفحہ ۱۲،

الالحاق نعلبة انظن علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم راٰھم[1] — یہی ہی کہ رسول اللہ صلعم نے اون کو دیکھا ہوگا،

لیکن بعض لوگون کے نزدیک یہ لوگ بھی صحابہ کے گروہ مین داخل ہین، چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب ظفر الامانی مین لکھتے ہین،

والمرجح ھو دخولہ فیھم نعم حدیثھم مرسل — مرجح یہ ہی کہ وہ صحابہ مین داخل ہین، البتہ اون کی

لکنہ مرسل مقبول[2]، — حدیث مرسل ہی لیکن وہ مرسل مقبول ہی،

اسی طرح جن لوگون نے وفات کے بعد آپ کو دیکھا وہ بھی صحابہ کی جماعت مین داخل نہین، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمہ اصابہ مین لکھتے ہین،

فالراجح عدم الدخول[3] — قول راجح یہ ہی کہ یہ لوگ صحابی نہین ہین،

جو مسلمان آپ کے زمانہ مین موجود تھے لیکن اون کو آپ کا دیدار نصیب نہین ہوا وہ بھی صحابی نہین ہین، چنانچہ حضرت اویس قرنی اسی قسم کے بزرگ ہین،

جن لوگون نے اسلام لانے سے پہلے آپ کو دیکھا تھا لیکن اسلام کے بعد اون کو آپکی زیارت حاصل نہین ہوئی وہ بھی صحابی نہین ہین، بلکہ اون کا شمار کبار تابعین مین ہی[4]، اسلئے حسب اقوال مختلفہ صرف اون لوگون کو صحابی کہا جاسکتا ہی،

(۱) جنھون نے ایک مدت تک آپ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہی،

(۲) یا کم از کم ایک غزوہ مین شرکت کی ہی،

(۳) یا آپ سے احادیث کی روایت کی ہی،

---

[1] مقدمہ اصابہ صفحہ ۲، [2] کتاب مذکور صفحہ ۳۰۰، [3] مقدمہ اصابہ صفحہ ۵، [4] ظفر الامانی صفحہ ۳۰۷ و ۳۰۸،

(۴) یا آپ کی صحبت بغرض استفادہ علم اختیار کی ہی،

(۵) یا مسلمان ہونے کے ساتھ آپ کو حالت بلوغ وحالت ثبات عقل مین دیکھا ہی یا آپ سے ملاقات کی ہی،

(۶) یا صرف حالت اسلام مین آپ کو دیکھا ہی یا ملاقات کی ہی،

ان اقوال مین چھٹا یعنی آخری قول جمہور کے نزدیک سب سے زیادہ صحیح اور عام مسلمانون مین مقبول ہی کیونکہ یہ اون تمام صحابہ کو شامل ہے جن سے احادیث کی روایت کی جاسکتی ہی، اور اون کو اسوہ حسنہ بنایا جاسکتا ہی، اِس کے بعد پہلا یعنی اصولئین کا قول قابل اعتبار ہی کیونکہ اوس سے اگرچہ بہت سے وہ صحابہ جنھون نے صرف رسول اللہ صلعم کو دیکھا تھا، لیکن آپ کی فیض صحبت سے کافی زمانہ تک متمتع نہین ہوئے تھے، صحابہ کی جماعت سے نکل جاتے ہین، تاہم اس کے ذریعہ سے صحابیت کا ایک بلند معیار قائم ہوتا ہے، اور تمام اکابر صحابہ اوس مین شامل ہوجاتے ہین، ان کے علاوہ اور تمام اقوال درجہ اعتبار سے گرے ہوے ہین، کیونکہ ان مین بعض اسقدر وسیع اور عام ہین کہ عہد رسالت کا ہر مسلمان صحابہ کی جماعت مین شامل ہوجاتا ہی، اور بعض اسقدر محدود ہین کہ بہت سے اجلہ صحابہ بھی صحابہ کے گروہ سے نکل جاتے ہین، اس کے علاوہ فضیلت کا دارمدار صرف علم وعمل پر ہی اصولئین نے صحابہ کی جماعت پر اخذ مسائل اور روایت حدیث کے لحاظ سے نظر ڈالی اسلئے اونھون نے صرف اوس شخص کو صحابی قرار دیا جس نے مدت تک آنحضرت صلعم کا شرف صحبت حاصل کیا، لیکن جمہور کے نزدیک صرف زہد وتقدس صحابیت کا معیار ہی، اسلئے وہ ہر اوس شخص کو صحابی کہتے ہین جس نے حالت اسلام مین آپ کو دیکھا ہی یا آپ سے ملاقات کی ہی،

تعداد صحابہ، | صحابہ کے حالات مین جو کتابین لکھی گئی ہین اون سے اون کی تعداد کا صحیح پتہ لگانا سخت مشکل ہی، اور اسکو خود ان کتابون کے مصنفین تسلیم کرتے ہین، چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری اسد الغابہ مین لکھتے ہین،

ولو حفظوا ذلك السن ماكان لكانوا اضعاف من ذكرہ العلماء[1]

اگر خود صحابہ اپنے زمانے کے صحابہ کے نام محفوظ رکھتے تو اون کی تعداد اوس تعداد سے کئی گنا زیادہ ہوتی جس کو علماء نے بیان کیا ہی،

.. ..

البتہ احادیث کی بعض تصریحات سے معلوم ہوتا ہی کہ ہجرت کے بعد صحابہ کی تعداد مین روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور آپ کی وفات تک صحابہ کی ایک عظیم الشان جماعت تیار ہو گئی، صحیح بخاری مین ہی کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلعم نے حکم دیا،

اكتبوا لي من تلفظ بالاسلام من الناس

جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہین، مجھے اونکا نام لکھکر دو،

چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی تو پندرہ سو مسلمانون کی فہرست مرتب ہوئی[2]، لیکن اس حدیث مین یہ تصریح نہین ہی کہ یہ حکم کس موقع پر دیا گیا، اسلئے محدثین نے مختلف رائین قایم کی ہین، حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہی کہ غالبًا یہ حکم اوس وقت دیا گیا تھا جب صحابہ جنگ اُحد کے لئے جا رہے تھے، ابن تین کے نزدیک غزوۂ خندق مین خندق کھودنے کے لئے اشخاص کی تعداد معلوم کرنے کی ضرورت تھی اور یہ حکم اوسی وقت دیا گیا تھا، داودی کے نزدیک یہ حدیبیہ کے زمانے کا واقعہ ہی، اسکے بعد روز بروز اس تعداد مین اضافہ ہوتا گیا، چنانچہ فتح مکہ مین دس ہزار صحابہ

[1] اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۳، [2] بخاری کتاب الجہاد باب کتابۃ الامام الناس،

آپ کے ساتھ شریک ہوے اور فتح مکہ کے بعد تمام عرب مسلمان ہوگیا تو یہ تعداد اضعافاً مضاعفہ ہوگئی، غزوہ حنین مین خادمون اور عورتون کے علاوہ بارہ ہزار مجاہد آپ کے ساتھ بلکہ بروایت ابوزرعہ رازی ۴۰ ہزار مجاہد آپ کی جلو مین تھے، لیکن باایںہمہ ان تصریحات سے صرف صحابہ کی کثرت کا اندازہ ہوسکتا ہی، اون کی صحیح تعداد کا اندازہ نہین ہوسکتا، علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۰ھ تک مکہ اور طائف مین کوئی شخص ایسا نہین رہ گیا تھا جو مسلمان ہوکر حجۃ الوداع مین شریک نہ ہوا ہو، بعض لوگون کا قول ہی کہ اوس وخزرج کے قبیلہ مین کوئی شخص ایسا نہین رہ گیا تھا جو رسول اللہ صلعم کے آخری زمانے تک مسلمان نہ ہوگیا ہو، علامہ ابن صلاح المتوفی ۶۴۳ھ نے لکھا ہی کہ تبوک کی لڑائی مین ستر ہزار صحابہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے، حجۃ الوداع مین جس کے ایک سال کے بعد آپ کا وصال ہوا چالیس ہزار مسلمان شریک ہوے تھے، عبدالرحیم اثری نے الفیہ مین لکھا ہی کہ حجۃ الوداع کے بعد چار ہزار لوگ اور مسلمان ہوے، امام شافعیؒ کی روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم کا جب وصال ہوا تو ساٹھ ہزار مسلمان تھے، جن مین تیس ہزار خاص مدینہ مین اور تیس ہزار مدینہ سے باہر اور مقامات مین تھے[1]، علی ابن ابی زرعہ رازی کا قول ہی کہ آپ کی وفات کے وقت جن لوگون نے آپ کو دیکھا اور آپ سے حدیث سُنی اونکی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی، جن مین مرد اور عورت دونون شامل تھے، اور ان مین ہر ایک نے آپ سے روایت کی تھی، ابن فتحون نے ذیل استیعاب مین اِس قول کو نقل کرکے لکھا ہے کہ ابوزرعہ نے یہ تعداد صرف اون لوگون کی بتائی ہی جو رواۃ حدیث مین تھے، لیکن ان کے علاوہ

[1] ابن صلاح باب ۳۹ والفیہ عراقی صفحہ ۱۲۵،

صحابہ کی جو تعداد ہوگی وہ اس سے کہین زیادہ ہوگی، بہر حال اکابر صحابہ کے نام، اون کی تعداد، اور اون کے حالات ہم کو صحیح طور پر معلوم ہین، لیکن ان کے علاوہ ہم صحابہ کی صحیح تعداد نہین بتا سکتے اسد الغابہ مین لکھا ہی کہ خود صحابہ کے زمانہ مین مشاغل دینیہ نے صحابہ کو اس طرف متوجہ ہونے کا موقع نہین دیا، اس کے علاوہ اکثر مسلمان بدوی تھے، جو صحرا مین رہتے تھے، اسلئے اون کے نام اور حالات کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا، بہر حال ایک اوسط تعداد جو اون کی بیان کی جاسکتی ہی ایک لاکھ کے قریب ہی، غزوات وغیرہ کی تعداد سے صحابہ کی تعداد کا پتہ لگانا اسلئے صحیح نہین ہی کہ اون مین عموماً عورتین داخل نہین ہین،

معرفۃ الصحابہ، جن بزرگون کی نسبت صحابیت کا دعویٰ کیا جاتا ہی، اوس کی صحت کی مختلف دلیلین اور مختلف علامتین ہین،

(۱) یہ کہ اونکا صحابی ہونا بطریق تواتر ثابت ہو مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اور تمام اکابر صحابہ کی صحبت اسی طریقہ سے ثابت ہی،

(۲) اون کی صحبت کا ثبوت اگرچہ تواتر کے درجہ کو نہ پہونچ سکے، لیکن بطریق روایت مشہور اونکا صحابی ہونا ثابت ہو، حضرت عکاشہ بن حصن، حضرت ضمام بن ثعلبہ وغیرہ کی صحبت اسی طریقہ سے ثابت ہی،

(۳) جن صحابہ کا صحابی ہونا یقینی طور پر ثابت ہی، اون کی شہادت سے بھی صحبت کا ثبوت ہو سکتا ہی، مثلاً اگر کوئی صحابی یہ کہے کہ مین رسول اللہ صلعم کی خدمت مین فلان شخص کے ساتھ

[1] مقدمہ اصابہ صفحہ ۳،

حاضر ہوا، یا آپ نے میرے سامنے فلان شخص سے گفتگو کی تو اِس سے اوس شخص کی صحبت ثابت ہوجائے گی، بشرطیکہ وہ مسلمان ہو،

(۴) اسی طرح ثقات تابعین کی شہادت سے بھی صحبت ثابت ہوتی ہی،

(۵) چونکہ روایات سے یہ ثابت ہوچکا ہی کہ عہد خلافت مین صرف صحابہ ہی امیر العسکر بنائے جاتے تھے، اسلئے اگر غزوات وفتوحات مین کسی کی نسبت یہ ثابت ہوجائے کہ وہ امیر بنایا گیا تو اس سے بھی اوس کی صحبت ثابت ہوجائیگی،

(۶) روایات سے یہ بھی ثابت ہی کہ صحابہ کے گھرون مین جب بچے پیدا ہوتے تھے، تو وہ تبریک وتحنیک کی غرض سے اون کو آپ کی خدمت مین حاضر کرتے تھے، اسلئے جن بچون کی نسبت روایات سے یہ ثابت ہوجائے، اونکا صحابی ہونا بھی ثابت ہوجائیگا،

(۷) روایات سے یہ بھی ثابت ہی کہ فتح مکہ کے بعد مکہ اور طائف کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے تھے، اور حجۃ الوداع مین شریک ہوئے تھے، جن لوگون کی نسبت یہ ثابت ہوجائے کہ وہ اوس وقت موجود تھے اون کا صحابی ہونا بھی ثابت ہوجائیگا،

(۸) لیکن اگر کوئی شخص بذات خود صحابی ہونے کا مدعی ہو، اور اوس کے دعوے کی صحت کے لئے متذکرہ بالا دلیلون مین سے کوئی دلیل موجود نہ ہو، تو اوس کی نسبت محدثین کی مختلف رائین ہین (۱) بعض محدثین کا خیال ہی کہ چونکہ وہ خود اپنے لئے ایک شرف کو ثابت کرنا چاہتا ہی، اسلئے اوس کا دعوی مقبول نہ ہوگا، (۲) بعضون کے نزدیک اگر وہ نہایت مختصر اور محدود صحبت کا مدعی ہو تو اوس کا یہ دعویٰ قبول کرلیا جائیگا، کیونکہ بہت سی گھڑیان ایسی ہوتی ہین

جن مین رسول اللہ صلعم تنہا رہتے تھے، اسلئے اگر اس حالت مین کسی نے آپ سے ملاقات کی ہو یا آپ کو دیکھا ہو تو اس کا ثبوت کسی دوسرے صحابی کی شہادت سے ناممکن ہے (۳) لیکن اگر اوس نے یہ دعوی کیا کہ اوس نے مدتون آپ کی صحبت اوٹھائی ہی، اور مدتون سفر وحضر مین آپ کے ساتھ رہا ہی تو اوس کا یہ دعوی مقبول نہ ہوگا کیونکہ ایسے شخص کو عام طور پر لوگ آپ کے پاس دیکھتے رہے ہونگے، اسلئے جب تک اوس کی صحبت نقل صحیح اور روایت عامہ سے ثابت نہ ہو جائے اوس کا دعوی مقبول نہین ہو سکتا، (۴) لیکن محدث ابن عبد البر نے اِس معاملے مین بہت زیادہ فیاضی کی ہی، اور دو شرطون کے ساتھ اِس قسم کے اشخاص کے دعوون کو مطلقاً مقبول قرار دیا ہی، ایک یہ کہ اس دعوی سے پہلے اوس شخص کا عادل، ثقہ اور مقبول الروایۃ ہونا ثابت ہو، دوسرے یہ کہ خارجی قرائن اوس کے دعوے کی تکذیب نہ کرتے ہون، مثلاً ہجرت کی ایک صدی کے گذرنے کے بعد اگر کوئی شخص دوسری صدی کے دسوین سال صحابی ہونے کا مدعی ہو تو اوس کا دعوی مردود قرار دیا جائیگا، کیونکہ روایات سے ثابت ہو گیا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے تک صحابہ کا دور گذر جائیگا اور اوس کے بعد کوئی صحابی باقی نہ رہے گا، چھٹی صدی ہجری مین ایک شخص رتن ہندی گذرا ہی جس نے صحابی ہونے کا دعوی کیا تھا لیکن محدثین نے اوس کو دجال اور کذاب قرار دیا،

عدالۃ الصحابہ، اگرچہ اصول کا یہ مسلمہ مسئلہ ہی کہ الصحابۃ کلھم عدول یعنی تمام صحابہ عادل ہین لیکن شافعیہ مین ابو الحسین بن القطان نے اس عموم سے اختلاف کیا ہی، کیونکہ اون کے نزدیک صحابہ مین چند بزرگ ایسے بھی گذرے ہین جن سے کچھ لغزشین سرزد ہوئی ہین، وحشی صحابی تھے

لیکن اونھون نے اسلام سے پہلے حضرت حمزہؓ سید الشہدا کو قتل کیا ہی، ولید صحابی تھے، لیکن اونھون نے شراب نوشی کی ہی، حاطب بن بلتعہ صحابی تھے، لیکن اونھون نے رسول اللہ صلعم کے منشا کے خلاف کفار مکہ کو خط لکھا ہی، خوارج کا خیال ہی کہ عام طور پر تمام صحابہ خانہ جنگی کے زمانے سے پہلے عادل تھے، لیکن جب خود صحابہ مین خانہ جنگی پھیل گئی، اور صفین وجمل کے معرکہاے کارزار گرم ہوئے، تو یہ لوگ عادل باقی نہین رہے، معتزلہ کے نزدیک جن لوگون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کی وہ عادل نہین جو لوگ حضرت امیر معاویہؓ کے طرفدار ہین وہ اِس کے برعکس دعوی کرتے ہینؑ، محدث مازری نے اِس اُصول کو صرف اون صحابہ کے لئے مخصوص کیا ہی جو شب و روز رسول اللہ صلعم کی صحبت اور آپ کی اعانت مین مصروف رہتے تھے اون کے نزدیک عام صحابہ اس عموم مین داخل نہین، چنانچہ اون کا قول ہی کہ

لسنا نعنی بقولنا الصحابۃ عدول کل من رآہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما ما او زارہ لماما او اجتمع بہ لغرض وانصرف عن کثب وانما نعنی بہ الذین لازموہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون[۲]	ہم جو یہ کہتے ہین کہ کل صحابہ عدول ہین تو اس کا یہ مطلب نہین کہ ہر وہ شخص جس نے آپ کو کسی دن دیکھ لیا، یا چلتے پھرتے آپ کی زیارت کرلی یا کسی غرض سے آپ کی ملاقات کرکے تھوڑی دیر کے بعد واپس گیا عادل ہی، بلکہ اِس سے وہ لوگ مراد ہین جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے، آپ کی تائید و اعانت کی، اور اوس نور کا اتباع کیا جو آپ کے ساتھ اوتارا گیا، یہی لوگ ہین جو کامیاب ہین،

[۱] فتح المغیث صفحہ ۳۷۷، [۲] مقدمہ اصابہ صفحہ ،

لیکن عام محدثین کے نزدیک اون آیات کی بنا پر جو قرآن مجید مین عموماً تمام صحابہ کے فضائل مین نازل ہوئی ہین، یہ اصول تمام صحابہ پر ہر زمانے مین حاوی ہی اور اوس کے تحت مین صحابہ کا ہر فرد داخل ہی، جو لوگ اس اصول کی ہمہ گیری کے مخالف ہین، اونھون نے عدالت کے مفہوم پر غور نہین کیا ہی، عدالت ایک مشترک لفظ ہی جس کے مختلف معنی ہین،

(۱) کبھی عدالت کو جور وظلم کے مقابل مین بولا جاتا ہی، اور اوس وقت یہ لفظ انصاف کا مرادف ہوجاتا ہی،

(۲) کبھی فسق وعصیان کے مقابل مین استعمال کیا جاتا ہے، اور اوس وقت یہ لفظ تقویٰ کا ہم معنی ہوتا ہی،

(۳) کبھی یہ لفظ عصمت پر دلالت کرتا ہی، اور یہ وصف صرف انبیا اور ملائکہ کے ساتھ مخصوص ہے،

(۴) کبھی عدالت کا لفظ حفظ عن الخطاء والذنب پر دلالت کرتا ہی، نتائج کے لحاظ سے اگرچہ یہ وصف عصمت کا مرادف ہی، تاہم دونون مین یہ فرق ہی کہ عصمت ایک ملکہ فطری و وہبی ہی اور حفظ عن الخطاء والذنب ایک ملکہ کسبی ہی، اسی بنا پر انبیا کو معصوم اور اولیا کو محفوظ کہا جاتا ہے

(۵) کبھی عدالت کے معنے اجتناب عن الکذب کے ہوتے ہین، یعنی اس معنے مین عادل اوس شخص کو کہتے ہین جو روایات مین دروغ بیانی نہ کرتا ہو،

تمام صحابہ کو اسی آخری معنے مین عدول کہا جاتا ہی، یہ کسی محدث کا دعویٰ نہین ہے کہ صحابہ کوئی بات انصاف کے خلاف نہین کرسکتے، اون سے کوئی فعل تقویٰ وطہارت کے خلاف صادر نہین ہوسکتا، وہ انبیاء کی طرح معصوم ہین، یا وہ تمام گناہون سے محفوظ ہین چنانچہ

محدثین نے صاف صاف یہ تصریح کی ہی، علامہ سخاوی فتح المغیث مین لکھتے ہین،

قال ابن الانباری لیس المراد بعد التهم ثبوت العصمة لهم واستحالة المعصية منهم وانما المراد قبول روایاتهم من غیر تکلف البحث عن اسباب العدالة وطلب التزکیة الا ان یثبت ارتکاب قادح ولم یثبت ذلك

ابن انباری کا قول ہی کہ اتہامات کے ثبوت کے بعد یہ مطلب نہین کہ صحابہ معصوم ہین، اور اون سے گناہون کا سرزد ہونا محال ہی مطلب یہ ہی کہ اون کی روایتون کو اسباب عدالت وثقاہت کی چھان بنان کے بغیر قبول کرلینا چاہیئے، بجز اوس صورت کے جب وہ ایسے امر کا ارتکاب کرین جو روایات مین قادح ہو اور یہ ثابت نہین ہے

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی لکھتے ہین کہ،

اہل سنت کا یہ مقررہ عقیدہ ہی کہ صحابہ کل کے کل عادل ہین، یہ لفظ بار بار بولا گیا ہی، اور میرے والد مرحوم (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) نے اس لفظ کی حقیقت سے بحث کی تو یہ ثابت ہوا کہ اس موقع پر عدالت کے متداول معنے مراد نہین ہین، بلکہ صرف عدالت فی روایۃ الحدیث مراد ہی، اس کے سوا اور کچھ مراد نہین ہی، اور اس عدالت کی حقیقت روایات مین اجتناب عن الکذب ہی، کیونکہ ہم نے تمام صحابہ کی سیرت کو خوب ٹٹولا، یہان تک کہ اون لوگون کی سیرت کا بھی تتبع کیا، جو خانہ جنگیون، فتنون، اور لڑائی جھگڑون مین شریک ہوئے تو ہم کو معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلعم کے متعلق دروغ بیانی کو سخت ترین گناہ سمجھتے ہین اور اوس سے شدت کے ساتھ احتراز کرتے ہین[1]

طبقات الصحابہ | مختلف حیثیتون کی بنا پر صحابہ کرام کے مختلف طبقات ہین، روایات مین قلت و

[1] ظفر الامانی صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳،

وکثرت روایت کے لحاظ سے اون کے مختلف طبقات قائم کئے گئے ہین، لیکن فضائل ومناقب کے لحاظ سے اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالاتفاق،

خلفاے راشدین | تمام صحابہ سے افضل ہین، اور خلفاء مین بھی بہ ترتیب خلافت مدارج تفضیلت قائم ہوئے ہین، خلفاء کے بعد،

ازواج مطہرات | افضل ہین اور ان دونون کے بعد فضیلت کی ترتیب یہ ہے،

مہاجرین اولین | لیکن ہم اون مین باہم ایک کو دوسرے پر فضیلت نہین دیسکتے،

اہل عقبہ | مہاجرین اولین کے بعد اہل عقبہ تمام صحابہ سے افضل ہین،

اہل بدر | اہل عقبہ کے بعد شرکاے بدر کا درجہ ہی،

اہل مشاہد | اسکے بعد درجہ بدرجہ اہل مشاہد کو فضیلت حاصل ہی، یعنی جو غزوہ پہلے ہوا ہی، اوسکے شرکاء اون صحابہ سے افضل ہین، جو اوس کے بعد کی لڑائیون مین شریک ہوئے، لیکن اس اختلاف مراتب کے ساتھ مومن صالح ہونے مین تمام صحابہ برابر ہین، اور سب کے سب اہل جنت ہین، خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہی،

والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنت النعیم،	اگلے، اگلے ہین، یہ لوگ جنت النعیم مین مقرب ہین،
لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا وقاتلوا کلا وعد اللہ الحسنی	جن لوگون نے قبل فتح اپنا مال خدا کی راہ مین خرچ کیا اور لڑے وہ لوگ اون لوگون سے درجے مین بڑے ہین جن لوگون نے بعد کو اپنا مال خرچ کیا اور لڑے لیکن خدا نے سب سے نیکی کا وعدہ کیا ہی،

عصر الصحابہ، صحابہ کرام کا مبارک زمانہ پہلی صدی ہجری سے شروع ہو کر دوسری صدی کے ابتدائی حصے مین ختم ہو گیا، مدینہ کے صحابہ مین حضرت سہل بن سعد بن مالکؓ آخری صحابی ہین جنھون نے باختلاف روایت ۸۸ھ یا ۹۱ھ مین ۹۶، یا سو برس کی عمر مین وفات پائی، خود حضرت سہل بن سعدؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مین مرجاؤن تو رسول اللہ صلعم سے روایت کرنے والا تم کو دوسرا نہ ملے گا،[1] حضرت انس بن مالکؓ آخری صحابی تھے جو بصرہ مین رہ گئے تھے، خود اون سے ایک شخص نے پوچھا کہ اب کوئی صحابی باقی ہی یا نہین؟ تو اونھون نے جواب دیا کہ دیہات کے چند اعرابی البتہ باقی ہین، جنھون نے رسول اللہ صلعم کی زیارت کی ہے، لیکن اب کوئی ایسا شخص نہین جس نے آپ کی صحبت اوٹھائی ہو،[2] لیکن اونھون نے بھی باختلاف روایت ۹۱ھ ۹۲ھ یا ۱۱ھ مین سو سال کی عمر مین وفات پائی،

ان کے بعد صرف حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ ایک صحابی رہ گئے تھے، جنھون نے ۱۱۰ھ مین مکہ مین وفات پائی، وہ خود کہا کرتے تھے کہ آج میرے سوا روے زمین پر کوئی ایسا شخص نہین جس نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہو،[3]

بہرحال عام روایات کی بنا پر پہلی صدی کے ختم ہونے کے ساتھ صحابہ کرام کا دور بھی ختم ہو گیا، اور وہ نورانی صورتین دنیا کی آنکھون سے چھپ گئین، جنھون نے ایک صدی تک دنیا کو بقعہ نور بنا رکھا تھا، اب صرف اون کے اعمال صالحہ رہ گئے ہین، اور تم کو اس ورق کے بعد انہی اعمال کی تفصیل ملیگی،

---

[1] استیعاب تذکرہ حضرت سہل بن سعدؓ، [2] ابن صلاح باب ۳۹، [3] استیعاب تذکرہ حضرت ابو الطفیلؓ،

قبول اسلام

لطافت طبع، رقّت قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت اِنسان کا اصلی جوہر ہین اور انہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و موعظت، تعلیم و تربیت اور ارشاد و ہدایت کو قبول کرسکتا ہی، پھولون کی پنکھڑیان نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہین، لیکن تناور درختون کو باد صرصر کے جھونکے بھی نہین ہلا سکتے، شعاع نگاہ آئینہ کے اندر سے گذر جاتی ہی، لیکن پہاڑون مین فولادی تیر بھی نفوذ نہین کرتے، بعینہ یہی حال انسان کا بھی ہے، ایک لطیف الطبع اور رقیق القلب آدمی ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کرلیتا ہی لیکن سنگدل اور غلیظ القلب لوگون پر بڑے سے بڑے معجزے بھی اثر نہین کرتے، اِس فرق مراتب کی جزئی مثالین ہر جگہ مل سکتی ہین، لیکن اشاعت اِسلام کی تاریخ تمامتر اسی قسم کی مثالون سے لبریز ہی، کفار مین ہم کو بہت سے اشقیا کا نام معلوم ہی جنھون نے ہزارون کوششون کے بعد بھی خداے ذوالجلال کے آگے سر نہین جھکایا، لیکن صحابہ کرام نے قرآن مجید کی آیات، رسول اللہ صلعم کے اخلاق و عادات، پند و نصائح، تشکل و شباہت، اور دعاۃ اسلام کی تعلیم و ارشاد غرض ہر داعی حق کو لبیک کہا، اور بطوع و رضا اسلام کے حلقے مین

داخل ہوگئے،

قرآن مجید کا اثر

حضرت عمرؓ خود آنحضرت کا (نعوذ باللہ) کام تمام کرنے کے لئے گھر سے چلے تھے، لیکن جب قرآن مجید کی چند آیتین سُنین تو اونکا دل نور ایمان سے لبریز[1] ہوگیا، حضرت ابو ذر غفاریؓ نے اپنے بھائی سے قرآن مجید کے معجزانہ اثر کا ذکر سُنا تو رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر خود مسلمان ہوگئے، اور اون کے اثر سے اونکا آدھا قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا[2]

حضرت عثمان بن مظعونؓ نے جب یہ آیتین سُنین،

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان، و ایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون[3] ٥

خدا عدل، احسان اور قرابتدارون کے ساتھ سلوک کرنیکا حکم دیتا ہی، اور بدکاری، برائی اور ظلم سے روکتا ہی، وہ اسلئے یہ نصیحتین کرتا ہی کہ شاید تم اوسکو قبول کرو،

تو فوراً مسلمان ہوگئے،

حضرت جبیر بن مطعمؓ نے جب یہ آیتین سُنین،

ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون ام عندھم خزائن ربک ام ھم المسیطرون

کیا یہ لوگ خود بخود پیدا ہوگئے؟ یا یہ لوگ خود پیدا کرنیوالے ہین؟ کیا آسمان و زمین کو اِنھی لوگون نے پیدا کیا؟ سچ یہ ہی کہ انکے دل مین یقین نہین کیا اِنکے پاس خدا کے خزانے ہین؟ کیا یہ لوگ سربراہ کار ہین؟

تو وہ خود کہتے ہین کہ میرا دل اوڑنے لگا[4]، حضرت طفیل بن عمرو الدوسیؓ نے اتفاقیہ رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک سے قرآن سن لیا اور بے اختیار مسلمان ہوگئے[5]، طائف کے سفر مین

[1] اصابہ تذکرہ حضرت عمرؓ، [2] صحیح مسلم فضایل ابو ذرؓ، [3] مسند ابن حنبل جلد ا صفحہ ۳۱۸، [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۂ طور، [5] استیعاب تذکرہ حضرت طفیل بن عمرو الدوسی،

حضرت خالد العدوانیؓ نے آپ کی زبان سے یہ آیت سُن لی،

والسماء والطارق، — قسم ہے آسمان کی اور شب مین گردش کرنیوالے ستارے کی،

تو اوسی وقت پوری سورۃ کو یاد کر لیا اور بالآخر مسلمان ہو گئے،[1]

اشخاص سے الگ صحابہ کی جماعت کی جماعت قرآن مجید کے اثر سے متاثر ہوئی اور اسلام لائی، انصار اوّل اوّل قرآن مجید ہی کے اثر سے اسلام لائے،[2] حبش مین رسول اللہ صلعم کی بعثت کا چرچا ہوا تو بیس آدمی آپکی خدمت مین حاضر ہوئے، آپ نے اون کے سامنے قرآن مجید کی آیتین پڑھین، اونکی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے، اور اوسی وقت اسلام قبول کر لیا،[3] حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت ارقم بن ارقمؓ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے عرض اِسلام کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب مسلمان ہو گئے[4]

قرآن مجید نے رومیون کے مقابل مین ایرانیون کی فتح کی جو پیشین گوئی کی تھی وہ پوری ہوئی تو سیکڑون آدمیون نے اِسلام قبول کر لیا،[5]

اخلاق نبوی کا اثر، ایک بار ایک شخص نے آپ سے بہت سی بکریان مانگین، آپ نے اوسکا سوال پورا کیا، اوس پر اِس فیاضی کا یہ اثر پڑا کہ اپنے قبیلے مین آکر کہا کہ "لوگو مسلمان ہو جاؤ، کیونکہ محمدؐ اسقدر دیتے ہین کہ اونکو اپنے تنگدست ہو جانیکا بھی خوف نہین ہوتا"،[6] فتح مکہ مین اگرچہ صفوان بن امیہ پہلے اسلام لا چکے تھے، لیکن آپ کی فیاضی نے آپ کو اون کے نزدیک

[1] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۳۵، [2] ابن ہشام مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۴، [3] ابن ہشام جلد اصفحہ ۲۰۱، ذکر ہجرت حبش، [4] اسد الغابہ تذکرہ ابوسلمہ بن عبدالاسد، [5] ترمذی کتاب التفسیر تفسیر سورۂ روم، [6] مسلم کتاب المناقب، باب ما سُئل رسول اللہ صلعم شیًا قط فقال لا،

اور بھی محبوب ترین خلق بنا دیا[1]، ایک یہودی نے جب آپکو تقاضاے قرض مین اسقدر تنگ پکڑا کہ ظہر کی نماز سے لیکر فجر تک آپکا ساتھ نہ چھوڑا تو صحابہ کرام کو یہ سخت ناگوار ہوا، لیکن آپ نے اُف تک نہ کی، دن چڑھا تو وہ اسلام لایا، اور کہا کہ "میرا نصف مال خدا کی راہ مین صدقہ ہے، اِس گستاخی سے میرا صرف یہ مقصد تھا کہ توراۃ مین پیغمبر کے جو اخلاق مذکور ہین، اون کا تجربہ کروں[2]"، ثمامہ ابن آثال گرفتار ہوکر آئے تھے، لیکن جب آپ نے اون کو رہا کر دیا تو وہ اسقدر متاثر ہوے کہ فوراً اسلام قبول کر لیا، اور اون کا دل اسلام، داعی اسلام، اور مستقر اسلام کی محبت سے معمور[3] ہو گیا، ایک بار سفر مین صحابہ کرام نے ایک عورت کو پکڑ کر آپ کی خدمت مین پیش کیا، اوس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے اور صحابہ کو پانی کی ضرورت تھی، آپ نے اوسکا پانی لیا تو قیمت ادا فرمائی، اوس کو اِس حسن خلق سے آپ کی نبوت کا یقین آگیا، اور اوسکے اثر سے اوس کا تمام قبیلہ بھی مسلمان[4] ہو گیا،

مواعظ نبوی کا اثر، آپ مدینہ تشریف لاے تو اخلاق، مذہب اور حسن معاشرت کی پہلی تعلیم یہ دی

افشوا السلام واطعموا الطعام و	سلام کو رواج دو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو،
صلوا الارحام وصلوا والناس	جب لوگ سوتے ہون، تو نماز پڑھو، اور
نیام تدخلوا الجنة بسلام[5]،	اون کے صلہ مین جنت لو،

حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے اِسکے اثر سے فوراً اسلام قبول کر لیا اور کہا کہ "آپ ایک حق مذہب لیکر آئے[6] ہین"، حضرت ضمادؓ زمانہ جاہلیت مین آپ کے دوست تھے، وہ

[1] مسلم، [2] مشکوٰۃ کتاب الفتن فی اخلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم، [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب ربط الاسیر، [4] بخاری کتاب التیمم، [5] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۵۱، [6] بخاری باب ہجرۃ النبی صلعم واصحابہ الی المدینہ،

مکہ مین آئے تو کفار سے سُنا کہ آپ کو جنون ہو گیا ہی، حاضر خدمت ہوئے اور دوستانہ لہجہ مین کہا کہ "مین جنون کا علاج کر سکتا ہون" آپ نے اون کے سامنے ایک تقریر کی جس کا اون پر یہ اثر پڑا کہ فوراً مسلمان ہو گئے[۱]، حضرت حلیمہؓ کے شوہر یعنی آپ کے رضاعی باپ جب مکہ مین تشریف لائے تو قریش نے کہا کہ "کچھ سُنا ہی تمھارا بیٹا کہتا ہی کہ لوگون کو مر کر پھر جینا ہوگا" اونھون نے آپ سے کہا کہ بیٹا یہ کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ "اگر وہ دن آیا تو مین آپکا ہاتھ پکڑ کر بتا دونگا کہ جو کچھ مین کہتا تھا سچ تھا"، وہ فوراً مسلمان ہو گئے، اور اون پر ان فقرون کا اثر عمر بھر رہا، کہا کرتے تھے کہ "میرا بیٹا ہاتھ پکڑیگا تو جنت مین پہنچا ہی کر چھوڑے گا"[۲]،

شمایل نبوی کا اثر، بعض صحابہ نے صرف آپکی شکل و صورت ہی دیکھکر آپ کی نبوت کا اعتراف کر لیا، حضرت ابو رافعؓ آپ کی خدمت مین قریش کی طرف سے قاصد بنکر آئے تھے، لیکن چہرہ مبارک کے دیکھنے کے ساتھ ہی شیدائے اسلام ہو گئے[۳]، اور عمر بھر آپ کے شرف خدمت کو اپنا فخر سمجھتے رہے، حضرت عبد اللہ بن سلامؓ آپکا چہرہ دیکھتے ہی پکار اوٹھے،

لیس ھذا بوجہ الکاذب[۴]، جھوٹے آدمی کا چہرہ ایسا نہین ہو سکتا،

دعاۃ اسلام کا اثر، صحابہ مین بکثرت لوگ دعاۃ اسلام کے اخلاقی اثر سے اسلام لائے، متعدد صحابہ نے حضرت ابو بکرؓ کے اثر سے اسلام قبول کیا، یمن کے لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد و ہدایت سے اسلام لائے، حضرت طفیلؓ نے اپنے قبیلے کے بہت سے لوگون کو مسلمان کیا، قبیلہ ہمدان حضرت عامر بن شہرؓ کے اثر سے اسلام لایا، حضرت ابو ذر غفاریؓ کا

---

[۱] مسلم باب تخفیف الصلوٰۃ، والخطبہ، [۲] اصابہ تذکرہ حضرت حارثؓ [۳] ابو داؤد کتاب الجہاد باب یستجن بالامام فی العہود، [۴] بخاری و ترمذی ابواب الزہد،

آدھا قبیلہ اون کے اثر سے مسلمان ہوا، غرض احادیث و سیر مین اِس قسم کے بکثرت واقعات مذکور ہین، اور اشاعتِ اِسلام کے عنوان مین ان کی تفصیل آئے گی،

غلغلہ نبوت کا اثر۔ لیکن متعدد صحابہ ایسے تھے جن کی اثر پذیری کے لئے صرف اسقدر سن لینا کافی تھا کہ "ایک پیغمبر نیک کامون کی ہدایت کرتا ہے" یہی لوگ ہین جو صرف آپ کی نبوّت کا غلغلہ سنکر حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، حضرت ابو موسی اشعریؓ، حضرت طفیلؓ، حضرت ابو ذرؓ، حضرت عمرو بن عنبسہؓ اسی قسم کے بزرگ ہین،

فتح مکہ کا اثر۔ اگرچہ صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد نے جن مین تمام اکابر صحابہ داخل ہین متذکرہ بالا اسباب سے اسلام قبول کر لیا تھا، تاہم ایک جماعت اِسلام کے عام غلبہ کا انتظار کر رہی تھی، چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور قریش کی مذہبی طاقت پاش پاش ہو گئی تو تمام اہل عرب نے بطوع و رضا خود بخود اسلام قبول کر لیا، صحیح بخاری مین ہے،

وکانت العرب تلوم باسلامهم الفتح، فتقولون اترکوه وقومه فانه ان ظهر علیهم فهو نبی صادق فلما کانت وقعة اهل الفتح بادر کل قوم باسلامهم[1]	تمام عرب نے اپنے اسلام کو فتح مکہ پر موقوف رکھا تھا، وہ کہتے تھے کہ محمدؐ کو اپنی قوم سے نپٹ لینے دو، اگر وہ اونپر غالب آگئے تو وہ یقیناً سچے پیغمبر ہین، چنانچہ جب فتح مکہ کا واقعہ ہوا تو ہر قبیلہ کے لوگ نہایت سرعت کے ساتھ اسلام کی طرف دوڑے

[1] بخاری کتاب المغازی ذکر فتح مکہ،

قوّتِ ایمان

طمع و ترغیب سے برگشتہ از اسلام نہونا

ابتدا رمین اسلام طمع وخوف کی عجیب کشمکش مین مبتلا تھا، صحابہ کرام بالکل تنگدست اور فاقہ مست تھے، لیکن اون کے حریف یعنی یہود اور کفار دولت و ثروت[1] مالا مال تھے، اسلئے تمام صحابہ یہود سے قرض لیتے تھے اور یہود کے پاس یہ ایک ایسا آلہ تھا، جس کے ذریعہ سے وہ صحابہ کو اسلام سے برگشتہ کرسکتے تھے، چنانچہ ایک نادار خاندان کی نسبت جو یہود کے قرض سے زیر بار ہورہا تھا، خود صحابہ کرام کو یہ خطرہ پیدا ہوگیا تھا، اس افلاس پر صحابہ کرام کو صدقہ وزکوٰۃ بھی ادا کرنا پڑتا تھا، اور بظاہر یہ ایک ایسا بار تھا جس سے سبکدوش ہونے کے لئے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام سے برگشتہ ہونے کی ترغیب دیجا سکتی تھی، چنانچہ جب حضرت محمدؐ بن سلمہ نے کعب ابن اشرف سے حیلۃً گرانباری صدقہ کی شکایت کی اور اس غرض کے لئے اوس سے قرض لینا چاہا تو اس موقع سے فائدہ اوٹھاکر اوس نے کہا "تم محمدؐ سے گھبرا اوٹھوگے"[2] اسکے ساتھ صحابہ کو اور طرح طرح کی آزمایشون مین مبتلا ہونا پڑتا تھا اور اس حالت مین اون سے نجات دلانے کا وعدہ ایک ضعیف الایمان کے دل کو ڈانوان ڈول کرسکتا تھا، لیکن صحابہ کرام کی قوت ایمان نے ان مین کسی چیز کے اثر کو قبول نہین کیا بلکہ صحابہ کرام کے جوش اسلام نے

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب البیوع باب السلف فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم، [2] بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب ابن اشرف،

یہودیون کی مالی ترغیبات کو اسقدر بے اثر کر دیا، کہ حضرت محیصہ رض جس یہودی کے قرض سے گرانبار تھے جوش اسلام مین خود اوسی کو قتل کر دیا، [1]

مصیبتون سے نجات دلانے کی توقعات کو صحابہ کرام نے اِس بے پروائی کے ساتھ ٹھکرا دیا، کہ جب غزوہ تبوک کی عدم شرکت کی بنا پر رسول اللہ صلعم حضرت کعب بن مالک سے ناراض ہوگئے اور آپکے حکم سے تمام صحابہ نے اون سے تعلقات منقطع کر لئے تو شاہ غسان نے اون کو لکھا کہ "مجھے معلوم ہوا ہو کہ تمھارے آقا نے تم پر ظلم کیا ہی، خدا تم کو ذلت اور کس مپرسی کی سرزمین مین نہ رہنے دیگا، آؤ اور ہم سے مل جاؤ، ہم تمھاری غمخواری کرین گے،، لیکن اونھون نے اِس خط کو خود تنور مین ڈالدیا [2]

اِنسان دوسرون کے مال و دولت سے بے نیاز ہو سکتا ہی، لیکن خود اپنے ذاتی مال و جائداد کی محبّت کو نہین چھوڑ سکتا، لیکن صحابہ کرام نے اپنے مال وجائداد کو بھی اسلام پر قربان کر دیا، اور ان مین کسی چیز کی محبّت اون کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکی، عاص بن وایل پر حضرت خباب رض کا قرض آتا تھا لیکن جب اونھون نے تقاضا کیا تو ملعون نے کہا، کہ "جب تک محمدؐ کی نبوت سے انکار نہ کروگے نہ دونگا،، اونھون نے کہا کہ "یہ تو قیامت تک بھی نہوگا [3]"

صحابہ کرام نے ہجرت کی تو اپنے تمام مال ومتاع اور گھر بار کو خیر باد کہا، وراثت سے جو مال ملتا اوس سے اسلئے محروم ہوگئے کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہو سکتا، لیکن ان چیزون مین ایک چیز بھی اون کے رشتۂ ایمان کو ڈھیلا نہ کر سکی، ہجرت کرنے کے بعد بھی ابتلا، وامتحان کے

---

[1] ابو داؤد کتاب الخراج باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ، [2] بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک،
[3] بخاری کتاب التفسیر تفسیر کہیعص،

مواقع پیش آے لیکن صحابہ کرام نے عارضی فوائد کے لئے اپنے عقاید کے اظہار مین کسی قسم کی مداہنت نہین کی، چنانچہ صحابہ کرام ہجرت کرکے حبش کو گئے۔ تو نجاشی کے ظل عاطفت مین نہایت امن وسکون کی زندگی بسر کرنے لگے، کفار کو یہ گوارا نہوا اور اونھون نے دو شخصون کو تحف وہدایا کے ساتھ روانہ کیا، کہ وہ نجاشی کو اِس پر آمادہ کرین کہ وہ صحابہ کو مکہ مین واپس بھیجدے، اِن دونون شخصون کی بڑی خواہش یہ تھی کہ نجاشی اور صحابہ کے درمیان کسی قسم کی گفتگو نہونے پاے، لیکن نجاشی نے اسکو منظور نہین کیا، اور کہا کہ "جب تک مین اون کے مذہب کے متعلق گفتگو نہ کرونگا اون کو واپس نہین کرسکتا، اس غرض سے اوس نے صحابہ کو طلب کیا، صحابہ نے باہم مشورہ کرکے یکزبان ہوکر کہا کہ "نتیجہ جو کچھ بھی ہو لیکن ہم وہی بات کہین گے جس کا ہم کو یقین ہو اور جس کا ہم کو رسول اللہ صلعم نے حکم دیا ہو" چنانچہ سب نے صداقت کے ساتھ اسلام کی پاک تعلیمات کو نجاشی کے سامنے بیان کیا تو اوسپر نہایت عمدہ اثر پڑا، اور کفار کی کوششین ناکامیاب رہین، اب اونھون نے نجاشی کو اشتعال دلانے کے لئے دوسری تدبیر اختیار کی اور کہا کہ "اے بادشاہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے متعلق ایک بڑی بات کہتے ہین، اونکو بلاکر پوچھیے، صحابہ نے مشورہ کیا کہ اس سوال کا کیا جواب دیا جائیگا؟ سب نے کہا کہ جو کچھ بھی ہو ہم حضرت عیسیٰ کے بارے مین وہی کہین گے جو خدا نے کہا ہو اور رسول اللہ صلعم نے ہمکو اوس کا حکم دیا ہے"، نجاشی ایک عیسائی بادشاہ تھا اور اسی وجہ سے کفار نے اس سوال پر اوسکو آمادہ کیا تھا: لیکن جب اوس نے سوال کیا تو صحابہ نے صاف صاف کہا کہ "وہ خدا کے بندے ہین، اوسکے رسول ہین، اوسکی روح ہین، اور اوسکے کلمہ ہین"، نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک تنکا اوٹھاکر

کہاکہ "اسکے سوا عیسیٰ بن مریم اِس تنکے سے بھی زیادہ نہیں[1]،

تحمل شدائد، ضعیف القلب انسان مصائب کے تصور سے بھی کانپ اوٹھتا ہو، لیکن صحابہ کرام نے اسلام کے لئے ہر قسم کی تکلیفین برداشت کین اور اون کے ایمان مین ذرہ برابر تزلزل واقع نہین ہوا، حضرت بلالؓ کو کفار لوہے کی زرہ پہناکر دھوپ مین ڈالدیتے تھے، لڑکے اون کو مکہ کی پہاڑیون مین گھسیٹتے پھرتے تھے، لیکن اون کی زبان سے صرف احد احد[2] نکلتا تھا، حضرت خبابؓ ام انمار کے غلام تھے وہ اسلام لائے تو ام انمار نے لوہا گرم کرکے اونکے سر پر رکھا، ایک دن حضرت عمرؓ نے اونکی پیٹھ دیکھی تو کہاکہ "آجتک ایسی پیٹھ میری نظر سے نہین گذری" حضرت خبابؓ نے جواب دیاکہ "کفار نے انگارون پر لٹاکر مجھکو گھسیٹا تھا[3]" حضرت صہیب اور حضرت عمار کو کفار لوہے کی زرہین پہناکر دھوپ مین ڈالدیتے تھے، لیکن دھوپ کی شدت سے اون کی حرارت اسلام مین کوئی کمی نہین ہوتی تھی[4]،

حضرت ابوفکیہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے، کفار اونکے پاؤن مین بیڑیان ڈالکر دھوپ مین لٹادیتے، پھر پشت پر ایک پتھر کی چٹان رکھدیتے، یہانتک کہ وہ مختل الحواس ہوجاتے ایک دن صفوان نے اون کے پاؤن مین رسی باندھی اور آدمیون کو حکم دیاکہ گھسیٹتے ہوئے لیجائین اور تپتی ہوئی زمین پر لٹادین، اتفاق سے راہ مین ایک گبریلا جارہا تھا، صفوان نے کہا "تیرا خدا یہی تو نہین"، بولے میرا اور تیرا خدا اللہ تعالیٰ ہو" اِس پر صفوان نے اِس زور سے اونکا گلا گھونٹا کہ معلوم ہوا کہ دم نکل گیا، اون کا بیدرد بھائی بھی ساتھ تھا اوسکو اس پر بھی

[1] مسند ابن حنبل جلد ا صفحہ ۲۰۲، [2] سنن ابن ماجہ، [3] اسد الغابہ تذکرہ خباب بن ارتؓ،
[4] اسد الغابہ تذکرہ صہیبؓ،

تسکین نہوئی اور کہاکہ" اسکو اور اذیت دو"[1]

حضرت سمیہؓ حضرت عمارؓ کی والدہ تھین، ایک دن کفار نے حسب عادت اونکو لوہے کی زرہ پہناکر دھوپ مین لٹا دیا تھا، اسی حالت مین رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا تو فرمایا کہ" صبر کرو، تمھارا ٹھکانا جنت مین ہے" لیکن کفار کو اسپر بھی تسکین نہین ہوئی، اور ابو جہل نے برچھی مار کر اونکو شہید کر دیا، چنانچہ اسلام مین سب سے پہلے شرف شہادت اونھی کو نصیب ہوا،[2]

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائین اور حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو اسقدر مارا کہ تمام بدن لہولہان ہوگیا، لیکن اونھون نے صاف صاف کہدیا کہ" جو کچھ کرنا ہو کر دین تو اسلام لاچکی"[3]، لبینہ کو بھی حضرت عمرؓ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ" مین نے رحم کی بنا پر نہین بلکہ اس وجہ سے چھوڑ دیا ہو کہ تھک گیا ہون" اسی طرح زنیرہ کو بھی جو اون کے گھرانے کی کنیز تھین نہایت اذیت دیتے،

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے جب خانہ کعبہ مین اپنے اسلام کا اعلان کیا تو اون پر کفار ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور مارتے مارتے زمین پر لٹا دیا،[4]

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے جب اوّل اوّل خانہ کعبہ مین قرآن مجید کی چند آیتین بآواز بلند پڑھین تو کفار نے اونکو اسقدر مارا کہ چہرے پر داغ پڑ پڑ گئے، لیکن اونھون نے صحابہ سے کہا کہ" اگر کہو تو کل پھر اسی طرح بآواز بلند قرآن کی تلاوت کرون"[5]،

ان اذیتون کے علاوہ کفار ان غریبون کو اور بھی مختلف طریقون سے ستاتے تھے،

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ ابوفکیہؓ، [2] اسد الغابہ تذکرہ سمیہؓ، [3] اسد الغابہ تذکرہ عمرؓ، [4] مسلم کتاب المناقب فضائل حضرت ابو ذر غفاریؓ، [5] اسد الغابہ تذکرہ عبد اللہ بن مسعود،

پانی مین غوطے دیتے تھے، مارتے تھے، بھوکا پیاسا رکھتے تھے، یہانتک کہ ضعف سے بیچارے بیٹھ نہین سکتے تھے،[1]

یہ وہ لوگ تھے جن مین اکثر یا تو لونڈی غلام تھے یا غریب الوطن تھے، لیکن انکے علاوہ بہت سے دولتمند اور معزز لوگ بھی کفار کے دست تطاول سے محفوظ نہ رہ سکے، حضرت عثمانؓ نہایت معزز شخص تھے، لیکن جب اسلام لائے تو خود اونکے چچانے رسی مین باندھکر اونکو مارا،[2]

حضرت زبیر بن عوامؓ جب اسلام لائے تو اون کے چچا اون کو چٹائی مین لپیٹ کر اونکی ناک مین دھوان[3] دیتے تھے، حضرت عمرؓ کے چچازاد بھائی سعید بن زیدؓ اسلام لائے، تو حضرت عمرؓ نے اونکو رسیون مین باندھ دیا،[4]

حضرت عیاش بن ابی ربیعہؓ اور حضرت سلمہ بن ہشامؓ اسلام لائے تو کفار نے دونون کے پاؤن کو ایک ساتھ باندھ دیا،[5]

جب حضرت ابو بکرؓ اسلام لائے تو سب سے پہلے توحید پر ایک خطبہ دیا، کفار نے یہ نامانوس آواز سُنی تو دفعتًہ اون پر ٹوٹ پڑے اور اسقدر مارا کہ حضرت ابو بکرؓ کے قبیلہ بنو تیم کو اونکی موت کا یقین آگیا اور وہ اونکو ایک کپڑے مین لپیٹ کر گھر لے گئے، شام کے وقت اونکی زبان کُھلی تو بجاے اسکے کہ اپنی تکلیف بیان کرتے، رسول اللہ صلعم کا حال پوچھا، اب خاندان کے لوگ بھی اون سے الگ ہو گئے، لیکن اون کو اوسی محبوب نام کی رٹ لگی رہی، بالآخر لوگون نے اون کو آپ تک پہونچا دیا آپ نے یہ حالت دیکھی تو اون کے اوپر گر پڑے اون کا بوسہ لیا، اور سخت رقت طبع کا اظہار فرمایا[6]

[1] اسد الغابہ تذکرہ عمارؓ، [2] طبقات ترجمہ عثمان بن عفانؓ [3] ریاض النضرہ للمحب الطبری، [4] بخاری کتاب الاکراہ باب من اختار الضرب والقتل والھوان علی الکفر، [5] طبقات تذکرہ ولید بن ولید، [6] اسد الغابہ تذکرہ ام الخیر،

اِسلام اور پیغمبر اسلام پر یورپ نے سیکڑون اعتراضات کئے ہین، لیکن صحابہ کرام کے اِس صبر و استقامت کی داد خود یورپ نے بھی دی ہے، ایک عیسائی مورخ لکھتا ہی،

"عیسائی اِسکو یاد رکھین تو اچھا ہو کہ محمد کے مسائل نے وہ درجہ نشہ دینی کا آپکے پیرو ون مین پیدا کیا جسکو عیسیٰ کے ابتدائی پیرو ون مین تلاش کرنا بے فائدہ ہے، جب عیسیٰ کو سولی پر لے گئے، تو اون کے پیرو بھاگ گئے، اونکا نشہ دینی جاتا رہا، اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدئے، برعکس اسکے محمد کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپکے بچاؤ مین اپنی جانین خطرہ مین ڈالکر کل دشمنون پر آپ کو غالب کر دیا[1]"

یہ اِس زمانہ کی شہادت ہے، لیکن اہل کتاب نے خود صحابہ ہی کے زمانے مین اون کی نسبت اس سے بھی زیادہ موثق شہادت دیدی تھی، چنانچہ استیعاب مین ہی کہ جب صحابہ کرام شام مین گئے تو ایک اہل کتاب نے اون کو دیکھکر کہا کہ "عیسیٰ ابن مریم کے وہ اصحاب جو آرون سے چیرے، اور سولی پر لٹکائے گئے اِن سے زیادہ تکلیف برداشت کرنے والے نہ تھے[2]"

قطع علائق | اِنسان مال و دولت سے بے نیاز ہو سکتا ہی، ابتلاء و امتحان پر بھی اگر عزم و استقلال سے کام لے تو صبر کر سکتا ہی، لیکن ماں باپ، بھائی بہن، اعزہ و اقارب اور اہل و عیال کے تعلقات کو منقطع نہین کر سکتا، یہی لوگ غربت و افلاس کی حالت مین اوسکی دستگیری کرتے ہین تکلیف و مصیبت مین تسکین دیتے ہین، عیش و عشرت مین لطف زندگی بڑھاتے ہین، غرض کسی حالت مین اونکے تعلقات کو نظر انداز نہین کیا جاسکتا، لیکن جو لوگ خدا سے اپنا رشتہ جوڑتے ہین،

[1] اپالوجی گاڈفری ہیگ، ترجمہ اردو، صفحہ ۶۶ و ۶۷، مطبوعہ بریلی، [2] استیعاب جلد اوّل صفحہ ۲

اون کو سب سے پہلے یہی رشتہ توڑنا پڑتا ہے،

صحابہ کرام اسلام لائے تو یہ تمام تعلقات منقطع ہو گئے، لیکن اِس سے اونکی قوتِ ایمان مین کوئی تزلزل واقع نہین ہوا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ اسلام لائے تو اونکی مان نے قسم کھائی کہ جب تک وہ اسلام کو نچھوڑین گے، وہ اون سے نہ بات چیت کرین گی، نہ کھانا کھائینگی، نہ پانی پئین گی، چنانچہ اونھون نے یہ قسم پوری کی، یہانتک کہ تیسرے دن کے فاقہ مین بیہوش ہو گئین، لیکن حضرت سعد بن وقاص رضؓ پر اِسکا کچھ اثر نہ پڑا، اور وہ نہایت استواری کے ساتھ اسلام پر قایم رہے[۱]،

حضرت خالد بن سعیدؓ اِسلام لائے تو اون کے باپ نے اونکو سخت سرزنش کی، مارا پیٹا، اونکا کھانا پینا بند کر دیا، اور اپنے دوسرے لڑکون کو اون سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی، لیکن اونھون نے رسول اللہ صلعم کی معیّت نہ چھوڑی، آخر کار وہ حبش کی طرف ہجرت کر گئے، اب اونکے باپ کو اور بھی رنج ہوا، اور کہا کہ "مجھے ان صابیون سے الگ ہو جانا پسند ہے لیکن یہ گوارا نہین کہ اپنے باپ دادا اور اپنے معبودون کے معائب سنون، چنانچہ وہ اپنا مال و دولت لیکر طائف کے ایک مقام مین چلے[۲] گئے،

حضرت مسیح علیہ السّلام نے فرمایا تھا کہ مین تلوار کے ذریعہ سے باپ بیٹے کے رشتہ کو کاٹ دون گا، لیکن صحابہ کرام نے اپنے عمل سے اِسکی تصدیق کر دی، ایک غزوہ مین عبد اللہ بن سلول نے انصار کو مہاجرین کے خلاف اشتعال دلایا، تو اوسکے بیٹے عبد اللہ نے کہا کہ

---

[۱] مسلم کتاب المناقب مناقب سعد بن ابی وقاص رضؓ، اسد الغابہ مین ہے کہ اونھون نے کہا کہ اگر تمھارے قالب مین سو جانین ہون اور ہر ایک جان نکلجائے تب بھی مین اپنے دین کو نچھوڑونگا، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ عمرو بن سعید و خالد بن سعید،

"یارسولؐ اللہ اگر آپ اجازت دین تومین اوسکو قتل کرڈالون[1]"، عتبہ غزوہ بدر مین شمشیر بکف میدان مین آیا تو مقابلے کے لئے اوسکے لخت جگر حضرت ابوحذیفہؓ نکلے، چنانچہ عتبہ کی بیٹی ہند نے اس پر اون کی ہجو مین یہ اشعار لکھے،

فما شکرت ابار باک من صغر	حتی شببت شبابا غیر مجوون
تو نے اوس باپ کا شکر ادا نہین کیا	جس نے تجھے لڑکپن مین پالا یہانتک کہ تو جوان ہوا
الاحول الا ثعل المشئوم طائرہ	ابوحذیفۃ شر الناس فی الدین
احول، کج دندان، بدبخت	ابوحذیفہ جو بدترین شخص مذہبی حیثیت سے ہے[2]

حضرت عبدالرحمانؓ (اسوقت وہ کافر تھے) صف جنگ سے نکلے تو اونکے والد بزرگوار حضرت ابوبکرؓ نے اونکا مقابلہ کیا[3]،

اسیران بدر گرفتار ہوکر آے اور رسول اللہ صلعم نے اونکے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ "آپ علیؓ کو اون کے بھائی عقیل کی گردن مارنے کا حکم دیجیے اور مجھکو میرے ایک عزیز کو حوالہ کیجیے کہ مین اوسکی گردن اڑادون[4]"، یہود بنو قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے[5] اور عرب مین حلیفون مین بالکل برادرانہ تعلقات پیدا ہوجاتے تھے، لیکن جب رسول اللہ صلعم نے اونکا فیصلہ حضرت سعد بن معاذؓ پر رکھدیا جو قبیلہ اوس کے سردار تھے تو اونھون نے اس تعلق کی کچھ پروا نکی اور بے لاگ فیصلہ کردیا کہ لڑنے والے قتل کردئے جائین، عورتین اور بچے لونڈی غلام بنالئے جائین اور اون کا مال و اسباب مسلمانون پر تقسیم کردیا جائے[6]،

---

[1] استیعاب تذکرہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول، [2] استیعاب تذکرہ ابوحذیفہؓ، [3] استیعاب تذکرہ عبدالرحمانؓ، [4] مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۃ بدر و اباحۃ الغنائم، [5] اسد الغابہ تذکرہ سعد بن معاذ و طبقات ابن سعد ذکر غزوہ بنو قریظہ، [6] بخاری کتاب المغازی ذکر غزوہ بنو قریظہ،

صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی،

ولا تمسکوا بعصم الکوافر
کافرہ عورتون کو نکاح مین نہ رکھو،

اور رسول اللہ صلعم نے صحابہ کو حکم دیا کہ مکہ مین اون کی جو کافرہ عورتین ہین اونکو چھوڑ دین[1]، تو حضرت عمرؓ نے اوسی وقت اپنی دو کافرہ بیون کو طلاق دیدی، بہت سی صحابیات اپنے اپنے شوہرون کو چھوڑ کر ہجرت کر آئین، اور اون مین سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی، حضرت عایشہؓ فرماتی ہین،

ما نعلم ان احدا من المہاجرات ارتدت بعد ایمانہا[2]،
ہم کو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہین جو ایمان لاکر پھر مرتد ہوئی ہو،

اعزہ و اقارب کے علاوہ قبایل کی یکجہتی عرب کی سب سے بڑی طاقت تھی، لیکن بعض صحابہ نے اسلام کے لئے قبیلہ کے تعلق کو بھی منقطع کر دیا، حضرت سعد بن معاذؓ اسلام لائے تو اپنے تمام قبیلہ سے تعلقات منقطع کر لئے، اور کہا کہ "مجھپر تمھارے مردون اور عورتون سے بات چیت کرنا حرام ہے[3]"،

ہجرت صحابہ کرام نے اسلام کے لئے جو مصائب برداشت کئے اون مین ہجرت کی داستان نہایت دردانگیز ہی، خود حدیث شریف مین آیا ہی،

ان شان الھجرۃ لشدید
ہجرت کا معاملہ نہایت سخت ہی،

جو لوگ ہمیشہ مصائب برداشت کرنے کے خوگر تھے، وہ بھی اِس مصیبت کو برداشت نہ کر سکے، ایک بدو

[1] بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورہ ممتحنہ، [2] بخاری کتاب الشروط ذکر صلح حدیبیہ، [3] اسد الغابہ تذکرہ سعد بن معاذؓ،

مدینہ مین ہجرت کرکے آیا اور رسول اللہ صلعم کے دست مبارک پر بیعت کی، سو راتفاق سے اسلام لانے کے بعد اوسکو بخار آگیا، اوس نے اسکو اسلام کے شگون بد کا نتیجہ سمجھا، اور اصرار کے ساتھ بیعت فسخ کرالی، اِس موقع پر آپ نے فرمایا،

انما المدینۃ کالکیر تنفی خبثھا و تنصع طیبھا[1]، | مدینہ سونار کی بھٹی کے مثل ہو، میل کچیل کو باہر پھینکدیتا ہو اور خالص سونے کو الگ کردیتا ہو،

یہ زرخالص صحابہ کرام ہی تھے، جو مدتون مدینہ مین نعل در آتش رہے، لیکن اسلام کے لئے ان تمام سختیون کو گوارا کیا، صحابہ کرام ہجرت کرکے آئے تو مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی اور متعدد بزرگ بخار مین مبتلا ہوگئے، اِس حالت مین حضرت ابوبکرؓ یہ شعر پڑھتے تھے،

کل امری مصبح فی اھلہ | والموت ادنی من شراک نعلہ

حضرت بلالؓ مکہ کے وادیون، چشمون اور پہاڑیون کو یاد کرکے چیخ اوٹھتے تھے، اور اپنے رنج وغم کا اظہار ان حسرتناک اشعار مین کرتے تھے،

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ | بواد وحولی اذخر وجلیل

کاش مین ایک رات اوس میدان مین بسر کرتا، جس مین میرے گرد اذخر وجلیل ہوتے (مکہ کی دو قسم کی گھاس کا نام ہے)،

وھل اردن یوما میاہ مجنۃ | وھل یبدون لی شامۃ وطفیل[2]

کیا مین پھر کسی دن مجنہ کے پانی سے سیراب ہونگا | کیا میرے سامنے پھر شامہ وطفیل (دو پہاڑیان) ہونگی

حضرت عامرؓ کی زبان پر یہ شعر تھا،

---

[1] بخاری کتاب الاحکام باب من بایع ثم استقال البیعۃ، [2] بخاری کتاب الحج فضائل مدینہ،

انی وجدت الموت قبل ذوقه   ان الجبان حتفه من فوقه[1]

مجھے موت سے پہلے ہی موت آ گئی،   نامردون کی موت اوپر سے آتی ہے،

حضرت شداد رضؓ سے حالت مرض مین رسول اللہ صلعم نے پوچھا کیا حال ہے؟ بولے بیمار ہون، اگر بطحان کا پانی پی لیتا تو اچھا ہو جاتا، فرمایا تو کون روکتا ہے؟ بولے ہجرت، ارشاد ہوا، جاؤ، تم ہر جگہ مہاجر ہی رہو گے[2]،

صلح حدیبیہ کے بعد صحابہ کرام خانہ کعبہ کی زیارت کو آے تو مدینہ کے بخار نے چور کر دیا تھا، کفار نے طعنے دئے کہ یثرب کے بخار نے انکو تباہ کر دیا، لیکن بجاے اسکے کہ صحابہ بددل ہوتے، رسول اللہ صلعم کے ارشاد سے اکڑ اکڑ چلنا شروع کیا، کہ اسلام کی روحانی طاقت کا منظر کفار کو نظر آ جاے،

سخت سے سخت رکاوٹین بھی صحابہ کرام کو ہجرت سے باز نہین رکھ سکتی تھین، کفار نے حضرت ابو جندل رضؓ کے پاؤن مین بیڑیان ڈالدی تھین، لیکن حدیبیہ کا معاہدہ صلح ہو رہا تھا کہ وہ بیڑیان پہنے ہوے پہنچے، اور اپنے آپ کو مسلمانون کے سامنے ڈالدیا، اگرچہ معاہدہ مین یہ شرط تھی کہ جو مسلمان مدینہ جائیگا وہ واپس کر دیا جائیگا، تاہم چونکہ معاہدہ ابتک مکمل نہین ہوا تھا، اسلیے رسول اللہ صلعم کو بھی ان کی حالت پر رحم آیا، اور فرمایا کہ "ابتک ہم نے مصالحت نہین کی ہے" لیکن ابوجہل نے کہا کہ "سب سے پہلے انہی کو واپس کرنا ہوگا" مصلحۃً آپ نے ان کو واپس کرنا چاہا، تو انھون نے کہا "مسلمانو! کیا مین مشرکین کی طرف پھر واپس کر دیا جاؤن گا؟

[1] مسند جلد ۶ صفحہ ۶۵، [2] اسد الغابہ تذکرہ شداد بن اسید،

حالانکہ مسلمان ہوکر آیا ہون، کیا تم میری مصیبتون کو نہین دیکھتے" اِس وقت اگرچہ وہ واپس کر دیئے گئے، تاہم دوبارہ بھاگ کر آئے، اور حضرت ابو بصیرؓ نے سمندر کے ساحل پر اِس قسم کے مہاجرین کی جو جماعت قایم کرلی تھی اوس مین شامل ہوگئے[1]،

حضرت صہیبؓ نے ہجرت کرنا چاہی تو کفار نے سخت مزاحمت کی اور کہا کہ "تم مکہ مین محتاج آئے تھے، لیکن یہان آکر دولتمند ہوگئے، اب یہ مال لیکر کہان جاتے ہو؟ اونھون نے کہا "اگر مین سب مال تم کو دیدون تو مجھے جانے دوگے؟ کفار راضی ہوگئے، اور اونھون نے اپنا تمام مال اونکو دیدیا[2]،

ان تمام تکلیفون اور مزاحمتون مین صحابہ کے لئے صرف یہ خیال مسرّت خیز تھا کہ اونھون نے کفر کے گھوارہ سے باہر قدم نکالا حضرت ابو ہریرہؓ نے ہجرت کی تو گو طول سفر سے اُکتا گئے، تاہم یہ شعر زبان پر تھا،

یا لیلۃ من طولھا وعنائھا   علی انھا من دارۃ الکفر نجت[3]

کتنی لمبی اور تکلیف دہ رات ہو، تاہم یہ بات تسکین بخش ہو کہ اوس نے دار الکفر سے نجات دلائی،

فتح مکہ کے بعد اگرچہ تمام عرب مین امن وامان قایم ہوگیا تھا اور ہر شخص آزادی سے فرائض اسلام بجا لا سکتا تھا، تاہم صحابہ کرام کے دلون مین اب بھی ہجرت کا شوق باقی تھا، چنانچہ چند صحابہ یمن سے ہجرت کرکے مدینہ کو چلے جو فہ تک پہنچے تھے کہ راستہ مین معلوم ہوا، کہ رسول اللہ صلعم کا وصال ہوچکا[4]،

[1] بخاری کتاب الشروط ذکر صلح حدیبیہ، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت صہیبؓ، [3] بخاری کتاب العتاق،
[4] بخاری کتاب المغازی ذکر وفات النبیؐ وبعث اسامہ،

لوگ سمجھتے ہین کہ صحابہ کرام نے صرف جان و مال کے تحفظ کے لیے ہجرت کی تھی، لیکن درحقیقت یہ خیال صحیح نہین، صحابہ کرام نے صرف اسلئے اپنا گھر بار چھوڑا تھا کہ فیض صحبت نبوی اونکو تمام برائیون سے محفوظ رکھیگا، ایک بار حضرت ابو لبابہ بن عبد المنذرؓ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا، اون پر اس کا اِس شدت سے اثر پڑا کہ جب اونکی توبہ مقبول ہوئی تو رسول اللہ صلعم کی خدمت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ اپنا وطن جس مین مین نے گناہ کیا ہی چھوڑ دون، اور آپ کے پاس آرہون اور اپنا کل مال اللہ و رسول کو صدقہ دیدون، [۱]

اسلامی اوج حکومت کے زمانہ شباب مین بھی جب کہین صحابہ کرام کو بدی کا احساس ہوتا تھا تو فوراً اوس مقام کو چھوڑ کر مدینہ کا رخ کرتے تھے،

ایک بار غزوہ روم مین حضرت عبادہ بن صامت انصاریؓ نے دیکھا کہ لوگ سونے کے ڈلے اشرفیون سے بیچ رہے ہین، فرمایا "لوگو تم سود کھا رہے ہو، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ "سونے کو سونے کے برابر بیچو، اِس مین نہ زیادتی ہی، نہ کسی مدت معینہ کی قید و تحدید" اِس پر حضرت معاویہؓ نے کہا، کہ "میرے خیال مین جب تک ایک مدت معینہ کے لیئے قرض نہ لیا جائے سود نہین ہوسکتا"، بولے، کہ "مین حدیث بیان کرتا ہون اور تم اپنی راے ظاہر کرتے ہو، اگر خدا نے توفیق دی تو جس سرزمین پر تمھاری حکومت ہی اوس مین قیام نہ کرون گا"، چنانچہ پلٹے تو سیدھے مدینہ چلے آئے، [۲]

ثواب آخرت کی تمنا نے دار الهجرت یعنی مدینہ کو صحابہ کرام کی نگاہون مین نہایت محبوب

[۱] موطا امام مالک کتاب الایمان والنذور باب جامع الایمان، [۲] سنن ابن ماجہ باب تعظیم حدیث رسول اللہ والتغلیظ علی من عارضہ،

بنا دیا تھا،

حضرت عثمانؓ محصور ہوئے تو بعض لوگون نے مشورہ دیا کہ شام کو نکل چلین، وہان امیر معاویہ کی حمایت حاصل ہوگی، بولے "مین دار الہجرۃ اور مجاورۃ رسول اللہ صلعم کا فراق ہرگز گوارا نہ کرونؐ گا"، جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مکہ مین سخت بیمار ہوکر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو اونکو صرف یہ افسوس ہوا کہ وہ دار الہجرۃ سے دور ہینؐ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ یہ دعا کرتے تھے کہ "خداوندا مکہ مین مجھے موت نہ آئے" مکہ مین اونکا انتقال ہونے لگا تو اپنے بیٹے سالم کو وصیّت کی کہ "مرنے کے بعد میری لاش حدود حرم سے باہر دفن کی جاے کیونکہ مجھے یہ پسند نہین کہ جہان سے ہجرت کی وہین دفن ہوںؐ"، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ مکہ مین آتے تھے تو اپنے قدیم مکان مین اوترنا تک پسند نہین کرتے تھےؐ

رسول اللہ صلعم نے مکہ کی طرح مدینہ طیبہ کو بھی حرم قرار دیا تھا، یعنی نہ مدینہ کے ارد گرد کی گھانس کاٹی جاسکتی تھی، نہ جانور شکار کیے جاسکتے تھے، نہ چڑیان پکڑی جاسکتین تھین، اسلیے صحابہ کرام ان احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر مدینہ مین ہرن چرتے ہوئے نظر آجائین، تو مین اون کے بدکانے کی جرات نہین کرسکتا،

ایک دن مدینہ مین ایک بچہ نے کسی پرند کا شکار کیا، حضرت عبادہ بن الصامتؓ نے دیکھا تو اوس سے چھین کر پرند کو چھوڑ دیا، اور کہا کہ "رسول اللہ صلعم نے مدینہ کو اوسی طرح

۱؎ مسند ابن حنبل جلد صفحہ، مسند عثمانؓ بن عفان، ۲؎ ترمذی کتاب الوصایا و مسلم و بخاری باب ماجا فی الوصیۃ بالثلث، ۳؎ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، ۴؎ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ، ۵؎ مسلم کتاب الحج، باب فضل المدینہ

حرم بنایا تھا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو بنایا تھا[1]،

حضرت زید بن ثابتؓ نے ایک شخص کے ہاتھ مین ایک چڑیا دیکھی تو اوسکو تنبیہ کی اور کہا "او اپنی جان کے دشمن کیا تجھے یہ خبر نہین کہ مدینہ کو رسول اللہ صلعم نے حرم قرار دیا ہی[2]"،

ایک دن حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک غلام کو حرم مدینہ کے اندر شکار کرتے ہوئے پکڑا تو اوسکے کپڑے چھین لیے، اوس کا آقا آیا تو کہا کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ جس کو حرم مدینہ کے اندر شکار کرتے دیکھو اوسکے کپڑے چھین لو، اسلئے مین کپڑا تو نہین دیسکتا البتہ قیمت واپس کرسکتا ہون[3]"،

[1] مسند جلد ۵ صفحہ ۳۱۸، [2] مسند جلد ۵ صفحہ ۱۹۲، [3] ابو داؤد، کتاب المناسک باب فی تحریم المدینہ،

عقاید

توحید | صحابہ کرام نے اگرچہ اپنی زندگی مین بہت سے نیک کام کیئے تھے، لیکن ان مین کلمہ توحید کو راس الاعمال سمجھتے تھے، حضرت عمرو بن العاصؓ کی وفات کا وقت آیا تو رونے لگے، اونکے بیٹے حضرت عبداللہ نے پوچھا کہ "آپ کیون روتے ہین؟ کیا موت کے ڈر سے؟ بولے "خدا کی قسم نہین، صرف واقعات مابعد الممات کا خوف ہی" اونھون نے تسکین دی اور کہا "آپ عمر بھر نیک کام کرتے رہے آپ نے رسول اللہ کا فیض صحبت پایا اور آپ نے مصر و شام مین فتوحات کین" بولے "تم نے اِن سب سے بہتر چیز یعنی شہادت لا الٰہ الا اللہ کو تو چھوڑ ہی دیا"[1]

کفار حضرت بلالؓ کو کس قدر اذیت دیتے تھے، لیکن اونکی زبان سے صرف احد احد نکلتا تھا. حضرت ابو فکیہؓ مبتلائے عذاب کفار رہتے تھے، لیکن اِس حالت مین بھی جب اونکے آقا صفوان نے ایک گبریلے کی طرف اشارہ کر کے حقارت آمیز لہجے مین کہا کہ "تیرا خدا یہی تو نہین" تو بولے کہ "میرا اور تیرا دونون کا خدا صرف اللہ تعالیٰ ہی"

حضرت ام شریکؓ ایمان لائین تو اون کے اعزہ و اقارب نے اونکو دھوپ مین لیجا کر کھڑا کر دیا، اِس حالت مین روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے تھے اور پانی

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عمرو بن العاصؓ،

نہین پلاتے تھے، جب اِس طرح تین دن گذر گئے تو ظالمون نے کہا کہ "جس مذہب پر تم ہو اب اوسکو چھوڑ دو" وہ اسقدر بدحواس ہو گئی تھین کہ اِن جملون کا مطلب نہ سمجھ سکین، اب اون لوگون نے آسمان کی طرف انگلی اوٹھا کر بتایا، تو سمجھین کہ توحید کا انکار مقصود ہی، بولین "خدا کی قسم مین تو اِس عقیدہ پر قایم ہون[۱]"

تنزہ عن الشرک

عرب مین جو مشرکانہ رسوم و عقائد پھیلے ہوے تھے، صحابہ کرام اسلام لانے کے ساتھ ہی اِس گورکھ دھندے سے نکل گئے، عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتون کی بُرائیان بیان کرتے ہین، اونکو برص یا جذام یا جنون ہو جاتا ہی، لیکن حضرت ضمام بن ثعلبہ رض جب رسول اللہ صلعم کی خدمت بابرکت سے توحید کے نشہ مین چور ہو کر واپس گئے، اور اپنی قوم کے سامنے لات و عزیٰ کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا، تو اِس عقیدہ کی بنا پر سب نے کہا "ضمام! برص، جذام اور جنون سے ڈرو" بولے "خدا کی قسم وہ کچھ بھی نفع و نقصان نہین پہونچا سکتے" اون کے اِس اعلان توحید و نفی شرک کا نتیجہ یہ ہوا کہ اونکا کل قبیلہ مسلمان[۲] ہو گیا، حضرت زنیرہ رض اسلام لانے کے بعد اندھی ہو گئین، تو کفار نے کہنا شروع کیا کہ "لات و عزیٰ نے اونکو اندھا کر دیا ہی"، بولین کہ "لات و عزیٰ کو اپنے پوجنے والون کی کیا خبر؟ یہ خدا کی طرف سے ہی[۳]"

زمانہ جاہلیت مین جھاڑ، پھونک کا عام رواج تھا، لیکن چونکہ اِس مین عموماً شرک کی آمیزش پائی جاتی تھی، اسلئے رسول اللہ صلعم نے اِس سے منع فرمایا تھا، لیکن ایک

---

[۱] طبقات ابن سعد تذکرہ ام شریک [۲] مسند دارمی کتاب الصلوۃ باب الوضوء والصلوۃ، [۳] اسد الغابہ تذکرہ حضرت زنیرہ رض،

سفر مین اتفاق سے چند صحابہ کسی گانؤن مین اوترے اور وہان کے لوگون نے اون کے مذہبی تقدس کی بنا پر درخواست کی کہ "ہمارے رئیس کو سانپ نے کاٹ کھایا ہی، کیا آپ لوگ اوسکو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہین؟ یہ صحابہ رئیس کے پاس آے اور سورہ فاتحہ پڑھکر دم کیا، وہ بھلا چنگا ہوگیا، اون لوگون نے صحابہ کو معاوضہ دیا جس کو بعض صحابہ نے تقسیم کرنا چاہا، لیکن چونکہ رسول اللہ صلعم نے جھاڑ پھونک سے ممانعت فرمادی تھی، اسلئے بعض صحابہ نے راے دی کہ آپ سے مشورہ لے لینا چاہیئے، چنانچہ آپکی خدمت مین آکر واقعہ بیان کیا، توآپ نے فرمایا، تم کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ یہ جھاڑ پھونک ہی؟ معاوضہ تقسیم کرلو اور میرا بھی ایک حصہ لگاؤ،[1]

زمانہ جاہلیت مین تعویذ گنڈے کا عام رواج تھا ایکدن حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ بی بی نے گلے مین گنڈا ڈال رکھا ہی، توڑکے پھینکدیا، اور کہا کہ "آل عبداللہ شرک سے بے نیاز ہین، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ تعویذ، گنڈا شرک ہی[2]"،

جاہلیت کے زمانہ مین بچون کے بچھونے کے نیچے استرا رکھدیتے تھے، اور سمجھتے تھے، کہ اسطرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہین، حضرت عائشہ رضؓ نے ایک بار کسی بچے کے سرہانے استرا دیکھا تو منع فرمایا اور کہا کہ "رسول اللہ صلعم ٹوٹکے کو سخت ناپسند فرماتے تھے[3]"،

عرب مین شرک کا اصلی مظہر بت تھے، اسلئے صحابہ کرام اسلام لائے تو سب سے پہلے راہ توحید سے اسی سنگ گران کو دور کیا، عرب مین دستور تھا، کہ سرداران قبائل خاص طور پر اپنے لئے بت بناتے تھے، اور اونکو گھرون مین رکھتے تھے، اِس طریقہ کے مطابق قبیلہ بنو سلمہ کے

---

[1] ابوداؤد کتاب الطب، باب کیف الرقار، [2] سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب تعلیق التمائم، [3] ادب المفرد باب الطیرۃ من الجن،

سردار عمرو بن الجموح نے ایک لکڑی کا بت بنوا کر گھر مین رکھا تھا، نوجوانان بنو سلمہ یعنی معاذ بن جبل رض، اور معاذ بن عمرو رض وغیرہ اسلام لائے، تو رات کو خفیہ طور پر آتے تھے اور اس بت کو اوٹھا کر ایک گڑھے مین جس کے اندر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تھا، پھینک آتے تھے، عمرو بن الجموح صبح کو اٹھتا تو بت کو وہان سے ڈھونڈھ کے اوٹھا لاتا اور پاک صاف کر کے گھر مین رکھدیتا، اور کہتا کہ "اے بت جس نے تیرے ساتھ یہ بدسلوکی کی ہے، اگر مین پاجاتا تو اوسکی بڑی فضیحت کرتا" دوسرے دن یہ پرجوش نوجوان بت کے ساتھ پھر یہی سلوک کرتے، اس طرح جب یہ واقعہ پے در پے ہوا، تو عمرو بن الجموح نے بت کے گلے مین ایک تلوار لٹکادی اور کہا کہ "خود اپنی حفاظت کر" رات کو یہ نوجوان حسب معمول پھر آے اور بت کو ایک کتے کے ساتھ رسی مین باندھ کر گڑھے مین ڈالدیا، عمرو بن الجموح نے بت کو اس حالت مین پایا تو خود بخود مسلمان ہوگیا [1]

قبیلہ سعد کا ایک بت تھا جس کا نام فراض تھا، حضرت ذباب بن حارث رض اسلام لائے تو اسکو چکنا چور کر دیا اور اوسکے متعلق یہ اشعار کہے،

تبعت رسول اللّٰہ اذ جاء بالھدی | وخلفت فراضا بدار ھوان
جب رسول اللّٰہ ہدایت لاے تو مین نے آپکا اتباع کیا | اور فراض کو ذلیل ترین مقام مین چھوڑ دیا

شددت علیہ شدۃ فکسرتہ | کان لم یکن والدھر ذو حدثان [2]
مین نے اوس پر حملہ کیا اور اوسکو اسطرح چورچور کردیا، کہ گویا اوس کا وجود ہی نہ تھا،

حضرت ہند بنت عتبہ رض جب ایمان لائین تو گھر مین جو بت نصب تھا اوسکو توڑ پھوڑ ڈالا

[1] یہ تفصیل ابن ہشام صفحہ ۲۴۴ مین ہے، اسد الغابہ تذکرہ معاذ بن جبل رض مین اجمالاً صرف اسقدر مذکور ہے، کان معاذ ممن یکسر اصنام بنی سلمۃ، یعنی معاذ اون لوگون مین ہین جو بنو سلمہ کے بت توڑا کرتے تھے، [2] اسد الغابہ تذکرہ ذباب رض،

اور کہا کہ "ہم تیری نسبت بڑے دھوکے مین مبتلا تھے"[1]،

حضرت ابو طلحہؓ نے جب حضرت ام سلیم سے نکاح کی خواہش کی تو اونھون نے کہا "ابو طلحہ کیا یہ خبر نہین کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت ہی، جو زمین سے اوگا ہے، اور اوسکو فلان حبشی نے گڑھ کر تیار کیا ہی" (بت لکڑی کا تھا) بولے "مجھے معلوم ہی" بولین "تو کیا تمھین اوسکی عبادت سے شرم نہین آتی؟ چنانچہ جب تک اونھون نے بت پرستی سے توبہ کرکے کلمہ توحید نہین پڑھا اونھون نے اون سے نکاح کرنا پسند نہین کیا"[2]،

ایمان بالرسالۃ، رسول اللہ صلعم کی نبوت کا اعتقاد صحابہ کرام کے لوح دل پر کالنقش فی الحجر ہو گیا تھا اسلئے وہ کسی حالت مین اسکو مٹنے نہین دیتے تھے، غزوہ حدیبیہ مین جب مصالحت نامہ لکھا جانے لگا تو کفار نے اصرار کیا کہ اوس پر "رسول اللہ" کا لفظ نہ لکھا جائے، آپنے یہ شرط منظور کر لی اور حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اِس جملے کو مٹا دین، صحابہ کرام اگرچہ کبھی آپ کی نافرمانی نہین کرتے تھے، تاہم اس موقع پر اونھونے صاف کہدیا کہ "مین اسکو نہین مٹا سکتا"، بالآخر آپ نے خود دست مبارک سے اوسکو مٹا دیا[3]،

ایمان کا درجہ کمال یہ ہی، کہ پیغمبرؑ کے اقوال پر اِس وثوق کے ساتھ ایمان لایا جاے کہ محال ممکن، مستقبل حال، اور غائب حاضر بن جاے، صحابہ کرام رسول اللہ صلعم کی ہر بات پر اسی شدت کے ساتھ ایمان لاے تھے اور اسی درجہ کمال نے حضرت ابو بکرؓ کو صدیق کا خطاب دیا تھا،

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ ہند بنت عتبہؓ۔ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیمؓ، [3] مسلم کتاب الجہاد باب صلح الحدیبیہ فی الحدیبیہ، وبخاری کتاب الصلح باب کیف یکتب ہذا ما صالح فلان ابن فلان،

ایک بار آپ نے فرمایا کہ" بکری کے ایک گلے پر بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری اوٹھا لے چلا، چرواہے نے اوسکو بلایا، تو بھیڑئے نے جواب دیا کہ یوم السبع مین بکری کا نگران کون ہوگا، جبکہ میرے سوا اونکا کوئی چرواہا نہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص بیل پر بوجھ لادے ہوئے جارہا تھا، بیل نے مڑکے کہا مین اسکے لئے نہین بنایا گیا، مین صرف کھیتی باڑی کے لئے پیدا ہوا ہون" بہت سے صحابہ نے اسکو استعجاب سے سُنا اور کہا "سبحان اللہ" لیکن آپ نے فرمایا" ہم ابوبکر اور عمر بن الخطاب اسپر ایمان لائے ہین[1]"

ایک حدیث مین آیا ہو کہ اہل وعیال کے رونے سے مردے پر عذاب ہوتا ہو، ایک بار حضرت عمران بن حصینؓ نے یہ حدیث بیان کی، تو ایک شخص نے اعتراض کیا کہ" اگر ایک آدمی خراسان مین مرجائے اور اہل وعیال یہان ماتم کرین تو کیا اوسپر خراسان مین عذاب ہوگا؟ بولے" رسول اللہ صلعم نے جو فرمایا وہ سچ ہے اور تو جھوٹ کہتا ہی[2]"

ایک بار رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ" آیندہ زمانے مین تمھاری مختلف جماعتین قایم ہوجائینگی، کوئی جماعت شام مین رہیگی، کوئی یمن مین اقامت پذیر ہوگی، اور کوئی عراق مین سکونت اختیار کریگی" اِس پیشین گوئی پر حضرت ابن حوالہؓ اِس وثوق کے ساتھ ایمان لائے کہ آپ سے درخواست کی کہ" مبادا مین بھی اوس زمانہ تک زندہ رہون، اسلئے آپ خود میری اقامت گاہ متعین[3] فرما دیجیے"

ایک بار آپ نے کسی بدو سے گھوڑا خریدا اور قیمت ادا نہین فرمائی تھی کہ آگے نکل گئے،

---

[1] بخاری کتاب المناقب فضائل ابی بکرؓ، [2] نسائی کتاب الجنائز باب النیاحۃ علی المیت، [3] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی سکنی الشام،

صحابہ کرام کو معلوم نہ تھا کہ آپ نے اوسکو خرید لیا ہی، اسلیئے بدوسے بھاؤ تاؤ کرنے لگے، خریداروں کو دیکھکر بدو نے آپ کو پکار کر کہا "لینا ہو تو لیجیے ورنہ مین گھوڑے کو فروخت کر ڈالتا ہون"، آپ نے فرمایا کہ "تم نے تو اسکو میرے ہاتھ فروخت کر دیا ہے"، بولا "نہین، اگر گواہ ہو تو لائیے"، حضرت خزیمہ بن ثابتؓ اگرچہ بیع کے موقع پر موجود نہ تھے، تاہم کہا کہ "مین شہادت دیتا ہون کہ آپ نے گھوڑا خرید ا ہے"، ارشاد ہوا "تم نے کیون کر شہادت دی؟ بولے "آپکی تصدیق کی بنا پر" اِس موقع پر اونکو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ نے اونکی شہادت کو دو شہادتون کے برابر[1] قرار دیا،

صحابہ کرام کے عہد مین بچہ بچہ یہ راسخ عقیدہ رکھتا تھا، کہ رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک سے جو لفظ نکل جائیگا اوسکے خلاف نہوگا، ایک بار آپ نے ایک لڑکی کو بددعا دی کہ "تیرا سن زیادہ نہو" وہ روتی ہوئی حضرت ام سلیمؓ کے پاس آئی اور کہا کہ "آپ نے مجھکو یہ بددعا دی ہے، اب میرا سن ترقی نہ کریگا"، وہ بدحواس حاضر خدمت ہوئین، اور کہا کہ "آپ نے میری یتیمہ کو یہ بددعا دیدی"، آپ ہنس پڑے اور فرمایا "مین بھی آدمی ہون اور آدمیون کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہون، پس جس کو مین ایسی بددعا دون، جس کا وہ مستحق نہین، تو یہ اوسکے لئے پاکی، تزکیہ اور نیکی ہوگی[2]،

جب رسول اللہ صلعم سے معجزات کا صدور ہوتا تھا تو صحابہ کرام کی قوت ایمانیہ مین اور اضافہ ہو جاتا تھا، حضرت جابرؓ پر متعدد لوگون کا قرض آتا تھا، اور کھجورون کے سوا ادا کرنے کا کوئی سامان نہ تھا، فصل کا زمانہ آیا تو اونھون نے کھجورین توڑین اور اونکا ڈھیر لگایا، رسول اللہ صلعم

---

[1] ابوداؤد کتاب الاقضیہ باب اذا علم الحاکم صدق الشاہد الواحد یجوز لہ الحکم [2] مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب من لعنہ النبی صلعم وسبہ دعا علیہ،

باغ مین آئے، اور اوسپر دعاے برکت فرمائی، نتیجہ یہ ہوا کہ سب کا قرض بھی ادا ہوگیا اور بہت سی کھجورین بھی بچ رہین حضرت جابرؓ نے آپ کو اسکی خبر کی تو آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا سنتے ہو؟ بولے ہمکو تو یہ معلوم ہی تھا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہین، خدا کے پیغمبر ہین[1]،

غزوہ خیبر مین ایک شخص نہایت بیجگری سے لڑ رہا تھا لیکن رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہی، اسپر تمام صحابہ کو سخت تعجب ہوا اور ایک صحابی اسکی تصدیق کے لئے اوس کے ساتھ ہو لئے، سو اتفاق سے وہ زخمون سے چور ہو کر زندگی سے تنگ آگیا اور خودکشی کر لی، اِس حالت کو دیکھکر وہ آپ کی خدمت مین آئے اور کہا کہ "مین گواہی دیتا ہون کہ آپ خدا کے رسول ہین[2]"،

یہ قوت ایمانیہ جس طرح رسول اللہ صلعم کی زندگی مین قایم تھی اوسی طرح آپکی وفات کے بعد بھی قایم رہی، رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا تو تمام صحابہ نے رو کر کہا کہ "کاش ہم آپ سے پہلے ہی مرجاتے، ایسا نہو کہ آپ کے بعد ہمارے دین مین کوئی خلل آئے"، لیکن حضرت معن بن عدیؓ نے کہا کہ "مین آپ سے پہلے مرنا پسند نہین کرتا تاکہ جس طرح مین نے زندگی مین آپکی تصدیق کی اوسی طرح بعد وصال بھی آپ کی تصدیق کرون[3]"،

ایمان بالغیب شریعت مین صرف ایمان بالغیب معتبر ہے اور صحابہ کرام کو غیب کی تمام چیزون پر اِس شدت کے ساتھ یقین تھا کہ گویا اون کو یہ چیزین علانیہ نظر آتی تھین،

ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت حارثؓ سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ بولے

[1] بخاری کتاب الھبۃ باب اذا وھب دینا علی رجل، [2] بخاری کتاب المغازی ذکر غزوہ خیبر، [3] اسد الغابہ تذکرہ معن بن عدیؓ،

"یارسول اللہ خدا پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہون"، فرمایا "ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہی تمھارے ایمان کی کیا حقیقت ہی؟ بولے "دنیا سے میرا دل پھر گیا ہی، اسلئے رات کو جاگتا ہون، دن کو بھوکا پیاسا رہتا ہون، گویا مجھکو خدا کا عرش علانیہ نظر آتا ہی، گویا مین اہل جنت کو ملتے جلتے ! ہم دیکھ رہا ہون اور گویا اہل دوزخ مجھے چیختے ہوئے نظر آرہے ہین" آپ نے فرمایا "تم نے جان لیا اب اِس پر قایم رہو"[1]

رسول اللہ صلعم کے فیض صحبت سے یہ ایمان اور بھی تازہ رہتا تھا، حضرت حنظلہؓ کا بیان ہے کہ جب ہم آپ کی خدمت مین ہوتے تھے، اور آپ جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے تھے تو گویا ہمارے سامنے اون کی تصویر پھر جاتی تھی،[2]

صحابہ کرام قیامت کے دن پر اِس شدت کے ساتھ اعتقاد رکھتے تھے، کہ ہر وقت اوسکے خوف سے کانپتے رہتے تھے، ایک بار دفعۃً اندھیرا ہوگیا، ایک صاحب نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا "کیا عہد نبوت مین بھی ایسا ہوتا تھا؟ بولے "معاذ اللہ اگر ہوا بھی تیز ہو جاتی تھی تو ہم سب قیامت کے خوف سے مسجد کی طرف بھاگ جاتے تھے،[3]

ایک بار رسول اللہ صلعم کے رضاعی باپ حضرت حارثؓ مکہ مین تشریف لائے، تو قریش نے کہا کہ کچھ سُنا ہی، تمھارا بیٹا کہتا ہی کہ لوگون کو مرکر جینا ہوگا،، اونھون نے آپ سے کہا، کہ بیٹا یہ کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ "اگر وہ دن آیا تو مین آپ کا ہاتھ پکڑ کر بتا دون گا کہ مین جو کچھ کہتا تھا سچ تھا" وہ فوراً مسلمان ہوگئے، اور اون کو حیات بعد الممات کا اِس شدت سے یقین ہو گیا کہ کہا کرتے تھے کہ میرا

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت حارث بن مالکؓ، [2] ترمذی ابواب الزہد، [3] ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ عند الظلمہ،

بیٹا ہاتھ پکڑیگا تو جنت مین پہونچا ہی کر چھوڑے گا[1]،

ایمان بالقدر، صحابہ کرام مسئلہ تقدیر پر شدت کے ساتھ یقین رکھتے تھے، طاؤس یمانی کا بیان ہے کہ "مین نے متعدد صحابہ سے ملاقات کی سب کے سب کہتے تھے کہ کل چیزین تقدیر سے وجود مین آئی ہین[2]" اس بنا پر جب کوئی شخص مسئلہ تقدیر کا انکار کرتا تھا، تو صحابہ کرام شدت کے ساتھ اوس سے تحاشی کرتے تھے،

بصرہ مین سب سے پہلے معبد جہنی نے مسئلہ تقدیر کا انکار کیا تو یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمان نے اس مسئلہ مین صحابہ کرام کی طرف رجوع کرنا چاہا، حسن اتفاق سے ایک سفر حج مین حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات ہوگئی، دونون نے دائین بائین سے اونکو گھیر لیا، اور کہا کہ "کچھ مسلمان ایسے پیدا ہوگئے ہین جو تقدیر کے منکر ہین"، فرمایا" اون سے ملنا تو کہدینا کہ مین اون سے بری ہون، اور وہ مجھ سے بری ہین، خدا کی قسم جبتک وہ تقدیر پر ایمان نہ لائینگے، اگر جبل اُحد کی برابر بھی سونا خیرات کرینگے تو خدا اُسکو قبول نہ کریگا[3]"،

یہ صرف اعتقاد ہی اعتقاد نہ تھا، بلکہ سخت سی سخت مصیبت مین صحابہ کرام اسی پر عمل بھی کرتے تھے، طاعون عمواس کے زمانے مین حضرت عمرؓ نے سرغ تک پہنچکر واپس آنا چاہا تو حضرت ابو عبیدہ جراحؓ نے فرمایا،

افرارا من قدر اللہ — کیا آپ تقدیر آلہی سے بھاگتے ہین؟

بولے "کاش تمھارے سوا کوئی دوسرا اختلاف کرتا، ہان تقدیر آلہی سے بھاگتے ہین، مگر تقدیر

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت حارثؓ، [2] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۱۰، [3] مسلم کتاب الایمان باب ما جاء فی الایمان والاسلام وذکر القدر وغیرہ،

آنہی ہی کی طرف[۱]،

بصرہ مین طاعون آیا تو کسی نے حضرت ابو موسی اشعریؓ سے کہا کہ "ہم کو مقام وابق مین لیکر نکل چلئے"، بولے،

الی اللہ آبق لا الی وابق[۲] — خدا کی طرف بھاگون گا نہ کہ وابق کی طرف،

[۱] مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ والکہانۃ ونحوہا و بخاری کتاب الطب، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابو موسی اشعریؓ،

عبادات

(ابواب الطہارة)

پنجوقتہ جدید وضو کرنا

نماز کے لئے وضو تو ہر ایک شخص کرتا ہی، لیکن ہر نماز کے لئے جدید وضو کرنا بڑی پاکی اور بڑے ثواب کا کام ہے، اسلئے اللہ تعالی نے اول اول رسول اللہ صلعم پر پنجوقتہ نماز کے ساتھ پنجوقتہ وضو بھی فرض کر دیا تھا، بعد کو اگرچہ اسکی فرضیّت منسوخ ہوگئی، لیکن بعض صحابہ عملاً اسکے پابند رہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ہر نماز جدید وضو کے ساتھ ادا فرماتے تھے[1]،

ہمیشہ باوضو رہنا،

بعض صحابہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے، حضرت عدی ابن حاتمؓ کا قول ہی،

ما اقیمت الصلوٰة منذ اسلمت الا و انا علی وضوء[2]،

جب سے مین اسلام لایا ہر نماز کے وقت باوضو رہتا تھا،

ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ "تم مجھسے پہلے کیونکر جنت مین داخل ہوگئے؟ مین کل جنت مین گیا تو تمھاری جوتی کی آواز سُنی" بولے "یارسولؐ اللہ میرا معمول یہ ہی کہ جب اذان کہتا ہون تو دو رکعت نماز لازمی طور پر پڑھ لیتا ہون اور جس وقت وضو ٹوٹ جاتا ہے اوسی وقت فوراً وضو کر لیتا ہون[3]،

[1] ابوداؤد کتاب الطہارة باب السواک و مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۲۵، [2] اصابہ تذکرہ حضرت عدی بن حاتمؓ، [3] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۶۰،

پنجوقتہ مسواک کرنا، رسول اللہ صلعم کمال طہارت و نظافت کی وجہ سے پنجوقتہ مسواک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر امت پر شاق نہ ہوتا تو مین پنجوقتہ نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا بھی حکم دیتا لیکن صحابہ کرام کے جوشِ عمل کے سامنے کون سا کام شاق تھا، حضرت زید بن ارقمؓ نے اِس شدت کے ساتھ اسکا التزام کیا کہ ہمیشہ قلم کی طرح کان پر مسواک رکھے رہتے تھے،

(ابواب الصّلٰوۃ)

نماز پنجگانہ، صحابہ کرام جس مستعدی و سرگرمی کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا فرماتے تھے، اوسکے متعلق احادیث مین نہایت کثرت سے واقعات مذکور ہین، صحاح مین ہے کہ جب جماعت کھڑی ہوتی تھی تو تمام صحابہ اِس تیزی کے ساتھ دوڑتے تھے کہ شور ہو جاتا تھا۔ سخت سے سخت مصروفیت کی حالت مین بھی جب نماز کا وقت آتا تھا تو صحابہ کرام کاروبار چھوڑ کر سیدھے مسجد کی طرف رواںہ ہو جاتے تھے،

حضرت سفیان ثوری سے روایت ہے،

كانوا يتبايعون ولا يدعون الصلوة المكتوبة فى الجماعة،

صحابہ بیع و شرا کرتے تھے، لیکن نماز مفروضہ کو جماعت کے ساتھ کبھی نہین چھوڑتے تھے،

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہین کہ "ایک بار مین بازار مین تھا، کہ نماز کا وقت آگیا، تمام صحابہ دوکانین بند کر کے مسجد مین چلے گئے، چنانچہ قرآن مجید کی یہ آیت

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله،

صحابہ ایسے لوگ ہین جن کو تجارت کے کاروبار خدا کی یاد سے نہین روکتے،

---

[1] ابو داؤد کتاب الطہارہ باب السواک،

انہی لوگون کی شان مین نازل[1] ہوئی،

سخت سے سخت تکلیف مین بھی صحابہ کرام کی نماز قضا نہین ہوسکتی تھی، حضرت عمرؓ کو جس دن زخم لگا اوسی رات کی صبح کو لوگون نے نماز فجر کے لیے جگایا تو بولے "ہان جو شخص نماز چھوڑدے اسلام مین اوسکا کوئی حصہ نہین"، چنانچہ اسی حالت مین کہ زخم سے متصل خون جاری تھا نماز پڑھی[2]

اگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے نماز قضا ہوجاتی تو صحابہ کرام کو سخت برہمی پیدا ہوتی، غزوہ خندق مین حضرت عمرؓ کی نماز عصر قضا ہوگئی تو کفار کو بُرا بھلا کہتے ہوئے آئے، اور کہا کہ یارسول اللہ صلعم مین نے ابتک نماز عصر نہین پڑھی[3]،

نماز جمعہ

صحابہ کرام نماز جمعہ کو نہایت اہم سمجھتے تھے، اور اس اہمیت کا اظہار مختلف طریقون سے کرتے تھے، اسلام کی تاریخ مین حضرت اسعد بن زرارہؓ پہلے شخص تھے جنھون نے مدینہ مین جمعہ کو قایم کیا تھا، انکے انتقال کے بعد جب جمعہ کی اذان ہوتی تھی تو حضرت کعب بن مالکؓ اُن پر رحمت کی دعا کرتے تھے اون کے بیٹے نے ایک روز اِسکی وجہ پوچھی تو بولے، کہ وہ پہلے شخص تھے جنھون نے ہم کو جمعہ کے لیے جمع کیا، اوس وقت ہماری تعداد صرف ۴۰ تھی[4]،

ایک صحابیہ تھین جو اپنے کھیتون مین چقندر بویا کرتی تھین، جب جمعہ کا دن آتا تھا تو اوسکو پکاتی تھین اور جمعہ کے بعد تمام صحابہ کو کھلاتی تھین[5]،

تمام صحابہ غسل جمعہ کا نہایت اہتمام کرتے تھے حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ غسل جنابت کی طرح غسل جمعہ بھی فرض ہے

---

[1] فتح الباری جلد ۴، صفحہ ۲۵۲، [2] موطاے امام مالک کتاب الصلوٰۃ باب العمل فیمن غلبہ الدم من جرح او رعاف، [3] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ، عند مناہضتہ الحصون ولقاء العدو، [4] ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ فی القری، [5] بخاری کتاب الجمعہ باب فی قول اللہ عزوجل "فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بغیر غسل کئے ہوئے اور بغیر خوشبو لگائے ہوئے کبھی شریک جمعہ نہین ہوتے تھے،[1]

ایک بار حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے کہ اسی حالت مین حضرت عثمانؓ آگئے، بولے کون سا وقت ہی؟ فرمایا بازار سے پلٹا تو اذان سُنی وضو کر کے سیدھا مسجد مین چلا آیا، فرمایا یہ بھی قابل اعتراض بات ہی، کہ صرف وضو کیا، حالانکہ تمھین معلوم ہی کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلعم غسل کا حکم دیتے تھے،[2]

اگرچہ صحابہ کرام عموماً پابندی اوقات نماز کا خاص طور پر لحاظ رکھتے تھے، لیکن جمعہ کے دن خاص طور پر یہ اہتمام کیا جاتا تھا کہ مسجد کی مغربی دیوار پر ایک چادر تان دیجاتی تھی جب دیوار کا سایہ اوسکو پورے طور پر ڈہک لیتا تھا، تو حضرت عمرؓ فوراً نماز کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوتے تھے،[3]

عہد نبوت مین اگرچہ جہاد افضل الاعمال سمجھا جاتا تھا، لیکن جمعہ کا شوق اس پر بھی غالب آتا تھا، ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو ایک سریہ مین جانے کا حکم دیا اور لوگ روانہ ہوگئے لیکن وہ ٹھہر گئے، جمعہ کا دن تھا آپ نے جماعت مین دیکھا تو فرمایا" کیون رک گئے؟ بولے" مین نے چاہا کہ آپکے ساتھ جمعہ پڑھ لون تو جاؤن،[4]

نوافل، اشراق، اور صلوۃ کسوف

صحابہ کرام جس شوق و مستعدی کے ساتھ نماز مفروضہ ادا فرماتے تھے، اوسی طرح نوافل، اشراق، اور صلوۃ کسوف وغیرہ بھی پڑھتے تھے، بخاری مین حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہی؛

لقد ادرکت کبار اصحاب النبی صلعم	مین نے کبار صحابہ کو دیکھا کہ مغرب کے وقت مسجد کے
یبتدرون السواری عند المغرب،[5]	ستونون کی طرف نماز کے لیے دوڑتے تھے،

[1] موطا امام محمد باب فی الجمعہ وما یستحب من الطیب الدہان للرجل، [2] موطا امام محمد باب الاغتسال یوم الجمعۃ، وصحاح، [3] موطا امام محمد باب فی الجمعۃ وما یستحب من الطیب الدہان، [4] ترمذی ابواب الجمعہ باب ماجا، فی السفر یوم الجمعہ، [5] بخاری کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ الی الاسطوانۃ،

اور شراح حدیث نے تصریح کی ہی، کہ یہ نفل کی نماز ہوتی تھی جس کو مغرب کی نماز شروع ہونے سے پہلے صحابہ کرام ادا فرماتے تھے خود اِس حدیث مین ہی؛

حتی یخرج النبی صلعم — یعنی صحابہ نفل اوس وقت تک پڑھتے تھے جب تک رسول اللہ صلعم امامت کے لیے نکل نہ آئین،

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سفر مین ہوتے تھے تو سواری کے اوپر ہی بیٹھے بیٹھے نفل کی نمازین پڑھ لیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "یہ رسول اللہ صلعم کی سنت ہی"[1]،

نماز اشراق اگرچہ رسول اللہ صلعم نے جیسا کہ حضرت ام ہانیؓ سے مروی ہی صرف ایکبار پڑھی تھی، لیکن بہت سے صحابہ نے اِسکا التزام کر لیا تھا، حضرت عایشہؓ فرماتی ہین کہ "مین نے اگرچہ رسول اللہ صلعم کو کبھی نماز اشراق پڑھتے ہوئے نہین دیکھا، لیکن مین خود پڑھتی ہون، کیونکہ آپ بہت سی چیزون کو پسند فرماتے تھے، لیکن اوس پر اسلیے عمل نہین کرتے تھے، کہ امت پر فرض نہ ہوجائے"، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداؓ کو آپ نے نماز اشراق کی وصیّت فرمائی تھی اسلیے یہ دونون بزرگ اسکو کبھی نہین چھوڑتے تھے[2]،

چاند اور سورج مین جب گہن لگتا تھا تو تمام صحابہ صلوة الکسوف ادا فرماتے تھے، ایک بار مدینہ مین گہن لگا تو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے دو رکعت نماز پڑھی، ایک بار اور گہن لگا تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے صفہ زمزم مین لوگون کو جمع کیا اور باجماعت نماز ادا فرمائی[3]،

تہجد — رات جس مین ہم نیند کا لطف اوٹھاتے ہین، اوس مین صحابہ کرام عبادت آلہی اور

[1] مسلم کتاب الصلوة باب جواز الصلوة النافلة علی الدابة فی السفر حیث توجہت، [2] مسلم کتاب الصلوة باب استحباب صلوة الضحی،

[3] بخاری ابواب صلوة الکسوف،

تہجد گذاری مین مصروف رہتے تھے، ایک صحابی نے رات کو نماز مین نہایت بلند آہنگی سے قرأت کی، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا خدا اوسپر رحم کرے مجھے بہت سی آیتین یاد دلائین جن کو مین بھول گیا تھا،

ایک بار آپ معتکف ہوے، صحابہ کرام مسجد مین مصروف عبادت تھے اور اسقدر بلند آہنگی کے ساتھ قرأت کرتے تھے، کہ آپ نے پردہ اوٹھا کر فرمایا" تم مین ہر شخص خدا کے ساتھ سرگوشی کر رہا ہی، اتنا نہ چلاؤ کہ ایک سے دوسرے کو تکلیف پہونچے، حضرت ابوالدرداؓ رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے، چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ نے اون کی بی بی کی شکایت پر باصرار اون کو اس سے روکا،

حدیث شریف مین آیا ہی،

اذا ایقظ الرجل اھلہ من اللیل فصلیا — جب کوئی شخص رات کو اوٹھکر اپنی بی بی کو بیدار کرتا ہی

وصلی رکعتین کتب فی الذاکرین، — اور دونون یا صرف مرد دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ) — تو وہ ذاکرین مین لکھ لیا جاتا ہی،

اس بناپر صحابہ کرام اپنے اہل وعیال کو بھی بیدار کرکے شریک ثواب کرتے تھے،

ایک روز آپ رات کو گھر سے نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ نہایت پست آواز کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہین، آگے بڑھے تو حضرت عمرؓ نہایت بلند آہنگی کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے نظر آئے دونون بزرگ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ" ابوبکر! نماز مین تمھاری آواز نہایت پست تھی، بولے

سلہ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت بالقراۃ، سلہ بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع،

کہ "مین جس سے (خدا سے) سرگوشی کر رہا تھا اوسکے کان مین میری آواز پہونچ گئی"، حضرت عمرؓ سے ارشاد ہوا کہ "تمہاری آواز نہایت بلند تھی" بولے کہ "یا رسول اللہ مین سونے والون کو جگاتا اور شیطان کو دُ دکارتا ہون"، موطاے امام مالک مین ہے کہ حضرت عمرؓ رات کو اپنے اہل وعیال کو نماز کے لیے جگاتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے، وامر بالصلوۃ واصطبر علیہا لانسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوی[1]،

حضرت ابوہریرہؓ نے رات کے تین حصے کر دئے تھے، ایک مین خود، دوسرے مین اونکی بی بی اور تیسرے مین اونکا خادم تہجد پڑھتا تھا[2]، اور ایک دوسرے کو جگاتا تھا،

یہ ذوق عبادت صرف چند صحابہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ عموماً تمام صحابہ مین پایا جاتا تھا حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہین کہ صحابہ کرام مغرب سے عشا تک بیدار رہتے تھے، نماز پڑھتے تھے، اور رات کو بہت کم سوتے تھے[3]،

اِس مین صحابہ کرام کو سخت سے سخت تکلیفین برداشت کرنی پڑتی تھین، اوّل اوّل سورۂ مزمل کی ابتدائی آیتین نازل ہوئین، تو صحابہ کرام رمضان کی طرح رات بھر قیام فرماتے تھے یہانتک کہ پانون پھول پھول جاتے تھے[4]،

قرآن مجید نے صحابہ کرام کی اِس فضیلت کو اِن الفاظ مین بیان فرمایا ہی،

تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا ومما رزقنہم ینفقون،

اون کے پہلو بستر سے لگے رہتے ہین وہ لوگ خوف ورجا سے خدا کو پکارتے ہین اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اُسکو صرف کرتے ہین،

[1] موطا کتاب الصلوۃ باب فی صلوۃ اللیل، [2] بخاری کتاب الاطعمہ باب الحشف، [3] ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب وقت قیام النبی صلعم من اللیل،
[4] ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب فی صلوۃ اللیل،

رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز تہجد مین شرکت، رسول اللہ صلعم رات کو عموماً تہجد ادا فرماتے تھے اور اوس مین اس قدر طویل سورتین پڑھتے تھے کہ جب تک کامل طور پر شوق عبادت وشوق اقتدار رسولؐ نہ ہو کوئی شخص اس کا متحمل نہین ہوسکتا تھا، لیکن صحابہ کرام اِس دولت سے بھی بہرہ اندوز ہوتے تھے، چنانچہ حضرت عوف بن مالکؓ ایک بار آپ کے ساتھ تہجد مین شریک ہوئے، آپ نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی اور بہ ترتیب آل عمران تک پڑھا، وہ ذوق عبادت مین کھڑے رہے،[1]

ایک بار حضرت حذیفہؓ کو بھی یہ شرف حاصل ہوا،

رسول اللہ صلعم تہجد کی نماز مین بقرہ، آل عمران اور نسا کی سورتین پوری پوری پڑھتے اگر کوئی خوف کی آیت آجاتی تو خدا سے دعا کرتے اور اوس سے پناہ مانگتے، اسی طرح اگر کوئی بشارت آمیز آیت آتی تو دعا کرتے اور اوسکی خواہش فرماتے، حضرت عایشہؓ بھی رات رات بھر آپ کے ساتھ اِس نماز مین شریک رہتین،[2]

یہ شوق صرف چند صحابہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا، بلکہ عموماً تمام صحابہ مین پایا جاتا تھا، حجرہ مبارک کی دیوار نہایت پست تھی ایک دن چند صحابہ نے آپ کو تہجد پڑھتے ہوئے دیکھ لیا اور شریک ہوگئے، صبح کو اور لوگون سے ذکر کیا تو وہ بھی شریک ہوئے، آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے اوس جگہ تہجد پڑھنا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ "مجھے خوف پیدا ہوا کہ تم پر رات کی نماز فرض نہو جائے"،[3]

آپ چٹائی کو گھیر کر حجرے کی صورت پیدا کر لیتے تھے اور اوس مین تہجد ادا فرماتے تھے،

---

[1] ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب القول الرجل فی رکوعہ وسجودہ، [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۹۲، [3] بخاری کتاب الصلوۃ باب اذا کان بین الامام وبین القوم حائط او سترۃ،

صحابہ کرام کو خبر ہوئی تو اِس کثرت سے شریک ہوئے کہ ایک مُستقل صف قایم ہوگئی،[1]

یہ شوق اسقدر ترقی کر گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچون کا دل بھی اوس سے خالی نہ تھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ عہد نبوت مین نہایت صغیر السن تھے لیکن اِس شوق مین ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے پاس سوئے آدھی رات ہوئی تو آپ اوٹھے پہلے آل عمران کی چند آیتین تلاوت فرمائین پھر وضو کیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی ان اعمال کی تقلید کی اور آپ کے پہلو مین کھڑے ہو کر نماز ادا کی،[2]

قیام رمضان | صبح سے شام تک کی بھوک پیاس کے بعد ہم لوگ بمشکل تراویح پڑھنے کے لئے آمادہ ہوتے ہین، لیکن صحابہ کرام اِس کے بھوکے تھے اسلئے اونکو اس سے کبھی سیری نہین ہوتی تھی،

اوّل اوّل آپ نے تراویح ادا فرمائی تو چند صحابہ شریک ہوے، دوسرے روز اس تعداد مین اور اضافہ ہوا، تیسرے دن اور بھی زیادہ مجمع ہوا، آپ نے صحابہ کرام کی یہ شیفتگی دیکھی تو چوتھے روز گھر سے نہ نکلے، اور فرمایا کہ "مجھے خوف ہو کہ وہ تم پر کہین فرض نہو جائے"،

آپ نے ایک بار اخیر رمضان مین تراویح شروع کی اور پہلے دن ثلث شب تک پڑھی، دوسرے دن ناغہ فرما دیا، تیسرے دن آدھی رات تک پڑھی، پانچوین دن تمام ازواج مطہرات آل و اولاد اور صحابہ کرام کے ساتھ ادا فرمائی، حضرت ابو ذر غفاریؓ کا شوق اسقدر بڑھا کہ آپ کی خدمت مین گذارش کی کہ "کاش آپ اسکو ہمارے لئے نفل قرار دیتے،[3]

ایک بار آپ نے قیام رمضان کے لئے مسجد مین ایک حجرہ مخصوص کر لیا، صحابہ کرام کو

---

[1] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل، [2] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب جاء فی الوتر، [3] ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی قیام شہر رمضان،

معلوم ہوا تو وہ بھی شریک ہونے لگے، اتفاق سے آپ ایک دن گھر سے نہ نکلے، صحابہ کرام نے مختلف طریقون سے اپنے شوق کا اظہار کیا، کھانسے، کھنکارے، چلاے، دروازے پر کنکریان رین، آپ اندر سے غصہ مین نکلے اور فرمایا کہ اگر تمھارے شوق کا یہی حال رہا تو مجھے خوف ہی کہ کہین یہ نماز تم پر فرض نہو جائے[1]"

بعض صحابہ کو قرآن مجید یاد نہ تھا، اسلئے مجبوراً کسی کی اقتدا کرنی پڑتی تھی، ایک روز آپ نے دیکھا کہ متعدد صحابہ گوشۂ مسجد مین نماز پڑھ رہے ہین، فرمایا یہ لوگ کیا کرتے ہین؟ جواب ملا کہ "قرآن مجید یاد نہین ہی، اسلئے حضرت ابی بن کعبؓ کے ساتھ تراویح پڑھتے ہین،" ارشاد ہوا "خوب کرتے ہین[2]"

حضرت انیس جہنیؓ صحرا مین رہتے تھے، اسلئے متصل مسجد نبوی مین تراویح نہین پڑھ سکتے تھے، لیکن یہ معمول کر لیا تھا کہ رمضان کی تیئیسوین شب کو صحرا سے آتے نماز عصر پڑھکر مسجد مین داخل ہوتے، صبح تک مصروف نماز رہتے اور نماز فجر ادا کر کے صحرا کو روانہ ہوجاتے[3]،

صحابہ کرام کو تراویح کے ادا کرنے مین سخت سے سخت تکلیفین برداشت کرنی پڑتی تھین لیکن اون کے شوق مین کوئی کمی نہین ہوتی تھی، حضرت عمرؓ نے جب تراویح کو باجماعت کر دیا، تو امام ایک ایک رکعت مین سو سو آیتین پڑھتا تھا، اسلئے صحابہ کرام کھڑے کھڑے اس قدر تھک جاتے تھے کہ لکڑی کے سہارے کی ضرورت ہوتی تھی، اور سحر کے وقت فارغ ہو کر واپس آتے تھے[4]

پابندی اوقات نماز نماز اکثر مسلمان پڑھتے ہین لیکن اون مین کتنے ہین جو اوقات نماز کی ٹھیک طور پر پابندی کرتے ہین، لیکن سخت سے سخت خطرہ اور مستعدی کی حالت مین بھی صحابہ کرام کی

[1] ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب فضل التطوع فی البیت، [2] ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب فی قیام شہر رمضان، [3] ابو داود کتاب الصوم باب فی لیلۃ القدر، [4] موطاے امام مالک کتاب الصلوۃ باب فی الصلوۃ فی رمضان،

نماز کا وقت فوت نہین ہوسکتا تھا، ایک صحابی کو رسول اللہ صلعم نے ایک پرخطر کام کے لئے ایک جگہ روانہ فرمایا، جب وہ منزل مقصود کے قریب پہونچے تو عصر کا وقت ہوچکا تھا، اونھون نے دل مین کہا کہ "ایسا نہو کہ کہین نماز مین دیر ہوجاے" اسلئے منزل مقصود کی طرف بڑھے تو اشارون ہی مین نماز پڑھتے ہوئے بڑھے[1]، چند صحابہ کو آپ نے بنو قریظہ کی طرف بھیجا، اور باوجودیکہ حکم دیا کہ "عصر کی نماز جاکر وہین پڑہین" لیکن راستے مین عصر کا وقت آگیا، تو بہت سے صحابہ نے فورًا نماز پڑھ لی[2]

ایک دن ظہر کے بعد کچھ لوگ حضرت انس بن مالک رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے، وہ اوٹھکر عصر کی نماز پڑھنے لگے، لوگون نے کہا کہ "آپ نے بڑی عجلت کی" بولے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ "یہ منافقین کی نماز ہی، منافقین کی نماز ہی، منافقین کی نماز ہی، گھر مین بیٹھے رہتے ہین، جب سورج زرد ہونے لگتا ہی تو چار رکعت پڑھ لیتے ہین، اور خدا کو اوس مین بہت کم یاد کرتے ہین[3]،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حجاج کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، لیکن جب اوس نے تاخیر کرنا شروع کی، تو اوس کے ساتھ نماز پڑہنا چھوڑ دیا اور مکہ سے نکل گئے[4]،

پابندی جماعت، | اسلام کا قوام، اسلام کا شیرازہ، اور اسلام کا نظام جو کچھ تھا تالف واتحاد تھا اسلئے صحابہ کرام نماز باجماعت کو نہ صرف ذریعہ ازدیاد ثواب خیال کرتے تھے، بلکہ اوسکو اسلام ونفاق، ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل سمجھتے تھے، حضرت معاذؓ اپنی قوم کے امام تھے، لیکن اون کا معمول یہ تھا کہ پہلے رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز ادا کرلیتے تھے، پھر اپنی مسجد مین جاکر نماز پڑھاتے تھے، ایک روز حسب معمول مسجد نبوی سے واپس آے اور نماز مین سورہ بقرہ کی

---

[1] ابوداؤد باب صلوۃ الطالب، [2] بخاری کتاب الصلوۃ، [3] ابوداؤد باب الصلوۃ باب وقت العصر، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ،

تلاوت شروع کی ایک کاروباری آدمی تھک کر جماعت سے علحدہ ہوگیا اور الگ نماز پڑھ لی، ایک صحابی نے فوراً کہاکہ "تم منافق ہوگئے"،

سخت سے سخت مجبوری کی حالت مین بھی صحابہ کی نماز باجماعت چھوٹ نہین سکتی تھی، چنانچہ بعض صحابہ بیمار ہوتے تھے، لیکن بااینہمہ دو آدمیون کے سہارے مسجد مین آکر شریک جماعت ہوتے تھے،

اگرچہ رسول اللہ صلعم نے عام حکم دیدیا تھاکہ بارش اور اندھیری مین لوگ اپنے اپنے گھرون ہی مین نماز پڑھ لیا کرین، لیکن صحابہ کرام کو آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اسقدر شوق تھا کہ ایک دن پانی برس رہا تھا اور اندھیری چھائی ہوئی تھی، کہ اسی حالت مین چند صحابہ اس غرض سے نکلے، کہ چل کے آپ کے ساتھ نماز ادا کرین،

مدینہ مین قبیلہ بنو سلمہ کا محلہ مسجد سے بہت دور تھا لیکن وہ لوگ نماز باجماعت کو اسقدر ضروری سمجھتے تھے کہ اپنا محلہ چھوڑ کر مسجد نبوی کے آس پاس آباد ہوجانا چاہا، لیکن چونکہ اس سے ایک محلہ ویران ہوا جاتا تھا آپ نے فرمایاکہ "تم کو ہر اوس قدم کا ثواب ملے گا جو مسجد کی جانب اوٹھے گا"،

جماعت کے انتظار مین صحابہ کرام سخت تکلیفین برداشت کرتے تھے، لیکن اوس کی پابندی مین کوئی فرق نہین آتا تھا، ایک رات رسول اللہ صلعم کو کوئی اہم کام پیش آگیا، اسلئے عشاء کی نماز مین بہت تاخیر ہوگئی، اور صحابہ کرام انتظار کرتے کرتے سوگئے، لیکن نماز کا روحانی خواب کیونکر بھلایا جاسکتا تھا؟ پھر جاگے، پھر سوئے، پھر اوٹھے، پھر نیند آگئی، آپ کاشانہ نبوت سے

۱؎ ابوداود کتاب الصلوٰۃ باب تخفیف الصلوٰۃ، ۲؎ نسائی کتاب الامامۃ باب المحافظۃ علی الصلوٰۃ حیث ینادی بہن ۳؎ ابوداود کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح، ۴؎ سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب الابعد فالابعد من المسجد اعظم اجراً،

برآمد ہوئے، اور صحابہ کرام کی مضطربانہ گردنین دیکھین تو تسکین خاطر کے لئے ارشاد فرمایا کہ "آج دنیا مین تمھارے سوا کوئی بھی نماز کا انتظار نہین کرتا،

حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ صحابہ کرام عشاء کا انتظار اتنی دیر تک کرتے تھے کہ نیند کے مارے اون کی گردنین جھک جھک جاتی تھین[1]،

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک شب نماز عشاء کے لئے رسول اللہ صلعم کا انتظار کر رہے تھے، ایک تہائی رات گذر گئی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ "اگر امت پر شاق نہ گذرتا تو مین اسی وقت نماز عشاء ادا کرتا،

ایک دن نماز عشاء کے وقت رسول اللہ صلعم کے انتظار مین اسقدر دیر ہوئی، کہ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ آپ نماز ادا کر چکے اور اب برآمد نہو نگے، آپ تشریف لائے تو لوگون نے اپنی مایوسی کا اظہار کیا، ارشاد ہوا کہ "اس نماز کو اسی وقت پڑھو، تم کو تمام امتون پر اوسکی وجہ سے فضیلت ہے، تمھارے پہلے کسی پیغمبر کی امت نے اس نماز کو ادا نہین کیا"،

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم نے نماز عشاء کے لئے آدھی رات تک آپ کا انتظار کیا، آپ گھر سے نکلے تو فرمایا کہ "اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ"، ہم لوگ بیٹھ گئے، ارشاد ہوا کہ "دنیا کے اور لوگ نماز پڑھکر سو گئے، لیکن تمھارے انتظار کی گھڑیان بھی نماز ہی مین داخل تھین[2]"،

حضرت ابو موسی اشعریؓ اور اون کے رفقاء سفر جب مدینہ آئے، تو بقیع بطحان مین قیام کیا، وہان سے اگرچہ تمام لوگ نماز عشاء مین شریک نہین ہو سکتے تھے

[1] ابو داود کتاب الطہارۃ باب الوضوء من النوم، [2] ابو داود کتاب الصلوۃ باب وقت العشاء الآخر،

تاہم باری باندھ لی تھی، اور اپنی اپنی باری پر لوگ آکر آپ کے ساتھ عشا پڑھتے تھے،[1]

اگرچہ بعض غیور صحابہ جماعت مین اپنی عورتون کی شرکت کو پسند نہین کرتے تھے، تاہم اون پر اس کا کچھ اثر نہین پڑتا تھا، حضرت عمرؓ کی بی بی برابر عشا، اور فجر کی نماز مین شریک ہوتی تھین، تو لوگون نے کہا کہ "تمھین معلوم ہے کہ عمرؓ اسکو پسند نہین کرتے، پھر کیون ایسا کرتی ہو"، بولین روک کیون نہین دیتے،[2]

نماز مین خشوع وخضوع

صحابہ کرام کی نمازون مین نہایت محویت، استغراق، خشوع، خضوع اور تضرع وزاری پائی جاتی تھی، حضرت ابوبکرؓ اس خشوع وخضوع کے ساتھ نماز اور قرآن پڑھتے کہ اون پر اس شدت سے گریہ طاری ہوجاتا، کہ کفار کی عورتون اور بچون پر اس کا اثر پڑتا،[3] حضرت عمرؓ نماز مین اس شدت سے روتے کہ پچھلی صف کے لوگ رونے کی آواز سنتے، حضرت عبداللہ بن شدادؓ کا بیان ہے کہ "مین باوجودیکہ پچھلی صف مین رہتا تھا لیکن حضرت عمرؓ یہ آیت انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ پڑھکر[4] اس زور سے روتے تھے، کہ مین رونے کی آواز سنتا تھا،

حضرت تمیم داریؓ ایک رات تہجد کے لئے کھڑے ہوے تو صرف ایک آیت یعنی ام حسب الذین اجترحوا السیآت الخ کی تلاوت مین صبح کردی اسی کو باربار پڑھتے تھے، رکوع کرتے تھے، سجدے مین جاتے تھے اور روتے تھے،[5]

سخت سے سخت تکلیف کی حالت مین بھی صحابہ کرام کی یہ محویت قایم رہتی تھی، دو بہادر صحابی ایک پہاڑ کے درے مین رسول اللہ صلعم کی حراست پر مامور تھے، ان مین ایک بزرگ

---

[1] بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب فضل العشاء، [2] بخاری کتاب الجمعہ باب ہل علی من لا یشہد الجمعۃ غسل من النساء، [3] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس، [4] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا بکی الامام فی الصلوٰۃ، [5] اسد الغابہ تذکرہ حضرت تمیم داریؓ،

مصروف نماز ہوئے تو اسی حالت مین ایک انتقام کیش مشرک آیا اور اونکے جسم مین تین تیر لگائے لیکن اونھون نے نماز کو برابر قایم رکھا، اون کے دوسرے رفیق سوگئے تھے، بیدار ہوئے اور اُن کے خون آلود زخم دیکھے تو کہا مجھے پہلے ہی کیون نہین جگایا؟ بولے کہ مین نماز مین ایک سورہ پڑھ رہا تھا جس کو ناتمام چھوڑنا مجھکو پسند نہ آیا،[1]

محبوب سے محبوب چیز بھی اگر صحابہ کی حضوری نماز مین خلل انداز ہوتی تو وہ اونکی نگاہ مین مبغوض ہوجاتی، ایک دن حضرت ابوطلحہ انصاریؓ اپنے باغ مین نماز پڑھ رہے تھے ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی اور وہ اون کو بہت خوش آئی اوسکو دیر تک دیکھتے رہے پھر نماز کی طرف توجہ کی تو یہ یاد نہ آیا کہ کتنی رکعتین پڑھی ہین، دل مین کہا کہ اِس باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا، فوراً رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آئے اور واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا کہ "یارسول اللہ صلعم مین اِس باغ کو صدقہ کرتا ہون"،

ایک اور صحابی اپنے باغ مین نماز پڑھ رہے تھے، فصل کا زمانہ تھا دیکھا تو کھجورین پھل سے لدی ہوئی ہین، اس قدر فریفتہ ہوئے کہ نماز کی رکعتین یاد نہ رہین، نماز سے فارغ ہوکر حضرت عثمانؓ کی خدمت مین آئے اور کہا کہ اِس باغ کی وجہ سے مین فتنہ مین مبتلا ہوگیا، اسکو اموال صدقہ مین داخل کرلیجیے، چنانچہ اونھون نے اوسکو ۵۰ ہزار پر فروخت کیا، اور اِس مناسبت سے اوسکا نام خمسین پڑگیا،[2]

اسی خشوع وخضوع کا یہ نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ نماز

---

[1] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء من الدم، [2] موطا امام مالک کتاب الصلوۃ النظر فی الصلوۃ الی مایشغلک عنہا،

ادا فرماتے تھے، حضرت انسؓ قیام وسجدہ مین اس قدر دیر لگاتے کہ لوگ سمجھتے کہ کچھ بھول گئے،[1] حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ستون کھڑا ہی، ایک دن صرف ایک رکعت مین بقرہ، آل عمران، نسا، اور مائدہ پڑھ ڈالا، لیکن درمیان مین سر نہ اوٹھایا،[2]

حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھتے تو لاکھ شور وغل مچایا جاتا لیکن اونکے سر کو جنبش نہوتی،[3]

(ابواب الزکوۃ،)

زکوۃ مفروضہ | صحابہ کرام اگرچہ سخت مفلس ونادار تھے، تاہم وہ اپنا مال سیکڑون طریقے سے خدا کی راہ مین صرف کرتے تھے، جہاد کا سامان وہ کرتے تھے، نومسلمون کی کفالت کا بار اون پر تھا صدقہ وخیرات سے کوئی دن خالی نہین جاتا تھا، زکوۃ سب سے مقدم اور حاوی چیز تھی، غلہ پر الگ، سامان تجارت پر الگ، گھوڑون پر الگ، اونٹون پر الگ، باغون پر الگ، غرض کوئی چیز ایسی نہ تھی جس مین خدا کا حق نہو، تاہم وہ نہ اِس سے گھبراتے تھے نہ تنگدل ہوتے تھے، بلکہ نہایت فیاضی کے ساتھ خدا کے اِس حق کو ادا کرتے تھے،

جب کھجورون کی فصل تیار ہوتی تو تمام صحابہ زکوۃ کی کھجورین لیکر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوتے اور آپ کے گرد کھجورون کا ڈھیر لگا دیتے،[4]

جو لوگ اسلام لاتے سب سے پہلے زکوۃ مفروضہ ہی ادا کرتے، قبیلہ طے اسلام لایا تو حضرت عدی بن حاتمؓ اون کا صدقہ لیکر حاضر ہوئے، اور اسلام مین یہ پہلا صدقہ تھا جس کو دیکھکر رسول اللہ صلعم اور صحابہ کے چہرے فرط مسرت سے چمک اوٹھے،[5]

[1] بخاری کتاب الصلوۃ باب المکث بین السجدتین، [2] اسد الغابہ اصابہ تذکرہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، [3] بخاری کتاب الصلوۃ باب من دخل لیوم الناس فجا رالامام الاول، [4] بخاری کتاب الزکوۃ باب خذ صدقۃ التمر عند صرام النخل، [5] مسلم کتاب الفضائل باب من فضایل غفار واسلم وغیرہا،

جو لوگ اپنے قبیلہ کی زکوۃ لیکر آتے، رسول اللہ صلعم اون کے لئے دعائے خیر فرماتے، حضرت ابو اوفیؓ اپنی قوم کی زکوۃ لیکر آئے تو آپ نے دعا دی،[1]

اللھم صل علی آل ابی اوفی، خداوندا آل ابی اوفی پر رحمت نازل فرما،

جو لوگ زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجے جاتے صحابہ کرام ہمیشہ اون کو رضامند رکھتے، ایکبار رسول اللہ صلعم کی خدمت مین بدؤن نے محصلین زکوۃ کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا "اون کو راضی رکھو" حضرت جریر بن عبید اللہؓ کا بیان ہی کہ "جب سے مین نے یہ سنا میرے پاس سے محصل زکوۃ ہمیشہ خوش گیا"[2]،

زیور عورتون کو سب سے زیادہ عزیز ہوتے ہین، لیکن صحابیاتؓ کو خدا کی مرضی اون سے بھی زیادہ عزیز تھی، ایک بار آپ کی خدمت مین ایک صحابیہ اپنی لڑکی کو لیکر حاضر ہوئین، لڑکی کے ہاتھ مین سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے آپ نے کنگن دیکھکر فرمایا "کیا تم اسکی زکوۃ دیتی ہو؟" بولین نہین"، فرمایا "کیا تمھین یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ خدا قیامت کے دن اسکے بدلے اوسکے ہاتھ مین آگ کے کنگن پہنائے؟" اونھون نے فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈالدئے کہ "یہ خدا اور خدا کے رسول کے ہین[3]"،

صدقہ فطر ادا کرنا، صدقہ فطر واجب ہی اسلئے صحابہ کرام ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے نہایت التزام کے ساتھ صدقہ فطر ادا فرماتے تھے، یہان تک کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اپنے غلام نافع کے بچون کی جانب سے بھی صدقہ فطر دیتے تھے، رسول اللہ صلعم نے حکم دیا تھا کہ نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کردیا جاے، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اس شدت کے ساتھ اس حکم کی پابندی

---

[1] ابو داؤد کتاب الزکوۃ باب دعاء المصدق لاہل الصدقہ، [2] مسلم کتاب الزکوۃ باب ارضاء السعاۃ،
[3] ابو داؤد کتاب الزکوۃ باب الکنز ما ہو و زکوۃ الحلی،

کرتے تھے کہ دو ایک دن پیشتر ہی صدقہ فطر دیدیتے تھے[1]، ابتدا مین ایک صاع جو یا کھجور یا منقی صدقہ فطر مین دینا پڑتا تھا، لیکن جب حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین گیہون کی پیدا وار مین اضافہ ہوا تو اونھون نے ان چیزون کے بجاے نصف صاع گیہون کر دیا، حضرت امیر معاویہؓ کے عہد مین لوگون نے شامی گیہون کے دینے کا التزام کرلیا[2]،

صدقہ فطر مین جو غلہ آتا تھا، وہ جیساکہ موطاے امام محمدؒ مین تصریح ہے ایک شخص کے پاس جمع ہوتا تھا، بخاری کتاب الوکالۃ مین حضرت ابوہریرہؓ سے جو یہ مروی ہی؛

وکلنی رسول اللہ صلعم بحفظ زکوٰۃ رمضان[3] — رسول اللہ صلعم نے زکوٰۃ رمضان کا مجھکو وکیل بنایا،

اس مین زکوٰۃ رمضان سے صدقہ فطر ہی مراد ہی،

صدقہ وخیرات، اگرچہ صحابہ کرام سخت تنگدست تھے، تاہم اون کے پاس جو کچھ ہوتا تھا اوسکو صدقہ وخیرات کر دیتے تھے، حضرت ابومسعود انصاریؓ سے روایت ہی، کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام بازارون مین جاتے اور حمالی کرتے، محنت مزدوری مین جو کچھ ملتا اوس کو صدقہ کردیتے[4]،

حضرت اسماءؓ کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی اونھون نے اوسکو فروخت کیا اور روپیہ گود مین لیے بیٹھی تھین کہ اونکے شوہر حضرت زبیرؓ آئے اور روپیہ دیکھکر کہا "مجھے دیدو" بولین "مین نے تو اسکو صدقہ کر دیا[5]"،

---

[1] ابو داؤد کتاب الزکوۃ باب متی تودی صدقۃ الفطر وبخاری باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملوک، [2] ابو داؤد کتاب الزکوۃ باب کم تودی فی صدقۃ الفطر، [3] بخاری کتاب الوکالۃ باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا فاجازہ الموکل فھو جایز، [4] بخاری کتاب الزکوۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرہ، [5] مسلم کتاب الاداب باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق،

حکیم بن حزامؓ زمانہ جاہلیت ہی مین نیک کامون کے کرنے مین مشہور تھے، اسلام لائے تو زمانہ جاہلیت مین جو جو نیک کام کئے تھے، اسلام مین بھی اوسی قسم کے نیک کام کئے، دار الندوہ جو قریش کا گویا دیوان خاص تھا اونہی کے قبضہ مین تھا اُدھون نے اوسکو حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ ایک لاکھ درہم پر فروخت کیا اور اوسکی کل قیمت خیرات کر دی[۱]،

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے، اور اون کا وظیفہ پانچ ہزار دینار تھا، لیکن جب بیت المال سے وظیفہ کی رقم ملتی تھی تو اوسکو خیرات کر دیتے تھے اور خود چٹائی بن کر وجہ معاش پیدا کرتے تھے[۲]،

حضرت زبیر بن عوامؓ کے ہزار غلام تھے وہ کما لاتے تھے تو کل رقم باہر ہی باہر صدقہ کر دیتے تھے، گھر مین ایک حبہ بھی آنے نہین پاتا تھا[۳]،

حضرت ابوذر غفاریؓ سرے سے مال کا جمع کرنا ہی ناجائز سمجھتے تھے[۴]،

حدیث شریف مین آیا ہی کہ انسان جو چیز صدقہ مین دیدے اوسکو دوبارہ نہ خریدے اسلئے حضرت ابن عمرؓ اگر صدقہ کا مال دیکر پھر خریدتے تو اوسکو اپنی ملک مین نہ رکھتے، بلکہ صدقہ کر دیتے[۵]،

رسول اللہ صلعم کی ترغیب و تحریض سے صحابہ کرام اور بھی زیادہ صدقہ و خیرات کی طرف مائل ہوجاتے تھے، ایک بار آپ نے خطبہ عید مین صدقہ کی ترغیب دی، عورتون کا مجمع تھا، حضرت بلالؓ دامن پھیلائے ہوئے تھے اور عورتین اپنے کان کی بالیان، گلے کے ہار، اور اونگلیون کے چھلے تک پھینکتی جاتی تھین[۶]، ایک بار قبیلہ مضر کے بہت سے فاقہ زدہ لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے

---

[۱] اسد الغابہ تذکرہ حکیم بن حزامؓ، [۲] استیعاب تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ، [۳] اصابہ تذکرہ زبیر بن عوام، [۴] بخاری کتاب الزکوۃ باب ما ادی زکوۃ فلیس بکنز، [۵] بخاری کتاب الزکوۃ باب ہل یشتری صدقتہ، [۶] ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب الخطبہ ہار کی تصریح اس کتاب کی دوسری روایت مین ہی،

اون کی حالت دیکھی تو چہرے کا رنگ بدل گیا اور نماز کے بعد ایک خطبہ دیا جس مین اون پر صدقہ کرنے کی ترغیب دی، صحابہ کرام نے کپڑے اور غلے کا ڈھیر لگا دیا، ایک صحابی کے پاس درہم یا دینار کی ایک تھیلی اسقدر وزنی تھی کہ اوسکو بہ مشکل اوٹھا سکتے تھے لیکن اونھون نے اوسکو بھی آپ کے سامنے ڈالدیا،[1]

ایک بار آپ نے دیکھا کہ انصار نے اپنے باغون کے گرد چار دیواریان قایم کردی ہین، فرمایا کہ "نماز جمعہ کے بعد چلے نہ جانا مین کچھ کہونگا" جب نماز ہو چکی تو تمام انصار ممبر کے گرد جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کہ "تم پہلے قوم کا تاوان دیتے تھے، یتیمون کی پرورش کرتے تھے، اور دوسری نیکیان کرتے تھے، لیکن جب اسلام آیا تو مال کی اسقدر حفاظت کرتے ہو؟ انسان جو چیز کھالیتا ہے اوسکا ثواب ملتا ہی، چڑیان جو کچھ کھالیتی ہین، اوس کا ثواب ملتا ہی"، انصار پر اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ پلٹے تو سب نے اپنے اپنے باغ کی دیوارون مین شگاف کردیئے،[2] کہ اون کا فائدہ سب کو پہونچے

ایک بار مسجد نبوی مین ایک سائل آیا آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے اپنے کپڑے زمین پر ڈالدین، سب نے اپنے اپنے کپڑے اوتار دئے اور اون مین سے آپ نے سائل کو دو کپڑے دیدئے، پھر آپ نے دوبارہ صدقہ کی ترغیب دی، اب خود سائل نے ان دو کپڑون مین سے ایک کپڑا پھینکدیا،[3]

ایک بار آپ نے فرمایا کہ آج تم مین کسی نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر رض فوراً اوٹھے، مسجد مین ایک سائل ملا اونکے بیٹے حضرت عبد الرحمان رض کے ہاتھ مین روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اون سے لیکر سائل کو دیدیا،[4]

---

[1] نسائی کتاب الزکوۃ باب التحریض علی الصدقہ، [2] اسد الغابہ تذکرہ خالد بن صخر، [3] ابو داود کتاب الزکوۃ باب الرجل یخرج من مالہ، [4] ابو داود کتاب الزکوۃ باب المسالۃ فی المساجد،

صحابہ کے صدقہ وخیرات کو دیکھکر کفار طعنہ دیتے، بدگمانی کرتے، لیکن اون پر اس کا کچھ اثر نہ پڑتا، ایک بار حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے آٹھ ہزار صدقہ مین دے تو منافقین نے کہا کہ "یہ ریاکار آدمی ہین" ایک صحابی نے صدقہ مین صرف ایک صاع دیا تو منافقین نے کہا، "خدا اس سے بے نیاز ہے" اسپر یہ آیت نازل ہوئی،

والذین یلمزون المطوعین من المومنین	جو لوگ خیرات کرنیوالے مسلمانون کو صدقات کے بارے مین طعنہ دیتے ہین
فی الصدقات، والذین لایجدون الا	اور اون لوگون پر عیب لگاتے ہین جو محنت مزدوری کے سوا کچھ نہین پاتے
جهدهم فیسخرون منهم سخر الله منهم	اور سطرح اونکی ہنسی اوڑاتے ہین، خدا بھی اون کی ہنسی اوڑاتا ہے،
ولهم عذاب الیم (توبہ)	اور اون کے لئے تکلیف دہ عذاب ہے،

مردون کی جانب سے صدقہ کرنا، صحابہ کرام نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ مُردون کی جانب سے بھی صدقہ کرتے تھے اور اونکو اوس کا ثواب پہونچاتے تھے، حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ نے انتقال کیا تو اونھون نے اون کی جانب سے بطور صدقہ جاریہ کے ایک کنوان کھدوایا، ایک صحابی کی والدہ نے انتقال کیا تو اونھون نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر میری ماں دفعتہً نہ مرگئی ہوتی اور اوسکو بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ کرتی، اب اگر مین اوسکی جانب سے صدقہ کرون، تو مجھکو ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہان ملے گا،

اعزہ و اقارب پر صدقہ کرنا، عام خیال ہے کہ صدقہ وخیرات صرف فقرا و مساکین کے ساتھ مخصوص ہین، لیکن درحقیقت اعزہ و اقارب کی اعانت کرنا سب سے بڑا صدقہ ہے، سب سے پہلے اسلام نے اس

۱؎ بخاری کتاب الزکوۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ و فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۲۲۴، ۲؎ مسلم کتاب الزکوۃ باب وصول ثواب الصدقہ عن المیت الیہ،

دقیق نکتہ کو بتایا اور صحابہ کرام نے اوس پر عمل کیا،

حضرت ابو طلحہؓ نے اپنا کنوان بیرحا، خدا کی راہ مین وقف کرنا چاہا تو رسول اللہ صلعم کے حکم سے اپنے اقارب پر تقسیم کردیا، ایک بار رسول اللہ صلعم نے صدقہ وخیرات کی ترغیب دی تو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی بی بی حضرت زینبؓ نے اون سے کہا کہ "تم نادار آدمی ہو، آپکے پاس جاؤ اگر آپ اجازت دین تو مین جو صدقہ کرنا چاہتی ہون، تمھین پر کرون" لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا "تمھین جاؤ" وہ آئین تو آستان مبارک پر اسی غرض کے لئے ایک دوسری بی بی بھی موجود تھین، دونون بی بیون نے حضرت بلالؓ کے ذریعہ سے پوچھوایا کہ "دو عورتین اپنے شوہرون پر اور چند یتیمون پر جو اونکی کفالت مین ہین صدقہ کرنا چاہتی ہین، کیا یہ جائز ہے؟" آپ نے فرمایا "اونکو دوہرا ثواب ملیگا، ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کا" ایک بار حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کہ "یا رسول اللہ اگر مین ابو سلمہ کے لڑکون پر صدقہ کرون تو مجھکو ثواب ملیگا، مین اون کو چھوڑ نہین سکتی، کیونکہ وہ میرے لڑکے ہین،" آپ نے فرمایا "ہان تمھین ثواب ملیگا"،

صلح حدیبیہ کے بعد حضرت اسماءؓ کی مان مدینہ مین آئین تو اونھون نے اون کے ساتھ سلوک کرنا چاہا، تاہم چونکہ مشرکہ تھین، رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا، آپ نے اجازت دیدی[۲]

ایک صحابیہ نے اپنی مان کو ایک لونڈی صدقۃً دی تھی، مان کا انتقال ہوگیا، تو رسول اللہ صلعم سے اوسکی نسبت دریافت کیا، فرمایا "صدقہ کا ثواب تمھین مل چکا" اور اب وہ لونڈی تمھاری وراثت مین داخل ہوگئی[۳]،

[۱] مسلم کتاب الزکوۃ باب فضل النفقۃ علی الاقربین، والزوج والاولاد والوالدین ولوکانوا مشرکین، [۲] ابوداود کتاب الزکوۃ باب من تصدق بصدقۃ ثم ورثھا،

محتاج کی حسب حاجت امداد، | صحابہ کرام مختلف طریقون سے اہل حاجت کی اعانت و امداد فرماتے تھے

حضرت عبد اللہ بن عباس رض کے پاس ایک سائل آیا، تو اونھون نے اوسکو کپڑا دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ "جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا ہی، وہ اوس وقت تک خدا کی حفاظت مین رہتا ہی جب تک اوسکے جسم پر اوس کپڑے کا ایک چیتھڑا بھی رہتا ہی"[1]

مدینہ مین ایک شخص تھا جس کے باپ مان دونون اپاہج تھے، وہ روز صبح کے وقت اون کو اوٹھاکر مسجد نبوی مین لاتا تھا اور بٹھا دیتا تھا، صحابہ رحم کھاکر جو کچھ دیدیتے تھے اوسکو لیکر شام تک واپس جاتا تھا،[2]

ایک بار مدینہ مین قحط پڑا تھا، اوس مین حضرت ابن زبیر رض اہل حاجت کو کھجورین تقسیم[3] فرماتے تھے، اصحاب صفہ کی معاش کا زیادہ تر دار مدار صحابہ کرام کی اعانت و امداد پر تھا، اسلیے انصار اون کے لیے کھجور کے خوشے لاتے اور مسجد مین لٹکا دیتے، یہ لوگ آتے تو اون کو عصا سے ہلا دیتے، جو کھجورین ٹپک پڑتین اون کو کھالیتے،[4] بہت سے صحابہ اون کو اپنے گھرون پر لیجاتے اور کھانا کھلاتے، ان لوگون مین حضرت سعد بن عبادہ رض نے اصحاب صفہ کے لیے اپنا دستر خوان اسقدر وسیع کردیا تھا کہ گویا اونکی معاش کا دار مدار اونہی کی فیاضی پر تھا، جب شام ہوتی تو اور صحابہ اون مین سے دو ایک کو لیجاتے، لیکن وہ اسّی اسّی آدمیون کو لیجاکر کھانا کھلاتے،[5] حضرت جعفر رض بھی اصحاب صفہ کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک کرتے تھے، اسی بنا پر رسول اللہ صلعم نے اون کو ابو المساکین کا لقب دیا تھا،

[1] ترمذی ابواب الزہد، [2] اسد الغابہ تذکرہ عبد اللہ بن عمر رض، [3] بخاری ابواب المظالم و القصاص باب اذا اذن انسان لآخر شیا اجازہ [4] ترمذی ابواب تفسیر القرآن، [5] اصابہ تذکرہ حضرت سعد بن عبادہ رض،

صدقہ دینے پر اصرار، صرف یہی نہین کہ صحابہ کرام صدقہ دیتے تھے، بلکہ صدقہ دینے پر اصرار کرتے تھے ایک بار ایک صحابی انڈے کے برابر سونا لیکر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے، اور کہا کہ "یا رسولؐ اللہ مین نے اسکو ایک کان مین پایا ہی، قبول فرمایئے، یہ صدقہ ہو اس کے سوا میرے پاس کچھ نہین" آپ نے اعراض فرمایا، پھر داہنے جانب سے آئے اور یہی درخواست کی، آپ نے پھر منہ پھیر لیا، پھر بائین جانب سے آئے، آپ نے پھر روگردانی کی، پھر پشت سے آئے اب کی بار آپ نے اوس کو لیکر اون کی طرف اِس زور سے پھینکا کہ اگر اون پر پڑا ہوتا، تو چوٹ آتی، اور فرمایا کہ "تم لوگ اپنا تمام سرمایہ صدقہ مین دیدیتے ہو، پھر بھیک مانگنے لگتے ہو، بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی انسان کے پاس کچھ مال رہجائے"[۱]

آپ نے ایک بار صدقہ دینے کا حکم دیا، ایک صحابی نے کہا میرے پاس ایک دینار ہی، فرمایا "اوسکو اپنے اوپر صدقہ کرو" بولے ایک دینار اور بھی ہی، فرمایا "اپنے لڑکے پر صدقہ کرو" بولے ایک اور بھی ہی، فرمایا "اپنی بی بی پر صدقہ کرو" بولے ایک اور بھی ہی، فرمایا "اپنے خادم پر صدقہ کرو" بولے ایک اور بھی ہی، فرمایا "اب تمھین سمجھو"[۲]

صدقہ دینے مین سابقت اسلام نے اگرچہ قمار بازی کو حرام کردیا، تاہم صحابہ کرام بازی لگانے سے باز نہین آتے تھے، لیکن اِس بازی مین جو شخص کامیاب ہوجاتا تھا، اوس کے ہاتھ ناجائز مال نہین آتا تھا، بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول آتے تھے،

ایک دن رسول اللہ صلعم نے صدقہ کا حکم دیا، حُسن اتفاق سے اوس وقت حضرت

[۱] ابو داود کتاب الزکوۃ باب الرجل یخرج من مالہ، [۲] ابو داود کتاب الزکوۃ باب فی صلۃ الرحم،

عمرؓ کے پاس کافی مال تھا، اونھون نے دل مین کہا "آج مین ابوبکرؓ سے بازی لیجاؤن گا" نصف مال لیکر حاضر خدمت ہوے، آپ نے فرمایا "کچھ اہل وعیال کے لئے بھی رکھا ہی" بولے "اسی قدر" اسی اثنا مین حضرت ابوبکرؓ اپنا کل سرمایہ لیکر حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا "اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا؟" بولے "اللہ اور اللہ کا رسول" اب حضرت عمرؓ نے کہا مین تم سے کبھی بازی نہ لیجاسکونگا،[1]

اخفاے صدقہ، صدقہ وخیرات اگرچہ ہر حال مین نیکی کا کام ہی، لیکن چھپا کر صدقہ کرنا اور بھی افضل ہے، اسلیئے قرآن مجید مین آیا ہی،

ان تبدوا الصدقات فنعما هی وان تخفوها وتوتوها الفقراء فهو خیر لکم،

اگر علانیہ صدقہ دو تو یہ بھی بہتر ہی، لیکن اگر چھپا کر دو تو یہ اور بھی اچھا ہی،

اسلئے بعض صحابہ مخفی طور پر صدقہ کرنا زیادہ پسند کرتے تھے،

جب یہ آیت نازل ہوئی

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون،

تم نیکی کو اسوقت تک نہین پاسکتے جب تک اپنے محبوب چیزون کو صرف نہ کرو،

توحضرت ابوطلحہؓ انصاری نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ "اگر ممکن ہوتا تو مین اپنے فلان باغ کو صدقہ مین دیتا، اور اوسکو بالکل مخفی رکھتا[2]"،

اپنے بہترین مال کا انفاق، ہم ہین کہ صدقہ، خیرات اور زکوۃ مین ادنی درجہ کی چیز بھی نہین دیسکتے، لیکن صحابہ کرام ان مین ہمیشہ اپنا بہترین مال صرف کرتے تھے، جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی،

[1] ابوداود کتاب الزکوۃ باب الرخصۃ فی ذلک، [2] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۷۴،

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون، جب تک اپنا بہترین مال نہ خیرات کرو نیکی کو نہین پا سکتے،

تو حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آے اور کہا کہ "یا رسولؐ اللہ خدا کہتا ہی کہ جب تک تم لوگ اپنا بہترین مال صرف نہ کروگے، نیکی کو نہ پاؤگے، میرا محبوب ترین مال بیرحاء ہے جس کو مین خدا کی راہ مین صدقہ کرتا ہون اور خدا سے اوس کے ثواب کی اُمید کرتا ہون[1]،

ایک بار خیبر مین حضرت عمرؓ کو ایک بہترین قطعہ زمین ملا، رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ "مجھے ایک قطعہ زمین ملا ہی جس سے بہتر کوئی جائداد میرے پاس نہین، آپ کا کیا ارشاد ہی؟ آپ نے فرمایا" وقف کردو" اونھون نے فقرا، اعزہ واقارب، مسافر، غلام اور جہاد کے لئے وقف کر دیا[2]،

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ اونکو اپنی جو چیز پسند آتی اوس کو خدا کی راہ مین دیدیتے، ایک بار سفر حج مین تھے، اونٹنی کی چال پسند آئی، تو اوس سے اوتر گئے اور اپنے غلام نافع سے کہا کہ اسکو قربانی کے جانورون مین داخل کر لو[3]،

اگرچہ رسول اللہ صلعم نے مصدقین زکوۃ کو حکم دیا تھا کہ مال کا بہترین حصہ نہ لین، لیکن صحابہ کرام بخوشی اپنے مال کا بہترین حصہ دیتے تھے، ایک صحابی نے ایک محصل زکوۃ کو اپنا بہترین اونٹ دیا، اور کہا کہ "میری خواہش ہی کہ آپ میرا بہترین اونٹ لین"، لیکن اونھون نے ارشاد نبوی کی بنا پر انکار کر دیا،

ایک دن ایک صحابی پہاڑ کے درے مین بکریان چرا رہے تھے، دو مصدق زکوۃ آئے اور

[1] بخاری کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ علی الاقارب، [2] ابو داؤد کتاب الوصایا باب ما جاء فی الرجل یوقف الوقف، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ،

بولے کہ ہم کو رسول اللہ صلعم نے صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا ہی، بولے مجھکو کیا دینا پڑے گا؟ اونھون نے کہا ایک بکری، اونھون نے ایک نہایت فربہ گابھن بکری دیدی، بولے کہ ہم اسکو نہین لے سکتے، آپ نے ہم کو اس سے منع فرمایا ہی[۱]، ایک صحابی ایک مصدق کے پاس نہایت عمدہ کوہان دار اونٹنی لیکر حاضر ہوے اور اوسکو دینا چاہا لیکن اونھون نے لینے سے انکار کردیا[۲]، ایک صحابی نے ایک مصدق کو نہایت عمدہ دودھ دینے والی بکری دینی چاہی لیکن اونھون نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ہم کو اسکی ممانعت فرمائی ہی[۳]،

ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت ابی بن کعبؓ کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا، وہ ایک صحابی کے پاس آئے اور اونھون نے اپنا تمام مال حاضر کردیا، وہ تمام مال کا جایزہ لیکر بولے کہ "تم کو صرف ایک اونٹنی کا بچہ دینا ہوگا" اونھون نے کہا "وہ نہ سواری کے قابل ہی نہ دودھ دیتا ہی، یہ جوان فربہ اونٹنی حاضر ہی" بولے "جب تک رسول اللہ صلعم اجازت نہ دین مین اوسکو قبول نہین کرسکتا، آپ قریب ہی ہین اگر تم چاہو تو خود آپکی خدمت مین اس اونٹنی کو پیش کرسکتے ہو اگر آپ نے قبول فرمالیا تو مین بھی قبول کرلون گا" وہ حاضر خدمت ہوے اور عرض کی کہ "یا نبیؐ اللہ میرے پاس صدقہ وصول کرنے کے لئے آپ کا عامل آیا اور آج سے پہلے رسولؐ اللہ یا رسولؐ اللہ کا کوئی عامل میرے پاس نہین آیا تھا، مین نے تمام مال اوسکے سامنے حاضر کردیا تو اوس نے کہا کہ تم پر صرف ایک بچہ شتر فرض ہی، لیکن وہ نہ دودھ دیتا ہی، نہ سواری کے قابل ہی، اسلیے مین اوسکو جوان اور فربہ اونٹنی دیتا ہون، لیکن وہ انکار کرتا ہی، اب مین اس کو آپ کی خدمت مین

[۱] ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب فی زکوۃ السائمہ، [۲] نسائی کتاب الزکوۃ باب الجمع بین المنفرق والتفریق بین المجتمع، [۳] نسائی کتاب الزکوۃ باب اعطاء السید المال بغیر اختیار المصدق،

پیش کرتا ہون" آپ نے ارشاد فرمایا" فرض تو تم پر وہی ہی، اِس سے زیادہ دو تو صدقہ ہوگا، اور ہم اوس کو قبول کرین گے" اونھون نے کہا" تو یہ حاضر ہی" آپ نے اوسکے قبول کرنے کی اجازت دی، اور اون کے مال مین برکت کی دعا[1] فرمائی،

(ابواب الصیام)

صوم رمضان رمضان کے روزے فرض ہوئے تو ابتدا رمین عشاء کے بعد کھانا پینا حرام ہوجاتا تھا، اِس پابندی کی وجہ سے اگرچہ بعض اوقات صحابہ کو سخت زحمتین برداشت کرنی پڑین، لیکن باایں ہمہ اونھون نے روزہ رکھنے مین کبھی سہل انکاری سے کام نہین لیا، ایک دن رمضان کے مہینے مین حضرت صرمہ بن قیس انصاریؓ کام دہندا کرکے آئے اور بی بی سے کھانا مانگا، سوء اتفاق سے گھر مین کچھ نہ تھا، وہ باہر گئین کہ کچھ قرض اودہار کرکے لائین، اِس اثنا رمین اون کی آنکھ لگ گئی اور کھانا نہ کھاسکے، صبح کو پھر روزہ رکھے ہوے کام دہندے کے لیے نکل گئے، دو دن کا متصل فاقہ، اوس پر کام کی محنت، دوپہر ہوئی تو بھوک کی شدت سے بیہوش[2] ہوگئے،

اگر کسی غلطی سے صحابہ کرام کا روزہ ٹوٹ جاتا تو اون پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا، ایک صحابی نے رمضان مین دن کو اپنی بی بی سے مباشرت کرلی، بعد کو اسقدر بدحواس ہوئے کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین بال نوچتے ہوئے سر پیٹتے ہوئے ماتم کنان آئے، اور کہا کہ "مین ہلاک[3] ہوگیا"،

---

[1] ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب فی زکوۃ السائمہ، [2] ابوداؤد کتاب الصیام باب مبدء فرض الصیام و بخاری کتاب الصوم،
[3] موطاے امام مالک کتاب الصیام باب من انطر فی رمضان،

ایک صحابی نے بی بی سے مقاربت کر لی تو آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر کہا کہ مین تو جل بھنا،[1]

سفر مین روزہ رکھنا، حالت سفر مین اگرچہ روزہ رکھنا فرض نہین ہی، تاہم صحابہ کرام اس حالت مین بھی سخت سے سخت تکلیف برداشت کرتے، لیکن افطار کرنا پسند نہ کرتے، ایک صحابی نے سفر مین روزہ رکھا تو دھوپ کی شدت سے اون کو غش آگیا، لوگون نے سایہ کرنے کے لئے سر پر چادر تان دی، رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا تو فرمایا "سفر مین روزہ رکھنا نیکی کا کام نہین[2]"،

رسول اللہ صلعم ایک سفر مین تھے، دھوپ اسقدر تیز تھی کہ لوگ اوس کی شدت سے سر و ن پر ہاتھ رکھتے تھے، لیکن اِس حالت مین بھی حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ روزے سے تھے[3]،

ایک بار صحابہ کرام ایک نہایت گرم دن مین سفر کر رہے تھے، ان مین جو لوگ روزے سے تھے منزل پر پہونچکر ضعف سے گر پڑے اور بے روزہ دارون نے خیمے وغیرہ کھڑے کئے[4]،

رسول اللہ صلعم نے فتح مکہ کے لئے سفر کیا تو تمام صحابہ روزے سے تھے، منزل پر پہونچکر فرمایا کہ "تم لوگ دشمن کے قریب پہونچگئے، اور افطار تمھارے لئے ازدیاد قوت کا سبب ہوگا"، اِس پر بھی بہت سے صحابہ نے روزہ افطار نہین کیا، دوسری منزل آئی تو آپ نے اور بھی تاکید کے ساتھ افطار کی ترغیب دی، اب تمام صحابہ نے روزہ توڑ دیا[5]،

صوم عاشوراء رمضان کے روزون کے علاوہ صحابہ کرام اور بھی مختلف قسم کے روزے رکھتے تھے، اوّل اوّل عاشوراء کا روزہ فرض تھا، اسلئے جب محرم کی دسوین تاریخ آتی تو رسول اللہ صلعم منادی کروادیتے کہ جن لوگون نے روزہ نہین رکھا ہے وہ روزہ رکھین،

[1] ابوداؤد کتاب الصیام باب کفارۃ من اتی اہلہ فی رمضان، [2] ابوداود کتاب الصیام باب اختیار الفطر، [3] بخاری کتاب الصوم باب اذا صام ایاما من رمضان ثم سافر، [4] مسلم کتاب الصوم باب جواز الصوم والفطر فی شہر رمضان للمسافر، [5] مسلم کتاب الصوم، باب اجر المفطر فی السفر اذا تولی العمل،

اور جو لوگ کھا پی چکے ہین وہ بقیہ دن کا روزہ پورا کرلین، صحابہ کرام اِس شدت کے ساتھ[1] اِس حکم کی پابندی کرتے کہ مسجد مین بچون تک کو لیکر نکل جاتے، اور اُون کی گڑیان بنا لیتے، بچے روتے تو اون کو ان گڑیون سے بہلاتے[2]، فرضیت صوم رمضان کے بعد اگرچہ یہ روزہ فرض نہین رہا، تاہم بعض صحابہ نے اِسکو قایم رکھا، ایک بار حضرت معاویہؓ نے مدینہ مین خطبہ دیا، جس مین فرمایا، کہ "اس دن کا روزہ اگرچہ فرض نہین ہی، تاہم مین روزے سے ہون، جس کا جی چاہے روزہ رکھے، جس کا جی چاہے افطار کرلے[3]،

صوم داودی، حضرت عبداللہ بن عمروؓ صایم الدہر رہا کرتے تھے، رسول اللہ صلعم نے اونکو منع فرمایا، اور کہا کہ "ہر مہینہ مین صرف تین دن روزہ رکھا کرو"، لیکن اون کے شوق کو اس سے کیا تسکین ہوسکتی تھی؟ بولے "مجھ مین اس سے زیادہ طاقت ہی" ارشاد ہوا "تو صوم داوٗدی کا التزام کرلو" یعنی ایک دن کا ناغہ دیکر دوسرے دن کا روزہ رکھو، چنانچہ اونھون نے اِسکا التزام کرلیا[4]،

صوم وصال، رسول اللہ صلعم متصل کئی کئی دن کے روزے رکھتے تھے، آپ کو دیکھکر صحابہ کرام نے بھی متصل روزے رکھنے شروع کئے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ متصل ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھا کرتے تھے[5]، لیکن آپ نے صحابہ کو روکدیا اور فرمایا "میری حالت تم سے مختلف ہی، مجھکو خدا کھلاتا پلاتا ہی[6]،

دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روزے، رسول اللہ صلعم ان دونون دنون کے روزے رکھتے تھے، اور

[1] مسلم کتاب الصوم باب من اکل فی عاشورا فلیکف بقیۃ یومہ، [2] مسلم کتاب الصوم باب صوم یوم عاشورا، [3] مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر، [4] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، [5] مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال فی الصوم،

فرماتے تھے کہ "ان دونون دنون مین اللہ تعالیٰ کے سامنے بندونکے اعمال پیش کئے جاتے ہین"
بعض صحابہ نے بھی اسکا التزام کرلیا تھا، چنانچہ ایک دن حضرت اسامہؓ وادیٔ قری کو گئے۔
اور راستے مین ان دونون کے روزے رکھے، غلام نے کہا "آپ تو بڈھے ہین، ان دونون مین
کیون روزہ رکھتے ہین"؟ بولے رسول اللہ صلعم ان دونون کے روزے رکھا کرتے تھے[۱]،

ایام بیض کے روزے، رسول اللہ صلعم ایام بیض یعنی ہر مہینے کی تیرہوین، چودھوین، اور پندرھوین
کے روزے رکھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "یہ روزے صوم دہر کے مثل ہین"، صحابہ کرام کو بھی
یہی حکم تھا[۲]،

صایم الدہر رہنا، بہت سے صحابہ صایم الدہر رہتے تھے اور باوجود ممانعت کے اوس پر اصرار
کرتے تھے، ایک صحابی کو رسول اللہ صلعم نے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ "رمضان کے علاوہ ہر مہینے
مین صرف ایک دن کا روزہ رکھو، تو بولے "کچھ اور"، فرمایا "دو دن" بولے "کچھ اور" فرمایا "تین
دن" بولے "کچھ اور" فرمایا "اشہر حرم کے روزے رکھو اور بقیہ کو چھوڑ دو"[۳]،

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ صایم الدہر رہتے تھے، آپ نے منع فرمایا، تو اونھون نے
اصرار کیا، نوبت یہان تک پہونچی کہ آپ نے صوم داؤدی کی اجازت دیدی، اونھون نے
کہا مجھے اس بھی زیادہ فضیلت مطلوب ہی، فرمایا اس سے زیادہ فضیلت نہین[۴]،

ایک صحابی ایک سال آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر واپس چلے گئے، دوسرے سال
پھر حاضر خدمت ہوے تو صورت اسقدر بدل گئی تھی کہ آپ نے اون کو نہین پہچانا، اس بنا پر

---

[۱] ابوداود کتاب الصوم باب فی صوم الاثنین والخمیس، [۲] ابوداود کتاب الصیام باب فی صوم الثلاث من کل شہر، [۳] ابوداود کتاب الصوم باب فی صوم اشہر الحرام، [۴] ابوداود کتاب الصوم باب صوم الدہر تطوعا،

اونھون نے خود اپنا تعارف کرایا، اور کہا کہ "مین وہی شخص ہون جو پہلے سال آیا تھا"، فرمایا "تمھارا کیا حال ہوگیا؟ تمھاری صورت تو اچھی خاصی تھی"، بولے "جب سے آپ سے جدا ہوا ہون رات کے سوا دن کو کبھی کھانا نہین کھایا"، ارشاد ہوا کہ "تم نے کیون اپنی جان کو تکلیف دی، صرف رمضان کے روزے رکھو، اور اسکے علاوہ ہر مہینہ مین ایک دن کا"[۱]، بااینہمہ بہت سے صحابہ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے، حضرت ابو امامہؓ نے بار بار دعاے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی، اخیر مین عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمائیے کہ خدا مجھے اوس سے نفع دے، آپ نے روزے کا حکم دیا، اونھون نے متصل روزے رکھنے کا التزام کرلیا، خادم اور بی بی نے بھی اِس عمل صالح مین شرکت کی، اور روزہ اون کے گھر کی امتیازی علامت ہوگئی، اگر کسی دن اون کے گھر مین دھوان اوٹھتا تو لوگ سمجھتے، کہ آج اون کے گھر مین کوئی مہمان آیا ہے، ورنہ اِس گھر مین دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا[۲]،

حضرت زید بن سلمہؓ عہد رسالت مین غزوات کی وجہ سے ہمیشہ سفر مین رہتے تھے، اسلئے روزے نہین رکھ سکتے تھے، رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا تو اسکی تلافی کرنا شروع کی، اور ۴۰ برس تک متصل روزے رکھے، اور عید کے سوا کہ اوس دن روزہ رکھنا حرام ہے، کبھی بے روزہ نہ رہے[۳]،

حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی بھی ہمیشہ روزے سے رہتے تھے[۴]،

نفل کے روزے رکھنا، حضرت ابو الدرداءؓ کو نفل کے روزے کا اسقدر شوق تھا کہ اگر یہ معلوم ہوجاتا

---

۱ ابو داود کتاب الصیام باب فی صوم اشہر الحرام، ۲ مسند جلد ۵ صفحہ ۲۵۵، ۳ اسد الغابہ تذکرہ زید بن سلمہؓ،
۴ مسلم کتاب الصوم باب التخییر فی الصوم والفطر فی السفر،

کہ آج گھر مین کچھ کھانے کو نہین ہی تو کہتے کہ "مین آج روزے سے ہون"، حضرت ابو طلحہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت حذیفہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا بھی یہی حال تھا، [1]

بعض صحابیہ نفل کے روزے رکھتی تھین جس سے اون کے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی، اونھون نے روکا تو اونکو سخت ناگوار ہوا، اور رسول اللہ صلعم کی خدمت مین جاکر شکایت کی، لیکن آپ نے حکم دیا کہ کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہین رکھ سکتی، [2]

مردون کی جانب سے روزہ رکھنا، صحابہ کرام نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ مردون کی جانب سے بھی روزے رکھتے تھے، ایک صحابی رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ "میری مان کا انتقال ہو گیا، اور اوس پر روزے فرض تھے، کیا مین اون کو پورا کر دون"؟ آپ نے فرمایا "ہان" اسی قسم کی درخواست اور ایک صحابیہ نے کی اور آپ نے اون کو بھی اجازت دی، [3]

بچون سے روزہ رکھوانا، صحابہ کرام نہ صرف خود روزہ رکھتے تھے، بلکہ اپنے بچون سے بھی روزہ رکھواتے تھے اوپر گذر چکا ہی کہ ایک بار رسول اللہ صلعم نے صوم عاشورا کے لئے منادی کروائی تو صحابہ کرام نے خود روزہ رکھا اور بچون سے بھی روزے رکھوائے، اگر بچے بھوک سے روتے تھے تو اون کی گڑیون سے اون کو بہلاتے تھے ایک بار حضرت عمرؓ نے ایک بدمست کو یہ کہکر سزا دی کہ "ہمارے بچے روزے رکھتے ہین اور تمھارا یہ حال ہی، افسوس [4]"

اعتکاف، ایک بار رسول اللہ صلعم نے رمضان کے دوسرے عشرہ مین اعتکاف کیا، تمام صحابہ بھی آپ کے ساتھ معتکف ہوئے، [5]

---

[1] بخاری کتاب الصوم باب اذا نوی بالنہار صوما، [2] ابو داؤد کتاب الصیام باب المراۃ تصوم بغیر اذن زوجہا، [3] بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم، [4] بخاری کتاب الصوم باب صوم الصبیان، [5] مسلم کتاب الصوم باب فضل لیلۃ القدر،

ازواج مطہرات کو اعتکاف کا اسقدر شوق تھا، کہ ایک بار رسول اللہ صلعم نے اعتکاف کے لئے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا حضرت عائشہؓ نے دیکھا تو اپنا خیمہ الگ نصب کروا دیا، اون کی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہرات نے خیمے نصب کرائے، آپ نے دیکھا تو اپنے ساتھ ازواج مطہرات کے خیمے بھی گروا دئے[1]،

حضرت عمرؓ نے زمانہ جاہلیت مین اعتکاف کی نذر مانی تھی، اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلعم سے اوسکی نسبت اجازت چاہی آپ نے اجازت دی تو اونھون نے اعتکاف کیا[2]

(ابواب الحج)

حج، | فرائض اسلام مین اگرچہ حج تمام عمر مین صرف ایک بار فرض ہی، لیکن بعض صحابہ تقریبًا ہر سال فریضہ حج ادا فرماتے تھے، ایک بار حضرت عایشہؓ نے رسول اللہ صلعم سے جہاد کی اجازت چاہی تو فرمایا "بہترین جہاد حج مبرور ہے"، اوس کے بعد سے اون کا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا[3]، حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ "حج کے لئے کجاوے کسو کیونکہ وہ ایک جہاد ہی[4]"،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سخت سے سخت خطرے کی حالت مین بھی حج کو قضا نہین فرماتے تھے، حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے درمیان موسم حج مین جنگ شروع ہوئی اور خود خانہ کعبہ محاصرہ مین آگیا، تو اونھون نے اس حالت مین بھی سفر حج کرنا چاہا صاحبزادون نے روکا تو بولے کہ "ہمارے سامنے رسول اللہ صلعم کا نمونہ موجود ہی آپ عمرہ ادا کرنے کے لئے چلے تو کفار نے روکدیا، آپ نے قربانی کر کے سر منڈوالیا[5]، یعنی اگر

---

[1] ابوداؤد کتاب الصیام باب فی الاعتکاف، [2] ابوداود کتاب الصیام باب المعتکف یعود المریض، [3] بخاری کتاب الحج باب حج النساء، [4] بخاری کتاب الحج باب الحج علی الرحل، [5] یہ حدیث بخاری کتاب الحج کے متعدد ابواب مین اجمالاً اور تفصیلاً مذکور ہی،

راستے مین رکاوٹ پیش آئی تو ہم بھی ایسا ہی کرینگے،

صحابہ کرام جس ذوق وشوق سے حج کرتے تھے اوس کا موثر منظر حجۃ الوداع مین دنیا کو نظر آیا تھا، رسول اللہ صلعم نے اعلان حج کیا تو مدینہ مین بکثرت صحابہ جمع ہوئے، حضرت اسماء بنت عمیسؓ اگرچہ حاملہ تھین تاہم وہ بھی شریک سفر ہوئین، آپ مقام بیدا مین پہونچے تو صحابہ کا اس قدر ازدحام ہوا کہ دائین بائین، آگے پیچھے آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے[1]، جن صحابہ کو شرف معیت حاصل نہ ہوسکا تھا، جب راہ مین اون کے سامنے سے کوکبہ جلال نبوی گذرتا تھا، تو حاضر ہوکر اپنے شوق کا بیتابانہ اظہار کرتے تھے، چنانچہ بہت سے صحابہ حجۃ الوداع کی شرکت کے لیے جارہے تھے، راستے مین آپ سے ملاقات ہوئی، تو ایک عورت تڑپ کے اوٹھی، اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال لائی اور پوچھا کیا اس کا حج بھی ہوسکتا ہے؟ فرمایا" ہان تھین اس کا ثواب ملیگا[2]،

تمام خلفاء اپنے زمانہ خلافت مین بالالتزام حج کرتے تھے اور خود امیر الحاج ہوتے تھے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ دس برس ہے، اس مدت مین اونھون نے متصل دس سال حج کئے، اخیر سال جب لوگون نے اون کا محاصرہ کرلیا تو خود نہ جاسکے، لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر الحاج بناکر بھیجا[3]،

اسلام نے اگرچہ رہبانیت کو باطل کردیا تھا، لیکن صحابہ کرام فریضہ حج کے ادا کرنے مین طرح طرح کا التزام مالایلزم کرتے تھے، ایک صحابیہ نے خانہ کعبہ تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی، رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا تو آپ نے کہا" پاپیادہ بھی چلو اور سوار بھی

---

[1] مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلعم، [2] ابوداود کتاب المناسک باب فی الصبی یحج، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عثمانؓ،

ہو لو"، آپ نے ایک بوڑھے صحابی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹون کے سہارے پاپیادہ چل رہے ہین، فرمایا کیا معاملہ ہی؟ معلوم ہوا کہ پاپیادہ حج کرنے کی منت مانی ہی، آپ نے سوار ہونے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ "خدا اسکی جان کو عذاب مین ڈالنے سے بے نیاز ہے"[۱]

اگر کسی معذوری سے حج کے فوت ہو جانیکا اندیشہ ہوجاتا تھا تو صحابہ کرام کو سخت صدمہ ہوتا تھا، حجۃ الوداع مین حضرت عایشہ رض کو ضرورت نسوانی سے معذوری ہوگئی، رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا تو دیکھا کہ رو رہی ہین، فرمایا کیا ماجرا ہی؟ بولین کہ "مین نے ابتک حج نہین کیا تھا" فرمایا "سبحان اللہ یہ تو فطری چیز ہے، تمام مناسک ادا کرو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو"[۲]،

باپ مان کی طرف سے حج ادا کرنا، صحابہ کرام نہ صرف خود بلکہ اپنے مان باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتے تھے، حجۃ الوداع کے زمانہ مین ایک صحابیہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ "میرے باپ پر حج فرض ہوگیا ہی، لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہین سکتے کیا مین اون کی جانب سے حج ادا کردون؟ آپ نے اون کو اجازت دیدی[۳]،

ایک صحابیہ کی مان کا انتقال ہوچکا تھا، وہ آپکی خدمت مین آئین اور کہا کہ میری مان نے کبھی حج نہین کیا کیا مین اون کی جانب سے اِس فرض کو ادا کردون؟ آپ نے اون کو بھی اجازت دیدی[۴]،

عمرہ، بعض صحابہ عمرہ کو فرض سمجھتے تھے، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا خیال تھا کہ حج کیطرح عمرہ بھی ہر شخص پر فرض ہی، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اِس کی فرضیت پر یہ استدلال کرتے تھے

---

[۱] بخاری کتاب الحج باب من نذر المشی الی الکعبۃ، [۲] ابوداود کتاب المناسک باب فی افراد الحج، [۳] بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ، [۴] مسلم کتاب الصوم باب قضاء الصیام عن المیّت،

کہ قرآن مجید مین حج اور عمرہ دونون کا حکم ایک ساتھ آیا ہی،

اتموا الحج والعمرۃ للہ[1] خدا کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو،

بہرحال عمرہ فرض ہو یا نہو لیکن صحابہ کرام اوس کو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے، اور جب وہ فوت ہوجاتا تھا تو اون کو سخت تلق ہوتا تھا، جب حجۃ الوداع مین رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ جن لوگون کے پاس ہدی نہو وہ عمرہ ادا کرسکتے ہین، تو خیمے مین آکر دیکھا کہ حضرت عایشہ رض رو رہی ہین، وجہ پوچھی تو بولین کہ "مین ضرورت نسوانی سے معذور ہون، لوگ دو دو فرض (حج اور عمرہ) کا ثواب لیکر جاتے ہین، اور مین صرف ایک کا" فرمایا "کوئی حرج نہین، خدا تم کو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائیگا" چنانچہ آپ نے حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر رض کو ساتھ کردیا اور مقام تنعیم مین جاکر اونھون نے عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہوکر آئین[2]،

قربانی کرنا | قربانی سنت ابراہیمی ہی، اور احادیث مین اسکی بڑی فضیلت آئی ہی، اسلئے صحابہ کرام نہایت پابندی اور نہایت شوق کے ساتھ قربانی کرتے تھے، ایک بار حضرت ابوکباش رض تجارت کی غرض سے کچھ بکریان لائے لیکن کسی نے نہین پوچھا، وہ حضرت ابوہریرہ رض سے ملے اور کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہی،

ونعمت الاضحیۃ الجذع، بکری کا بچہ قربانی کے لئے کس قدر موزون ہی،

یہ سننا تھا کہ صحابہ نے ہاتھون ہاتھ گلے کو خرید لیا[3]،

ایک بار حضرت اسود بن ہلال رض مدینہ مین بہت سے اونٹ لیکر آئے، مسجد مین گئے تو

[1] بخاری ابواب العمرۃ باب وجوب العمرہ، [2] بخاری ابواب العمرہ کتاب الحج، [3] ترمذی کتاب الاضاحی باب فی الجذع من الضان فی الاضاحی

دیکھا کہ حضرت عمرؓ منبر پر چڑھ کے لوگون کو کوچ کرنے اور بدی لیجانیکی ترغیب دے رہے ہین، لوگ اون کی تقریر سنکر مسجد سے نکلے تو ہر شخص نے ایک ایک اونٹ خرید لیا اور وہ مالا مال ہو گئے،[1]

اِس شوق کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابہ کرام قربانی کرنے مین نہایت عجلت کرتے تھے، ایک بار آپنے عید الاضحی کی نماز ادا فرمائی، سلام پھیرا تو دیکھا کہ قربانیان ذبح ہو چکی ہین، فرمایا "جو لوگ قبل نماز قربانی کر چکے ہین وہ اوس کی جگہ دوسرے جانور ذبح کرین[2]"،

(ابواب الجہاد)

شوق جہاد، اسلام کے فرائض و اعمال مین جہاد سب سے زیادہ سخت ہی، لیکن صحابہ کرام کو جہاد کا یہ شوق تھا کہ حضرت ابو طلحہؓ کو سفر جہاد کی وجہ سے عہد نبوت مین کبھی روزہ رکھنے کا اتفاق نہین ہوا[3]، حضرت زبیرؓ نے کبھی کوئی عہدہ قبول نہین کیا رسول اللہ صلعم کے زمانہ سے حضرت عثمانؓ کے عہد تک برابر جہاد ہی مین مشغول رہے[4]،

جو لوگ معذوری کی وجہ سے خود شریک جہاد نہین ہو سکتے تھے وہ اپنی طرف سے کسی کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلعم نے شرکت جہاد کے لیئے عام منادی کرائی ایک صحابی نہایت کبیر السن تھے اور اون کے پاس کوئی خادم بھی نہ تھا، تاہم اس قدر شوق جہاد رکھتے تھے کہ اپنی جانب سے ایک شخص کو اُجرت دیکر روانہ کیا[5]،

بی بی اور جائداد سب کو عزیز ہین لیکن شوق جہاد مین بعض صحابہ نے اون کو بھی الگ کر دیا تھا، حضرت سعد بن ہشامؓ فرماتے ہین کہ "مین نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی اور مدینہ آیا کہ وہان کی

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ اسود بن ہلال، [2] مسلم کتاب الاضاحی باب دقتہا، [3] بخاری کتاب الجہاد باب من اختار الغزو علی الصوم، [4] بخاری کتاب الجہاد باب برکۃ الغازی فی مالہ حیا و میتاً، [5] ابو داود کتاب الجہاد باب فی الرجل یغزو باجر الخدمہ،

جائداد کو بیچ کر ہتھیار خریدون اور جہاد کرون، چند اصحاب اور ملے اونھون نے کہاکہ ہم مین بھی چھ شخصون نے یہی ارادہ کیا تھا، لیکن رسول اللہ صلعم نے منع فرمادیا[1]،،

شوق شہادت، عہد نبوت مین شہادت ایک ابدی زندگی خیال کیجاتی تھی، اسلئے ہر شخص اِس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا، حضرت ام ورقہ بنت نوفل ایک صحابیہ تھین، جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو اونھون نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین عرض کی کہ "مجھکو شریک جہاد ہونے کی اجازت عطا فرمائیے، مین مریضون کی تیمارداری کرونگی، شاید مجھے بھی درجہ شہادت حاصل ہوجائے" آپ نے فرمایا "گھر ہی مین رہو خدا تمھین وہین شہادت دیگا،، یہ معجزانہ پیشین گوئی کیونکر غلط ہوسکتی تھی؟ اونھون نے دو غلام مدبّر[2] کئے تھے، دونون نے اونکو شہید کردیا[3] کہ جلد آزاد ہوجائین،

رسول اللہ صلعم پر ایک بدو ایمان لایا اور ایک جہاد مین شریک ہوا جب مال غنیمت مین آپ نے اوس کا بھی حصہ لگایا، تو اوس نے کہا "مین اسلئے ایمان نہین لایا، مین اسلئے حلقۂ اسلام مین داخل ہوا ہون کہ میرے حلق مین تیر لگے اور مین شہید ہوکر جنت مین داخل ہون" تھوڑی دیر کے بعد معرکہ کارزار گرم ہوا، اوس نے حملہ کیا اور ٹھیک حلق پر تیر کھاکر شہید ہوا، صحابہ کرام لاش کو آپ کے سامنے لائے، تو آپ نے فرمایا کہ "اوس نے خدا کی تصدیق کی، تو خدا نے بھی اوسکی تصدیق کی،، یہ کہکر خود اپنا جبہ کفن کے لئے عنایت فرمایا[4]،

غزوہ احد مین ایک صحابی نے آپ سے پوچھا "اگر مین شہید ہوجاؤن تو میرا ٹھکانا کہان ہوگا؟" ارشاد ہوا کہ "جنت مین" کھجور کھارہے تھے، ہاتھ سے پھینکی اور لڑکر

---

[1] ابوداود کتاب الصلوٰۃ باب فی صلوۃ اللیل، [2] مدبر اون غلامون کو کہتے ہین جن سے آقا کہدیتا تھا کہ اوس کی موت کے بعد آزاد ہوجائینگے، [3] ابوداود کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء، [4] نسائی کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی الشہداء،

شہید ہوگئے[1]،

غزوہ بدر میں جب مشرکین مکہ نے آگے بڑھکر حملہ کرنا چاہا تو آپ نے صحابہ کرام کی طرف خطاب کرکے فرمایا "اوٹھو اور وہ جنت لو، جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہی"، حضرت عمیر بن الحمام الانصاریؓ نے کہا "یا رسول اللہ، آسمان و زمین کے برابر"، ارشاد ہوا "ہان"، بولے "واہ واہ" فرمایا واہ واہ کیون کہتے ہو؟ بولے "اس امید مین کہ شاید مین بھی اوس مین داخل ہو سکون" ارشاد ہوا کہ "تم داخل ہوگئے" اِس سوال وجواب کے بعد اونھون نے جھولی سے کھجورین نکالین اور کھانے لگے، پھر شوق شہادت نے جوش مارا اور بولے کہ "اتنا وقفہ بھی جس مین یہ کھجورین کھا سکون میرے لیۓ شاق ہی" یہ کہکر کھجورون کو پھینکا میدان مین گئے، لڑے اور شہید ہوئے[2]،

حضرت انسؓ کے چچا نضر بن مالکؓ غزوہ بدر مین شریک نہو سکے تھے، اسلئے ہمیشہ یہ کانٹا اون کے دل مین کھٹکا کرتا تھا، غزوہ احد پیش آیا تو شوق شہادت مین چلے، راہ مین حضرت سعد بن معاذؓ ملے تو پوچھا یا ابو عمر کہان؟ بولے "احد سے جنت کی خوشبو آتی ہے،" چنانچہ گئے، لڑے اور شہید ہوئے، اون کی بہن کا بیان ہی کہ تیر، نیزے اور تلوار کے اسّی زخم سے زیادہ جسم پر تھے، مین نے صرف انگلیون سے اون کو پہچانا[3]،

ایک بار رسول اللہ صلعم نے جہاد کا ارادہ کیا، حضرت ابو امامہؓ آئے اور کہا کہ "میرے لیۓ دعاے شہادت فرمائیے، لیکن آپ نے یہ دعا فرمائی،

اللھم سلمھم وغنمھم، خدایا ان کو سلامت رکھ اور غنیمت عطا کر،

---

[1] نسائی کتاب الجہاد ثواب من قتل فی سبیل اللہ عزوجل، [2] مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید، [3] مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید، و بخاری کتاب الجہاد،

دعا مستجاب ہوئی اور وہ صحیح وسلامت مال غنیمت لیکر واپس آئے، دوسری بار پھر یہی خواہش کی، پھر یہی نتیجہ ہوا، تیسری بار پھر آئے اور کہا کہ "مین دو بار عرض کر چکا کہ مین شہادت کا خواستگار ہون اور آپ سلامتی کی دعا فرماتے ہین" لیکن آپنے پھر یہی دعا فرمائی[1]،

ایک بار حضرت ابو موسی اشعری رضؓ نے فرمایا کہ "جنت کے دروازے تلوار کے سایہ کے نیچے ہین"، ایک صحابی اوٹھے اور کہا تم نے اسکو رسول اللہ صلعم سے سنا ہی" بولے "ہان" وہ وہان سے اوٹھکر اپنے رفقاء کے پاس آئے اور سلام کرکے اُن سے رخصت ہوئے، تلوار کا میان توڑکر پھینکدیا، اور دشمن کی صف مین گھسکر لڑے اور شہید ہوئے[2]،

حضرت عبد اللہ بن ثابت رضؓ کو طاعون ہوا، رسول اللہ صلعم عیادت کے لئے تشریف لائے تو آثار موت طاری ہو چکے تھے، عورتین رونے پیٹنے لگین، اون کی صاحبزادی روتی تھین، اور کہتی تھین کہ "مجھے توقع یہ تھی کہ تم شہید ہو گے، تم نے جہاد کا سامان مکمل بھی کر لیا تھا"، آپ نے فرمایا اونکو نیت کا ثواب مل چکا[3]،

حضرت عمرو بن الجموح ایک بوڑھے اور لنگڑے صحابی تھے، غزوہ بدر مین رسول اللہ صلعم نے اون کو مدینہ ہی مین چھوڑ دیا تھا، لیکن غزوہ احد مین اونھون نے بیٹون سے کہا کہ "مجھے میدان جہاد مین جانے دو"، سب نے کہا "آپ کو تو رسول اللہ صلعم نے معاف کر دیا ہی" بولے "افسوس تم نے مجھے بدر مین جنت سے محروم رکھا اور اب احد مین بھی محروم رکھنا چاہتے ہو؟" یہ کہکر روانہ ہوئے، جب لڑائی کا وقت آیا تو بولے "یا رسول اللہ اگر مین شہید ہو جاؤن تو اسی طرح لنگڑاتا ہوا

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۵۵، [2] مشکوۃ کتاب الجہاد بروایت مسلم، [3] ابو داود کتاب الجنایز باب فضل من مات فی الطاعون؛

جنت مین پہنچ جاؤن گا" ارشاد ہوا "ہان" یہ سنکر آگے بڑھے لڑے اور شہید ہوئے[1]،

خلوص فی الجہاد، صحابہ کرام کے فضائل و مناقب مین خلوص سب سے زیادہ نمایان چیز ہے، حضرت ولید بن ولیدؓ غزوہ بدر مین گرفتار ہوئے اور فدیہ دیکر رہائی پائی، فدیہ کے ادا کرنے کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ تک پہنچ کر واپس گئے اور اسلام لائے، اون کے بھائی خالد نے کہا کہ "اگر اسلام ہی لانا تھا تو فدیہ دینے سے پہلے ہی اسلام لاتے کہ یہ رقم بچ جاتی" بولے "مین اسلئے فدیہ دینے کے بعد اسلام لایا کہ لوگ یہ نہ کہین کہ فدیہ سے بچنے کے لئے اسلام قبول کیا ہی[2]"

جہاد مین اِس خلوص کا اظہار اور بھی شدت سے ہوتا تھا، حضرت عمرو بن قیسؓ کا تمام خاندان اگرچہ مسلمان ہوگیا تھا لیکن وہ خود غزوہ احد کے زمانہ تک کافر تھے، احد کا معرکہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ نے اون کو بھی ہدایت دی، وہ گھر مین آئے اور کہا کہ "میرے چچازاد بھائی کہان ہین؟ فلان کہان ہین؟ فلان کہان ہین؟ لوگون نے احد کا نام لیا تو اونھون نے زرہ پہنی، گھوڑے پر سوار ہوئے اور احد کا راستہ لیا، صحابہ کرام نے دیکھا تو کہا کہ "ہم سے الگ رہو" بولے کہ "مین تو ایمان لاچکا" یہ کہکر کفار پر حملہ شروع کردیا، اور زخمی ہوکر واپس آئے، حضرت سعد بن معاذؓ نے اون کی بہن سے پوچھوایا کہ جہاد کی شرکت حمیت قومی کے لئے تھی یا خدا کی راہ مین؟ بولین صرف خدا اور رسولؐ کی حمایت کے لئے[3]،

جب رسول اللہ صلعم نے غزوہ تبوک کی شرکت کے لئے عام منادی کرائی تو حضرت

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ سلیم مولی عمرو بن الجموح، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ ولید بن ولید، [3] ابو داود کتاب الجہاد باب فیمن یسلم ویقتل مکانہ فی سبیل اللہ تعالیٰ،

واثلہ ابن اسقعؓ کے پاس سواری نہ تھی، اسلئے تمام مدینہ مین پکارتے پھرے کہ کون اوس شخص کو سواری دیتا ہی، جو اپنی غنیمت کا حصہ اسکے صلے مین دینے کے لئے تیار ہی؟ ایک بڈھے انصاری نے جواب دیا کہ "مین دیتا ہون، لیکن شرط یہ ہی کہ مین بھی ساتھ ساتھ چلون گا- اور زادراہ کا بار مجھپر ہوگا" وہ راضی ہو گئے، اور اون کے ساتھ چل کھڑے ہوئے، مال غنیمت تقسیم ہوا تو اون کے حصہ مین چند نوجوان اونٹنیان آئین، اونھون نے اونٹنیون کو لاکر انصاری بزرگ کے سامنے کھڑا کر دیا، بولے "ذرا ادھر اودھر پھرا کے تو دکھاؤ" اونھون نے اون کو آگے بڑھایا پھر پیچھے ہٹایا، دیکھ بھال کے بولے "نہایت عمدہ ہین، اونھون نے کہا " شرط کے موافق تو یہ آپ ہی کی ہین، " بولے " اپنی اونٹنیان لیجاؤ، ہمارا مقصود تمھارا یہ حصہ نہ تھا، بلکہ اور کچھ تھا" یعنی ثواب جہاد،

ؔ ابوداود کتاب الجہاد، باب الرجل یکری دابتہ علی النصف اوالسہم،

عمل بالقرآن

آج ہر مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہی، عقائد، احکام، اخلاق، معاش، اور معاد کے متعلق تمام آیتین اوس کی نگاہ سے گذرتی ہین، لیکن چونکہ دل سے اثر پذیری کا مادہ مفقود ہوچکا ہی اسلئے کانون پر جون بھی نہین رینگتی، لیکن صحابہ کرام کی حالت اِس سے بالکل مختلف تھی، اون پر قرآن مجید کی ایک ایک آیت کا اثر پڑتا تھا، اور اِس شدت کے ساتھ پڑتا تھا کہ اوس کے خوف سے ہمیشہ کانپتے رہتے تھے،

صلح حدیبیہ مین حضرت عمرؓ نے بار بار رسول اللہ صلعم سے ایک سوال کیا، جواب نہ ملا تو آگے نکل گئے اور دل مین خوف پیدا ہوا کہ کہین اون کے بارے مین کوئی آیت نہ نازل ہوجائے، تھوڑی دیر کے بعد دربار نبوت سے پکار ہوئی وہ گھبرا گئے کہ آیت نازل ہوگئی، حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے یہ آیت سنائی،

انا فتحنا لک فتحا مبینا[1] ہم نے تم کو کھلی ہوئی فتح دی،

رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا تو تمام صحابہ سخت اضطراب مین مبتلا تھے، حضرت عمرؓ کو آپ کے وصال کا یقین ہی نہین آتا تھا، لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ دیا اور اوس مین آیت پڑہی،

[1] بخاری کتاب المغازی غزوۃ الحدیبیہ،

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ
محمد صلعم صرف پیغمبر تھے اور ان کے پیشتر بہت سے پیغمبر گذر چکے ہین،

تو صحابہ پر یہ اثر ہوا کہ گویا یہ آیت اس سے پیشتر نازل ہی نہین ہوئی تھی، تمام صحابہ نے اِس کو ازبر کر لیا اور سب کے سب اوسکو پڑھنے لگے، حضرت عمرؓ کا بیان ہی کہ "جب مین نے ابوبکرؓ سے اِس آیت کو سنا تو زمین میرے پاؤن کے نیچے سے نکل گئی، اور مین زمین پر گر پڑا[۱]"

حضرت سعدؓ نے غزوہ بدر مین ایک کافر کو قتل کیا، اور اوسکی تلوار چھین لی، رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے تو کہا کہ "آج ایک دشمن کے خون سے مین نے اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کیا ہی، اوسکی یہ تلوار مجھے عطا فرمائیے" ارشاد ہوا کہ "یہ نہ تمھاری ہے نہ میری" وہ دلمین یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ "یہ اوسکو دیجائیگی جس نے مجھ جیسا مردانہ کام نہین کیا ہی" تھوڑی دیر کے بعد آپکا قاصد آیا، وہ گھبرائے کہ اِس وسوسۂ شیطانی پر کہین کوئی آیت تو نہین نازل ہوئی آپ کی خدمت مین آئے تو آپ نے یہ آیت سنائی،

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول،
لوگ تجھ سے انفال کے متعلق سوال کرتے ہین، کہدے کہ انفال خدا اور رسول کا ہی،

اور فرمایا کہ "خدا نے یہ تلوار مجھکو دی ہی مگر مین تم کو دیتا ہون[۲]"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہی کہ "عہد نبوت مین ہم لوگ اِس خوف کے مارے عورتون سے ہنسی خوشی کی باتین نہین کرتے تھے کہ مبادا اس بارے مین کوئی آیت نازل

[۱] بخاری جلد ۲ باب مرض النبی صلعم ووفاتہ، [۲] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی النفل،

نہو جائے، لیکن آپکے وصال کے بعد یہ مہر خموشی ٹوٹ گئی[1]،

ایک دن رسول اللہ صلعم خانہ کعبہ کی دیوار کے نیچے بیٹھے ہوے تھے، حضرت ابوذر غفاریؓ آگئے آپ نے اون کو دیکھکر فرمایا ھم الخاسرون یعنی وہ لوگ گھاٹے مین ہین، وہ گھبرا گئے کہ میرے بارے مین کوئی آیت تو نازل نہین ہوئی[2]،

ایک بار آپ نے نماز صبح کے بعد فرمایا کہ "فلان قبیلے کے لوگ موجود ہین" ؟ کسی نے جواب نہین دیا، دوسری بار اسی فقرے کا اعادہ کیا، تو ایک شخص اوٹھا، آپ نے فرمایا کہ "پہلی بار کیون نہین اوٹھے" ؟ بولا مجھے خوف پیدا ہوا کہ اس قبیلے کے متعلق کوئی آیت تو نازل نہین ہوئی[3]،

بالخصوص جن آیتون مین کسی فعل پر عذاب کی دھمکی دی جاتی تھی، صحابہ کرام اون سے اور بھی خوف زدہ ہوتے تھے، چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی،

والذین یکنزون الذھب والفضۃ	جو لوگ چاندی اور سونا جمع کرتے ہین اور اوسکو خدا کی راہ
ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم	مین صرف نہین کرتے، اونکو سخت عذاب کی بشارت دو،

تو تمام صحابہ پر گویا ایک مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، حضرت عمرؓ نے صحابہ کی بدحواسی کا یہ عالم دیکھکر کہا "مین تمہاری مشکل کو حل کرتا ہون میرے ساتھ آؤ"، سب کے سب رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آئے اور کہا کہ "آپ کے اصحاب پر یہ آیت نہایت گران گذری ہے" آپ نے فرمایا "خدا نے زکوۃ صرف اسلئے فرض کی ہی کہ تمہارے بقیہ مال کو اوس کے ذریعہ سے پاک کرے اور میراث اسلئے مقرر کی ہی کہ بعد کی نسل کے ہاتھ آئے، اس پر حضرت عمرؓ نے نعرہ مارا[4]،

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم وبخاری کتاب النکاح، [2] نسائی کتاب الزکوۃ باب التغلیظ فی حبس الزکوۃ، [3] اسد الغابہ تذکرہ وہب، [4] ابوداود کتاب الزکوۃ باب فی حقوق المال،

عہد رسالت مین حضرت مالک ابن ثعلبہ ایک دولت مند صحابی تھے، ایک دن رسول اللہ صلعم اِس آیت کی تلاوت فرمارہے تھے،

والذین یکنزون الذھب والفضۃ، الخ۔ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہین اون پر یہ عذاب ہوگا

اتفاق سے حضرت مالک کا گذر ہوا تو آیت سنکر اون پر غشی طاری ہوگئی، ہوش مین آئے تو خدمت مبارک مین حاضر ہوکر عرض کی کہ یارسول اللہ میرے باپ مان آپ پر قربان کیا یہ آیت اون لوگون کی شان مین نازل ہوئی ہی جو سونا چاندی جمع کرتے ہین،، ارشاد ہوا "ہان" بولے شام ہونے تک مالک کے پاس ایک درہم اور ایک دینار نہ ہوگا، چنانچہ شام تک اونھون نے اپنی کل دولت خیرات کردی[۱]،

ایک بار حضرت عائشہؓ نے آپ سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت نہایت سخت ہی،

من یعمل سوءً یجزبہ، جو شخص ذرا بھی برائی کریگا اوسکو اوس کا بدلہ دیا جائیگا،

ارشاد ہوا کہ عائشہ تم کو یہ خبر نہین کہ مسلمان کے پاؤن مین اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہی تو وہ اوس کے اعمال بد کا معاوضہ ہوجاتا ہی، بولین، لیکن خدا تو کہتا ہی،

فسوف یحاسب حسابا یسیرا، خدا ذرا ذرا سی بدی کا بھی حساب لیگا،

فرمایا" اس کا مطلب یہ ہی، کہ ہر عمل خدا کی بارگاہ مین پیش ہوگا عذاب اوسی کو دیا جائیگا جس کے حساب مین رد و قدح[۲] ہوگی،،

جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی،

ان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم اپنے دل کی باتون کو ظاہر کرو یا چھپاؤ خدا تم سے

[۱] اسد الغابہ تذکرہ مالک ابن ثعلبہؓ، [۲] ابوداؤد کتاب الجنائز باب امراض المکفرۃ للذنوب،

به الله، حساب لے گا،

تو تمام صحابہ سخت گھبرائے اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور گھٹنون کے بل بیٹھکر عرض کی کہ "یارسول اللہ نماز، روزہ، جہاد، اور صدقہ کی تو ہم طاقت رکھتے ہین، لیکن اِس آیت کے متحمل نہین ہو سکتے"، چنانچہ اِس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی،

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا[1] خدا ہر شخص کو بقدر استطاعت تکلیف دیتا ہی،

جب یہ آیت نازل ہوئی،

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہین کیا

اولئك لہم الامن وہم مہتدون اونھین کے لئے امن ہر اور وہی ہدایت یافتہ ہین،

تو تمام صحابہ پریشان ہوگئے اور عرض کی کہ "یارسول اللہ ہم مین کون ہی جس نے اپنی جان پر ظلم نہین کیا، فرمایا "ظلم[2] سے شرک مراد ہے،

اِس اثر پذیری کا یہ نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام احکام قرآنیہ پر عمل کرنے کے لئے شدت کے ساتھ تیار ہو جاتے تھے، جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی،

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون، تم لوگ جبتک اپنی محبوب ترین چیزون کو نہ صرف کر دگے نیکی کو ہرگز نہین پا سکتے

تو حضرت ابوطلحہؓ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ "خدا ہمارا مال مانگتا ہی آپ گواہ رہیے کہ اریحا مین میری جو زمین ہے مین اوس کے نام پر وقف کرتا ہون" لیکن آپ نے فرمایا کہ "اوسکو اپنے رشتہ دارون پر تقسیم[3] کردو"، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہؓ نے حضرت سالمؓ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا،

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ، [2] ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورہ انعام، [3] ابوداود کتاب الزکوۃ باب فی صلۃ الرحم،

اور زمانہ جاہلیت کی رسم و رواج کے مطابق اون کو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہوگئے تھے، لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ادعوهم لآبائهم تو اون کی بی بی رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا کہ "سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر مین رہتے تھے اور اون سے کوئی پردہ نہ تھا، آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ "دودھ پلادو، وہ تمھارے رضاعی بیٹے ہوجائینگے"[1]

سحر کے متعلق جب یہ آیت نازل ہوئی،

كلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود، — اوس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک سپید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز نہو جاے،

تو حضرت عدی بن حاتم رض ایک سیاہ اور ایک سفید دھاگا سرہانے رکھکر سوئے اور دیکھا کہ دونون ممتاز ہوتے ہین یا نہین؟ کچھ پتہ نہ چلا، تو رسول اللہ صلعم سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا "عجب سادہ لوح ہو، اس سے رات دن مراد ہین،[2]

جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی،

لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل الا ان تكون تجارة عن تراض منكم، — اپنے مال باہم ناجائز طریقہ سے نہ کھاو، مگر یہ کہ تم مین رضامندی کے ساتھ تجارت ہو،

تو یہ حالت ہوگئی کہ دولت مند لوگ اپنے اعزہ کو شریک طعام کرنا چاہتے تھے مگر وہ لوگ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ "غربا ہم سے زیادہ مستحق ہین" چنانچہ سورہ نور کی ایک دوسری آیت نے اسکو منسوخ کردیا[3]

زمانہ جاہلیت مین عرب کی عورتین نہایت بے پروائی کے ساتھ ڈوپٹہ اوڑھتی تھین، اسلئے

---

[1] ابوداود کتاب النکاح باب من حرم به، [2] ابوداؤد کتاب الصیام باب وقت السحور، [3] ابوداؤد کتاب الاطعمه باب نسخ الضیف یاکل من مال غیره،

سینہ اور سر وغیرہ کہلا رہتا تھا، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی،

ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن	عورتون کو چاہئے کہ اپنے دوپٹون کو سینے پر ڈال لین،

اِس کا یہ اثر ہوا کہ عورتون نے اپنے تہ بند اور متفرق کپڑون کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے اور اپنے آپ کو سیاہ چادرون سے اِس طرح ڈھانپ توپ لیا کہ حضرت عائشہؓ کے قول کے موافق یہ معلوم ہوتا تھا کہ اون کے سر کوؤن کے آشیانے بن گئے ہین[1]،

عرب مین تجارتی معاملات سخت قابل اصلاح تھے، اسلام نے آہستہ آہستہ اون کی اصلاح کی، رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے تو لوگ ناپ جوکھ مین سخت خیانت کرتے تھے، اوس پر سورہ ویل للمطففین نازل ہوئی، اور اب لوگ دیانت سے کام لینے لگے[2]،

اصحاب صفہ کی معاش کا تمامتر دار مدار انصار کی فیاضی پر تھا، انصار کھجور کے خوشے لاکر مسجد مین لٹکا دیتے تھے، یہ لوگ آتے تھے تو چھڑی سے اون کو ہلاتے تھے، جو کھجورین ٹپک پڑتی تھین اون کو کھا لیتے تھے، لیکن اون مین بعض لوگ ایسے بھی تھے، جو سڑے گلے روکھے پھیکے خوشے لاکر لٹکا دیتے تھے، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی،

یاایھا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبات	مسلمانو! اپنی بہترین کمائی اور بہترین
ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض و	پیداوار سے صدقہ دو، بُرے مال کو خیرات
لا یتمموا الخبیث منہ تنفقون،	نہ کرو،

اِس کے بعد دفعتہً اِس حالت مین انقلاب پیدا ہوگیا اور تمام لوگ بہترین کھجورین لانے لگے[3]،

[1] ابوداود کتاب اللباس باب فی قول اللہ تعالیٰ ولیضربن بخمرھن، [2] سنن ابن ماجہ کتاب البیوع باب التوقی فی الکیل والوزن،
[3] ترمذی ابواب تفسیر القرآن،

جب یہ آیت نازل ہوئی،

یا ایھا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی — مسلمانو! پیغمبر کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو،

تو حضرت عمرؓ آپ کے سامنے اسقدر آہستہ بولنے لگے کہ اون کی بات سننے مین نہین آتی تھی،[1]

حضرت ثابت بن قیسؓ پر اس آیت کا اور بھی زیادہ سخت اثر ہوا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ بالکل خانہ نشین ہوگئے، ایک روز آپ نے حضرت سعد بن معاذؓ سے فرمایا کہ "وہ کہین بیمار تو نہین ہین؟" بولے "مین اون کا پڑوسی ہون مجھے کوئی شکایت معلوم نہین ہوئی" واپس آکر اون سے یہ واقعہ بیان کیا تو بولے کہ "یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم لوگون کو معلوم ہے کہ مین آپ کے سامنے نہایت بلند آہنگی سے گفتگو کرتا تھا، پس مین دوزخی ہوگیا" آپ کو خبر ہوئی تو فرمایا "نہین وہ جنتی ہین"،[2]

حضرت مسطح حضرت ابوبکرؓ کے رشتہ دار تھے اسلئے وہ اون کی کفالت کرتے تھے، لیکن جب اونھون نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تو اونھون نے اون کا نفقہ بند کردیا، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی،

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتو اولی القربی والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم،

تم مین دولت مند لوگ قرابتدارون، مسکینون، اور مجاہدون کو دینے سے دریغ نہ کرین، اور عفو ودرگذر کرین، کیا تم لوگ یہ پسند نہین کرتے کہ خدا تمھاری مغفرت کرے، اور خدا مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے،

اب حضرت ابوبکرؓ نے اون کا نفقہ جاری کردیا، اور کہا ہان مجھے یہی پسند ہے کہ خدا میری مغفرت کرے،[3]

---

[1] ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورہ حجرات وبخاری کتاب التفسیر، [2] مسلم کتاب الایمان باب مخافۃ المومن ان یحبط عملہ وبخاری کتاب التفسیر
[3] بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضہن بعضا،

اِسلام کے فرائض و اعمال مین جہاد سب سے زیادہ خطرناک ہی، لیکن صحابہ کرام کو قرآن مجید ہی کے اثر نے جہاد پر آمادہ کیا تھا، اور اسی اثر کی بدولت وہ سخت سے سخت جنگی خطرات مین ثابت قدم رہتے تھے،

ایک بار قسطنطنیہ مین رومیون سے مسلمانون کا مقابلہ ہوا، رومی بالکل قسطنطنیہ کی دیوار کے متصل صف زن تھے، ایک مسلمان نے جراءت کرکے حملہ شروع کیا تو لوگ پکارے "ہان ہان اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالتے ہو، حضرت ابوایوب رضی انصاری ہی ساتھ تھے، بولے "یہ آیت تو ہم انصار کے بارے مین نازل ہوئی ہی جب اسلام نے قوت حاصل کرلی، تو ہم لوگ اپنی معاش کے کام دھندے مین مصروف ہوگئے، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی،

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ — اور خدا کی راہ مین خرچ کرو اور اپنی جان کو ہلاکت مین نہ ڈالو،

اسلئے اصلی ہلاکت یہ ہی کہ ہم معاش کے کاروبار مین مصروف ہوجاین اور جہاد کو چھوڑدین" راوی کا بیان ہی کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی، حضرت ابوایوب انصاری ہمیشہ مصروف جہاد رہے، یہانتک کہ قسطنطنیہ مین شہید ہوکر مدفون ہوئے[1]،

ایک بار جب رومیون نے مسلمانون کے مقابل مین ایک لشکر گران جمع کیا، اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت عمرؓ کو اِس خطرہ کی اطلاع دی تو اونھون نے اون کو لکھا کہ "مسلمان بندے پر جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہی، تو اوس کے بعد خدا اوس کو اطمینان وسکون عطا فرماتا ہے ایک مشکل دو آسانیون پر غالب نہین آسکتی خدا وند تعالیٰ اپنی کتاب مین کہتا ہی،

[1] ابوداود کتاب الجہاد باب فی قولہ عزوجل ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ،

یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا و رابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون[۱]، مسلمانو! صبر کرو، صبر کی باہم تلقین کرو، استقلال اختیار کرو، اور خدا سے ڈرو، یقین ہے کہ تم کامیاب ہوگے،

جنگ یمامہ مین جب حضرت سالمؓ کو علم عطا کیا گیا، تو ایک شخص نے کہا کہ "ہم کو آپ کی جان کا خوف ہے، اسلئے جھنڈا دوسرے کے ہاتھ مین دینا چاہتے ہین"، بولے "تو مین اِس حالت مین قرآن مجید کا بدترین حامل ہونگا"، چنانچہ اونھون نے علم کو داہنے ہاتھ مین لیا، جب وہ کٹ گیا تو بائین ہاتھ مین لیا، وہ بھی کٹ گیا تو علم کو سینے سے چمٹالیا اور یہ آیت پڑھنے لگے،

وما محمد الا رسول وکاین من نبی قتل معہ ربیون کثیر[۲]، محمد صرف ایک پیغمبر ہین اور بہت سے پیغمبر گذرے ہین جن کے ساتھ بہت سے علمار مارے گئے،

ترغیب جہاد کے متعلق جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو جو لوگ کسی معذوری سے اوس مین شریک نہین ہو سکتے تھے اون کو اِس پر سخت افسوس ہوتا تھا، ایک سفر مین حضرت زید بن ثابتؓ آپ کے ساتھ تھے، آپ پر آثار وحی طاری ہوئے، افاقہ ہوا تو آپ نے اون کو اِس آیت کے لکھ لینے کا حکم دیا،

لا یستوی القاعدون من المومنین و المجاھدون فی سبیل اللہ، خدا کی راہ مین جہاد کرنے والے اور گھر مین بیٹھ رہنے والے مسلمان برابر نہین ہو سکتے،

حضرت ابن مکتومؓ آنکھون سے معذور تھے اسلئے شریک جہاد نہین ہو سکتے تھے، لیکن جب اونھون نے مجاہدین کی فضیلت سُنی تو بولے کہ "یا رسول اللہ جو لوگ جہاد کی قدرت نہین رکھتے

---

[۱] موطائے امام مالک کتاب الجہاد باب الترغیب فی الجہاد، [۲] اسد الغابہ تذکرہ سالم مولی ابی حذیفہؓ،

اون کا کیا مآل ہوگا؟ اب آپ پر دوبارہ آثار وحی طاری ہوئے، افاقہ ہوا تو دوبارہ وحی آسمانی نے غیر اولی الضرر (بجز معذور لوگون کے) کا اضافہ کرکے معذور لوگون کو مستثنی کردیا،[1]

ایک طرف تو قرآن مجید کا یہ اثر تھا کہ جس طرف چاہتا تھا صحابہ کرام کو جھونک دیتا تھا، دوسری طرف جس چیز سے چاہتا تھا روک بھی دیتا تھا، ایک بار عتبہ حضرت عمرؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ "آپ ہم کو خوب عطیہ نہین دیتے، ہمارے درمیان انصاف نہین کرتے" اسپر حضرت عمرؓ سخت برہم ہوئے، اور اون کو سزا دینی چاہی، لیکن حضرت حر بن قیسؓ نے کہا "یا امیر المومنین خدا نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا تھا،

خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاھلین،	معاف کرو، بھلائی کا حکم دو، اور جاہلون سے مونہ موڑلو،

اور یہ بھی ایک جاہل ہے" یہ آیت سنکر حضرت عمرؓ فوراً رک گئے، کیونکہ وہ عموماً

کان وقافا عند کتاب اللہ،[2]	خدا کی کتاب کے سامنے اسی طرح رُک جاتے تھے،

[1] ابوداود کتاب الجہاد باب الرخصۃ فی القعود من العذر، [2] بخاری کتاب التفسیر باب قولہ خذ العفو وامر بالمعروف،

اتباع سنت

قرآن مجید کے بعد صحابہ کرام کا محور عمل صرف رسول اللہ صلعم کی ذات تھی، اسلئے وہ تمام اعمال مین آپ کی سنت کا اتباع کرتے تھے،

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب غسل جنابت فرماتے تو دائین ہاتھ سے بائین ہاتھ پر سات بار پانی ڈالتے، پھر شرمگاہ کو دھوتے، اِن تمام مراتب کے بعد وضوء کرتے، پھر تمام جسم پر پانی ڈال کر فرماتے کہ "رسول اللہ صلعم اسی طرح غسل فرماتے تھے[1]"،

عہد نبوت مین معمول تھا کہ لوگ صدقہ فطر مین ایک صاع گیہون، یا پنیر یا جو یا کھجور، یا منقی دیتے تھے، یہ طریقہ خلافت راشدہ مین بھی جاری رہا، لیکن اخیر زمانہ مین حضرت امیر معاویہؓ شام سے حج یا عمرہ ادا کرنے کے لئے آئے تو ایک خطبہ مین فرمایا کہ "میرے خیال مین شامی گیہون کا ایک مد کھجور کے ایک صاع کے برابر ہی" چونکہ اِس مین تخفیف تھی تمام لوگون نے اِس طریقہ کو عملاً اختیار کر لیا، لیکن حضرت ابو سعید خدریؓ نے عہد نبوی کی سنت کو بدلنا پسند نہین کیا اور برابر ایک صاع صدقہ فطر نکالتے رہے[2]،

حالت سفر مین اگرچہ آپ نے روزہ بھی رکھا ہی اور افطار بھی کیا ہی تاہم آپ نے زیادہ تر

---

[1] ابوداود کتاب الطہارۃ باب فی الغسل من الجنابۃ، [2] ابوداود کتاب الزکوۃ باب کم یودی فی صدقۃ الفطر،

افطار کی ترغیب دی ہی، اسلیئے اکثر صحابہ شدت سے اس پر عمل کرتے تھے، ایک بار حضرت ابو بصرہ غفاریؓ مصر سے کشتی مین سوار ہوئے، ابھی مصر کے در و دیوار آنکھ سے اوجھل بھی نہ ہوئے تھے کہ کھانا طلب کیا، دسترخوان سامنے آیا تو بعض ہمراہیون نے کہا کہ "آپ مصر کے در و دیوار کو بھی نہین دیکھتے" بولے "تم سنت نبوی سے اعراض کرتے ہو"[۱]

ایک بار حضرت دحیہ کلبیؓ دمشق کے ایک گانون سے دوسرے گانون کی طرف روانہ ہوئے، دونون گانون مین صرف تین میل کا فاصلہ تھا، لیکن اونھون نے روزہ توڑ ڈالا اور اون کے ہمراہیون نے بھی روزے توڑ ڈالے، لیکن بعض لوگون نے اسکو پسند نہین کیا وہ پلٹے تو فرمایا کہ "آج مین نے وہ کچھ دیکھا ہی جس کی نسبت میرا خیال تھا کہ کبھی نہ دیکھون گا، ایک قوم نے سنت نبوی سے اعراض کیا (یعنی روزہ دار لوگ) خداوندا اب مجھے دنیا سے اوٹھالے"[۲]

رسول اللہ صلعم کی سنت کے اتباع مین تمام صحابہ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ خاص طور پر ممتاز تھے، رسول اللہ صلعم کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو مسجد کے دروازہ پر ناقہ کو بٹھا کر پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر گھر کے اندر تشریف لیجاتے، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے بھی یہی معمول کر لیا تھا[۳]، وہ صرف کعبہ کے رکن یمانی کا استلام کرتے تھے، سبتی جوتی پہنتے تھے، زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے اور یوم الترویہ کو احرام باندھتے تھے، ایک صحابی نے اون سے پوچھا کہ صرف آپ ہی کیون ایسا کرتے ہین؟ اور اصحاب نہین کرتے؟ بولے کہ "مین نے رسول اللہ صلعم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہی، اسلیئے مین بھی اس کو پسند کرتا ہون[۴]"

۱؎ ابوداود کتاب الصیام باب متی یفطر المسافر اذا خرج، ۲؎ ابوداود کتاب الصیام باب مسیر ما یفطر فیہ، ۳؎ ابوداود کتاب الجہاد باب فی الصلوۃ عند القدوم من السفر، ۴؎ ابوداود کتاب المناسک باب وقت الاحرام،

حجۃ الوداع مین آپ نماز عشا کے بعد تھوڑی دیر تک مقام بطحا مین سو گئے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ہمیشہ اوس مقام پر کسی قدر سوتے تھے[۱]، اسی طرح آپ اِس سفر مین جہان جہان اوترے تھے یا نماز پڑھی تھی وہ بھی وہان ضرور اوترتے اور نماز پڑھتے تھے،

ایک بار وہ سفر مین تھے، دیکھا کہ کچھ لوگ نفل پڑھ رہے ہین، رفیق سفر سے بولے کہ "اگر مجھے نفل پڑہنا ہوتا تو مین نماز ہی نہ پوری پڑہتا، مین نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر کیا ہی، آپ نے دو رکعت سے زیادہ کبھی نہین پڑہی، حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سفر کیا ہی اونھون نے دو رکعت سے زیادہ کبھی نہین پڑہی، حضرت عمرؓ کے ساتھ سفر کیا ہی، اونھون نے دو رکعت سے زیادہ کبھی نہین پڑہی اور

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ[۲] — تمھارے لئے رسول اللہؐ ہی کی ذات پاک مین تقلید کیلئے بہترین مثال ہی

ایک بار حضرت سعید بن یسارؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ سفر مین تھے، ایک موقع پر اونٹ سے اوتر کر پیچھے ٹھہر گئے، فرمایا تم پیچھے کیون رہگئے؟ بولے "وتر پڑھتا تھا" فرمایا کیا تمھارے لئے رسول اللہ صلعم کی ذات مین اسوہ حسنہ نہین ہی؟ آپ اونٹ ہی پر وتر ادا فرماتے تھے[۳]،

اخیر زمانے مین اگرچہ اوزان و مقادیر مین بہت سے تغیرات پیدا ہوگئے تھے، لیکن وہ اوسی پیمانہ کے مطابق زکوۃ ادا فرماتے تھے، جس کو رسول اللہ صلعم نے مقرر فرمایا تھا[۴]،

سنن عادیہ واتفاقیہ کا اتباع اگرچہ ضروری نہین لیکن صحابہ کرام اوس کا اتباع بھی کرتے تھے،

حضرت ابوالدرداؓ جب کوئی بات کہتے تھے تو مسکرا دیتے تھے، کسی نے کہا کہ "اس عادت کو ترک

[۱] ابوداود کتاب المناسک باب التحصیب، [۲] ابوداود کتاب الصلوۃ باب التطوع فی السفر، [۳] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوۃ باب الوتر علی الراحلہ، [۴] بخاری کتاب الایمان والنذور باب صاع المدینۃ ومد النبی صلعم،

کر دیجئے ورنہ لوگ آپ کو احمق بنائینگے ، بولے "مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہی کہ جب کوئی بات کہتے تھے تو مسکرا دیتے تھے[1]"

ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سوار ہونے لگے تو رکاب مین بسم اللہ کہکر پانوٗن رکھا پشت پر پہونچے تو الحمد للہ کہا پھر تین بار اللہ اکبر کہا ، پھر یہ دعا پڑھی سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا انت پھر ہنس پڑے ، لوگون نے ہنسنے کی وجہ پوچھی بولے "رسول اللہ صلعم انہی پابندیون کے ساتھ سوار ہوتے تھے اور اخیر مین ہنس پڑتے تھے[2]"

ایک صحابی آپ کی خدمت مین بیعت کے لئے حاضر ہوئے ، دیکھا کہ آپ کی قمیص کا تکمہ کھلا ہوا ہی ، آپ کی تقلید مین اونھون نے بھی عمر بھر قمیص کا تکمہ کھلا رکھا[3]

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۹۰ ، [2] ابو داود کتاب الجہاد باب ما یقول الرجل اذا رکب ، [3] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۵ ،

محرمات شرعیہ سے اجتناب

اکل حرام سے اجتناب، صحابہ کرام اگرچہ تنگدست اور فاقہ مست تھے، لیکن حلال طیب کے سوا اکل حرام سے اون کے کام و دہن کبھی آلودہ نہین ہوئے، حضرت ابو بکرؓ کا ایک غلام زمانہ جاہلیت مین کہانت کرتا تھا، اوس نے اس کے معاوضہ مین کچھ مال پایا اور حضرت ابو بکرؓ کو دیدیا، اونھون نے اوس کو وجہ معاش مین صرف کردیا، لیکن بعد کو جب معلوم ہوا کہ یہ ناجائز مال تھا، تو مونھ مین اونگلی ڈالی اور پیٹ مین جو کچھ تھا قے کر ڈالا[1]،

ایک بار وہ حالت سفر مین ایک بدو کے خیمہ مین اوترے، اوس کی بی بی حاملہ تھی، اوس سے ایک کاہن نے کہا "اگر تم مجھے ایک بکری دو تو تمھارے اولاد نرینہ پیدا ہوگی،، اوس نے بکری دیدی اور اوس نے کاہنون کی طرح کچھ مسجع فقرے پڑھے، پھر بکری ذبح کی اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی گوشت کھایا، بعد کو جب معلوم ہوا کہ یہ کسب حرام تھا تو فوراً اوٹھے، اِس فعل سے برائت ظاہر کی، اور جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا[2]،

اکل حرام کی سب سے بدترین قسم یہ ہی کہ مذہب فروشی کی جاے، یہودیون کے مذہب کو اسی نے برباد کردیا تھا، جیساکہ قرآن مجید مین خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہی،

[1] بخاری باب ایام الجاہلیۃ [2] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۵،

یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا، احبار یہود تھوڑی سی قیمت پر آیات الٰہی بیچ ڈالتے ہین،

لیکن صحابہ کرام کے نزدیک مذہب سب سے زیادہ گران قیمت چیز تھی، اسلئے اون کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز اوس کی قیمت نہین ہوسکتی تھی، مسلمانون کو بیت المال سے سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا، ایک شخص نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے پوچھا کہ اوس کی نسبت آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا "اسوقت تو لیتے رہو، لیکن جب وہ تمھارے دین کی قیمت بنجاے تو چھوڑ دو"[1]

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو بہت کچھ مال وجائداد دیکر یزید کی بیعت پر آمادہ کرنا چاہا اور اِس غرض سے اون کی خدمت مین حضرت عمرو بن العاصؓ کو بھیجا، لیکن اونھون نے کہا "میرے پاس سے چلے جاؤ اور پھر کبھی نہ آؤ، میرا دین تمھارے دینار و درہم کے معاوضہ مین بک نہین سکتا، میری صرف یہ خواہش ہے کہ دنیا سے جاون تو میرا ہاتھ پاک و صاف ہو"[2]

یہ صرف مخصوص صحابہ کا حال نہ تھا، بلکہ تمام صحابہ مین یہ فضیلت مشترک طور پر پائی جاتی تھی، صحابہ کی تولیت مین بہت سے یتیم بچے تھے، جن کا مال ومتاع اون کے مال ومتاع کے ساتھ مخلوط تھا، لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی،

ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا جو لوگ ظلماً یتیمون کا مال کھاتے ہین وہ اپنے پیٹون مین آگ بھرتے ہین،

تو تمام صحابہ نے ان یتیمون کا اثاثہ اور اون کا مال واسباب الگ کردیا کہ مبادا اون کے رزق

---

[1] مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی الکانزین للاموال والتغلیظ علیھم، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ عبد اللہ بن عمرؓ،

طیب مین اکل حرام کی آمیزش نہو جاے، یہان تک کہ یتیمون کی جو چیزین فاضل بچکر خراب ہو جاتی تھین، صحابہ کرام اوس کو بھی ہاتھ نہین لگاتے تھے[1]،

زکوۃ وصدقہ سے اجتناب، اہل استطاعت پر صدقہ وزکوۃ کا مال حرام ہی، اسلئے صحابہ کرام اوس سے شدت کے ساتھ اجتناب کرتے تھے، ایک بار حضرت عمرؓ کو زید بن اسلم نے دودھ پلایا جو اونکو نہایت لذیذ معلوم ہوا، دریافت کیا کہ یہ دودھ کہان سے آیا ہی؟ بولے، کہ "مین ایک گھاٹ پر گیا، لوگ صدقے کے اونٹون کو پانی پلا رہے تھے، سب نے پانی پلاکر دودھ دوہا، تو اوس مین سے مین نے بھی اپنے مشکیزے مین بھر لیا، حضرت عمرؓ نے فوراً موںھ مین ہاتھ ڈالا اور قے کر دی[2]،

ایک بار حضرت عبداللہ بن ارقمؓ نے حضرت اسلم عدویؓ سے کہا کہ مجھے سواری کا ایک اونٹ بتاؤ مین اوس کو امیرالمومنین سے مانگون گا" بولے "ہان صدقہ کا اونٹ ہے"، اونھون نے کہا کیا تمھین یہ پسند ہی کہ ایک موٹا تازہ آدمی گرمی کے دنون مین اپنی شرمگاہ کو دھوکر دھوون تمھین پینے کو دے؟ وہ برہم ہوے اور کہا استغفراللہ آپ ایسا کہتے ہین؟ بولے "تو صدقہ بھی آدمیون کا میل ہی، جس کو وہ دھوکر اپنے جسم سے الگ کر دیتے ہین[3]"،

صحابہ کرام کو صدقہ وزکوۃ سے اسقدر احتراز تھا کہ جس مال مین اوس کی ذرہ برابر آمیزش پائی جاتی تھی، اوس سے شدت کے ساتھ اجتناب کرتے تھے، ایک بار حضرت سلمان فارسیؓ کے غلام نے کہا کہ "مین مکاتبت کرنا چاہتا ہون" بولے تمھارے پاس کچھ مال ہے؟ اوس نے کہا "نہین، لوگون سے مانگ کر بدل کتابت ادا کر دون گا"، بولے تم مجھے لوگون کے

---

[1] ابوداود کتاب الوصایا باب مخالطۃ الیتیم فی الطعام، [2] موطا کتاب الزکوۃ باب ماجاء فی اخذ الصدقات والتشدید فیہا، [3] موطا امام مالک کتاب الجامع باب مایکرہ من الصدقۃ،

جسم کا میل کھلانا چاہتے ہو؟[1]،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنا ایک غلام اپنی مان پر صدقہ کر دیا تھا، ایک دن وہ بازار سے گذرے تو ایک شیردار بکری نظر آئی، چونکہ وہ دودھ سے افطار کرنا پسند کرتے تھے، اسلئے اوس غلام سے کہا کہ اپنی اجرت کی رقم سے دودھ خرید لو، لیکن افطار کے وقت دودھ سامنے آیا تو بولے کہ "دودھ بکری کا ہے اور بکری غلام کی کمائی کی ہے اور غلام کو مین نے اپنی مان پر صدقہ کر دیا ہی، اسکو لیجاو، مجھے ضرورت نہین[2]"،

حدیث شریف مین آیا ہے کہ میزبان اگر تین دن سے زیادہ مہمان کی ضیافت کرے تو وہ داخل صدقہ ہوگی، اِس بناپر حضرت عبداللہ بن عمرؓ مکہ مین آتے تھے تو تین دن تک اون کا کھانا حضرت خالد بن اسیدؓ کے یہان سے جو اون کے رشتہ دار تھے آتا تھا، لیکن تین دن کے بعد کہدیتے کہ "اب اپنا صدقہ بند کرو" اور اپنے غلام نافع کو حکم دیتے کہ اب تم اپنے پاس سے اکل وشرب کا انتظام کرو[3]،

قتل مسلم سے اجتناب، | مسلمانون کا قتل حرام ہی، قران مجید مین ہی،

من قتل مومنا متعمدا فجزائه جهنم خالدا فیها،

جس شخص نے کسی مسلمان کو قصداً قتل کیا اوسکی جزا دوزخ ہی جس مین وہ ہمیشہ رہے گا،

اِس بناپر صحابہ کرام مسلمانون کی خونریزی سے سخت احتراز کرتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت خالدؓ کی سپہ سالاری مین فوج بھیجی، اونھون نے ایک قوم کو دعوت اسلام دی

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، [3] زرقانی شرح موطا جلد ۴ صفحہ ۱۳۶،

اوس نے کہا، صبانا، صبانا، یعنی ہم صابی ہوئے، چونکہ کفار مسلمانون کو صابی کہتے تھے، اسلئے اونھون نے اسی لفظ سے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ کو اِس پر تسکین نہین ہوئی اور اونھون نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدیون کو قتل کر ڈالے، تمام صحابہ نے اِس حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا، اور جب آنحضرت صلعم سے آکر واقعہ بیان کیا تو آپ نے بھی تمام صحابہ کی تائید کی[۱]،

حضرت ابوبکرؓ نے مانعین زکوۃ سے جہاد کرنا چاہا تو حضرت عمرؓ نے اوّل اوّل اختلاف کیا اور کہا کہ کلمہ گویون سے کیونکر جہاد کیا جا سکتا ہی[۲]، اون پر ایک عجمی غلام نے جب حملہ کیا تو اونھون نے حضرت ابن عباسؓ سے شکایت کی کہ "تمھین لوگون نے اِن غلامون سے مدینہ کو بھر دیا" بولے "اگر حکم ہو تو سب کو قتل کر دین" فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہی؟ جبکہ وہ ہماری زبان بولتے ہین، نماز پڑھتے ہین، حج ادا کرتے ہین[۳]"

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور خوارج کے زمانہ مین جنگ ہوئی تو ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ "آپ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہین؟" بولے "جو حی علی الصلوۃ کہے گا مین اوس کی دعوت قبول کر لون گا، جو شخص حی علی الفلاح کہے گا مین اوس کی دعوت قبول کر لون گا، لیکن جو شخص یہ کہے گا کہ آؤ مسلمانون کو قتل کر و اون کا مال لوٹو تو مین انکار کر دونگا[۴]"

سود خواری سے اجتناب، | اسلام نے سود خواری کی ممانعت ایسے سخت قیود کی پابندی کے ساتھ

[۱] بخاری کتاب المغازی بعث خالد الی بنی جذیمہ، [۲] بخاری کتاب الزکوۃ، [۳] بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان، [۴] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ،

کی ہے کہ اگر ذرا سی غفلت یا بے پروائی کی جاے تو معمولی معاملات داد وستد و بیع وشرا بھی سود کی صورت مین داخل ہو جائین، صحابہ کرام اِن تمام قیود کا لحاظ رکھتے تھے اور اون سے نہایت احتیاط کے ساتھ بچتے تھے، ایک بار حضرت مالک بن اوسؓ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے بیع صرف کرنی چاہی (یعنی اشرفی کے بدلے مین روپیہ لینا چاہا) اور سو اشرفیان اون کے سامنے رکھدین اونھون نے اون کو اوٹھالیا اور کہا کہ "جنگل سے خزانچی آئے تو روپیہ دلادین" حضرت عمرؓ سُن رہے تھے، بولے "بغیر لئے ہوئے ہرگز نہ جانا، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ سونے کے بدلے مین چاندی اگر دست بدست نہ لیجائے تو سود ہی[1]"

ایک بار حضرت معمرؓ بن عبد اللہؓ نے اپنے غلام کو ایک صاع گیہون دیا کہ اوس کے بدلے مین بازار سے جو لاے، اوس نے بازار مین جاکر گیہون کے بدلے جو لیا تو ایک صاع سے کچھ زیادہ پایا، حضرت معمرؓ کو اس کی خبر ہوئی تو بولے "اسکو فوراً جاکر واپس کرو، کیونکہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہی کہ غلہ کو مثلاً بمثلٍ خرید نا چاہیئے" لوگون نے کہا کہ "بازار مین صرف جو کا رواج ہی، گیہون نہین مل سکتا" بولے "مجھے خوف ہی کہ یہ سود کے مشابہ نہو جائے[2]"

صحابہ کرام سود خواری سے نہ صرف خود بچتے تھے بلکہ لوگون کو اوس سے بچنے کی نصیحت کرتے تھے، ایک تابعی حضرت عبد اللہ بن سلامؓ کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے آے؛ اونھون نے اون کے ساتھ نہایت لطف کا برتاؤ کیا، اور کہا کہ "آپ ایک کاروباری ملک مین رہتے ہین، اسلئے اگر کسی پر آپ کا قرض آتا ہو اور وہ آپ کے یہان بھُس کی ایک

[1] بخاری کتاب البیوع باب بیع الشعیر بالشعیر، [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۴۰۰،

گھڑی بھی ہدیۃً بھیجے تو اوسکو قبول نہ کیجیے گا، کیونکہ یہ سود ہی،[1]

شراب خواری سے اجتناب، شراب عرب کی گھٹی مین پڑی ہوئی تھی لیکن متعدد صحابہ مثلاً حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ وغیرہ نے اپنی فطرت سلیمہ کی ہدایت سے زمانہ جاہلیت ہی مین اسکو ترک کر دیا تھا، جو صحابہ اس کے عادی تھے، اونھون نے شراب کی حرمت کے ساتھ ہی اس دیرینہ عادت کو اس طرح ترک کر دیا گویا اونھون نے جام و ساغر کو مونھ ہی نہین لگایا تھا، شراب کی حرمت کا حکم بتدریج نازل ہوا، لیکن حرمت خمر کے متعلق سب سے آخری آیت،

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ	شیطان چاہتا ہی کہ تم مین عداوت اور بغض
والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم	شراب اور جوئے کے ذریعہ سے ڈالے، اور
عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم	خدا کے ذکر و نماز سے روک دے، تو کیا تم باز
منتھون، (مایدہ)	آؤ گے؟

نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ بیساختہ پکار اوٹھے،

انتھینا[2]	ہم باز آئے،

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہین کہ "مین ابو عبیدہ، ابو طلحہ اور ابی بن کعب کو شراب پلا رہا تھا کہ اسی حالت مین ایک شخص نے آکر خبر دی کہ "شراب حرام ہوگئی" ابو طلحہ نے فوراً کہا کہ انس اوٹھو اور شراب کو زمین پر گرا دو"[3] دوسری روایت مین ہے کہ "مین ابو طلحہ کے مکان مین لوگون کو شراب پلا رہا تھا کہ اسی حالت مین رسول اللہ صلعم نے حرمت شراب کی منادی

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰؓ، [2] ابوداود کتاب الاشربہ باب فی تحریم الخمر، [3] بخاری کتاب الاشربہ باب نزل تحریم الخمر وہی من البسر التمر،

کروائی، ابو طلحہ نے مجھ سے کہا کہ "نکل کے دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟ مین گھر سے نکلا اور پلٹ کے کہا کہ ایک منادی اعلان کر رہا ہے کہ "شراب حرام ہو گئی" ابو طلحہ نے مجھ سے کہا کہ "تو شراب گرا دو" اور لوگون نے اس کثرت سے شراب گرائی کہ مدینہ کی گلیان بہنے لگین، بعض لوگون نے کہا کہ "جو لوگ مرگئے اور وہ شراب پیتے تھے وہ تو ہلاک ہوگئے"، اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا[1]،	جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا وہ لوگ جو کچھ کھاپی کے مرگئے اوس کا گناہ اون پر نہین،

بدکاری سے اجتناب زمانہ جاہلیت مین اہل عرب سخت بدکاری مین مبتلا تھے، لیکن اسلام نے پاکیزگی اور طہارت کی جو تعلیم دی اوس نے صحابہ کرام مین عفت و عصمت کا ایسا احساس پیدا کر دیا کہ سخت سے سخت نازک موقعون پر بھی اون کا دامن اس معصیت سے آلودہ نہین ہونے پاتا تھا،

ہجرت کے بعد مکہ مین جو مسلمان رہگئے تھے، مکہ سے مدینہ تک اون کا پہونچانا حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رض کے متعلق تھا، وہ ایک رات اسی غرض سے چھپ کے مکہ مین آے وہان اون کی زمانہ جاہلیت کی قدیم آشنا ایک طوائف تھی، جس کا نام عناق تھا، وہ شب کو نکلی تو اون کی پرچھائین دیکھکر پہچان لیا اور نہایت تپاک سے ملی اور کہا کہ "آج میرے گھر مین شب باشی کرو، لیکن اونھون نے معذرت کی کہ زنا اب حرام ہوگیا ہے، اب اوس نے شور و غل کیا، یہ بھاگ کر ایک پہاڑ پر جا چھپے، کفار نے وہان تک تعاقب کیا، لیکن خدا نے اون کو بچا لیا[2]،

ایک صحابیہ کو جن کی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت مین اچھی نہ تھی ایک شخص نے اپنی طرف

---

[1] بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۂ مائدہ، [2] نسائی کتاب النکاح باب تزویج الزانیہ،

مایل کرنا چاہا، تو بولیں "ہٹو، اب وہ زمانہ گیا اور اسلام آیا[1]"،

اِس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے، اگر خدانخواستہ صحابیات پر کبھی اِس قسم کا اتہام بھی لگ جاتا تھا تو اون کے خرمن عقل و ہوش پر بجلی گر پڑتی تھی، حضرت عایشہؓ کے کانوں مین جب واقعہ افک کی بھنک پڑی تو بیہوش ہو کر گر پڑین، لرزہ و بخار آگیا، آنسوون کی جھڑی لگ گئی[2]،

اسلام کی تعلیم اور صحابہ کرام کی اسی پاکبازانہ زندگی کا یہ اثر تھا کہ اوس زمانہ مین لونڈیان تک بدکاری سے ابا کرنے لگین، مسیکہ ایک لونڈی تھی جس نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آکر شکایت کی کہ میرا آقا مجھکو زنا کرنے پر مجبور کرتا ہی، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی،

ولاتکرھوا فتیاتکم علی البغآء[3]
اپنی لونڈیون کو زنا پر مجبور نہ کرو،

اِس جرم کا ارتکاب تو صحابہ کرام سے بہت بعید تھا، وہ لوگ کسی عورت پر نگاہ ڈالنا بھی پسند نہین کرتے تھے، رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک حسین صحابیہ شریک نماز ہوتی تھین اسلئے بعض صحابہ آگے کی صف مین جاکر کھڑے ہوتے تھے کہ اون پر آنکھ نہ پڑنے پائے[4]،

اگر کسی صحابی نے جائز طریقہ سے بھی اِس کی جرات کی تو صحابہ کرام نے اوس کو سخت قابل اعتراض خیال کیا، ایک بار حضرت محمدؐ بن سلمہؓ نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا اور درخت کی آڑ مین چھپ گئے کہ اوس کو نکاح سے پہلے دیکھ لین، چونکہ غض بصر صحابہ کرام کی مخصوص فضیلت تھی، لوگون نے ٹوکا کہ آپ رسول اللہ صلعم کے صحابی ہو کر ایسا کرتے ہین؟

[1] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۸۰، [2] بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ عزوجل، لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین، [3] ابوداود کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزنا، [4] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوۃ باب الخشوع فی الصلوۃ،

بولے آپ ہی نے اس کی اجازت دی ہی،

ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے نکاح کرنا چاہا اور رسول اللہ صلعم سے مشورہ طلب کیا، آپ نے فرمایا کہ "پہلے عورت کو جا کر دیکھ لو" وہ اس غرض سے اوس کے گھر گئے، عورت نے پردہ سے کہا "اگر رسول اللہ صلعم کا حکم ہی تو خیر، ورنہ تمھین خدا کی قسم[۱]،

اجنبی عورت پر قصداً نگاہ ڈالنا تو بڑی بات ہی، صحابہ کرام اضطراراً بھی اجنبی عورت کی زیب و زینت سے متمتع ہونا پسند نہین کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابو موسی اشعریؓ فرماتے تھے کہ مجھے یہ پسند ہی کہ میری ناک مردار کی بدبو سے بھر جائے لیکن یہ پسند نہین کہ اوس مین کسی اجنبی عورت کی خوشبو آئے[۲]،

راگ باجے سے اجتناب، صحابہ کرام کے کانون کو صرف تلاوت قرآن کی آواز خوش آیند معلوم ہوتی تھی، اسلئے وہ عود و بربط، اور چنگ و رباب کی آواز پر کان نہین دھرتے تھے، ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آواز طبل سنی تو کان بند کر لئے اور فرمایا کہ "رسول اللہ صلعم ایسا ہی کرتے تھے[۳]،

ایک بار اونٹ پر سوار جا رہے تھے، چرواہے کی بانسری کی آواز کان مین آئی، فوراً کانون مین اونگلیان دے لین، اور پہلا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور بار بار اپنے غلام نافع سے پوچھتے جاتے تھے کہ آواز آتی ہی یا نہین؟ جب اونھون نے کہا کہ "نہین" تو کانون سے اونگلیان نکالین اور کہا کہ "رسول اللہ صلعم نے اس قسم کے موقع پر ایسا ہی کیا تھا[۴]،

---

[۱] سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب النظر الی المراۃ اذا اراد ان تیزوجہا، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ،
[۳] سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب الغناء و الدف، [۴] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ،

ایک بار بازار مین گذرے، تو دیکھا کہ ایک چھوکری گا رہی ہی، فرمایا کہ "اگر شیطان کسی کو نہ بہکاتا تو اس کو نہ بہکاتا[1]،

ایک بار عید کے دن چند لڑکیان حضرت عائشہؓ کے گھر مین جنگ بعاث کے متعلق اشعار گا رہی تھین، حضرت ابوبکرؓ آئے اور اون کو ڈانٹ کر کہا کہ "رسول اللہ صلعم کا گھر اور مزامیر شیطان" آپ نے فرمایا ابوبکر یہ ہماری عید کا دن ہی[2]،

ایک بار ایک گھر مین تقریب تھی، اور ایک شخص گا رہا تھا، حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ وہ گردن ہلا ہلا کے گا رہا ہی، تو کہا اف یہ شیطان ہی اسکو نکالو[3]،

راگ باجا تو پھر بھی بڑی چیز ہی، حضرت عائشہؓ کا یہ حال تھا کہ اونٹ کے گلے کی گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہین کرتی تھین، اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتین کہ ٹھہر جاؤ تاکہ یہ آواز سننے مین نہ آئے، اور اگر سن لیتین تو کہتین کہ تیزی کے ساتھ لے چلو تاکہ مین اس آواز کو نہ سن سکون[4]،

مشتبہات سے اجتناب، حلال و حرام دونون بدیہی ہین، لیکن بہت سی چیزین ہین جن کی حلت و حرمت دونون مشتبہ ہین، زہد و تورع، تقویٰ و طہارت اور حزم و احتیاط کا اصلی محل یہی چیزین ہین، اس بنا پر حدیث شریف مین ان چیزون سے بچنے کی تاکید آئی ہی،

دع ما یریبک الی ما لا یریبک، | جو چیز مشتبہ ہی اوس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو غیر مشتبہ ہے،

الحلال بین والحرام بین وما بینہما امور | حلال بھی واضح ہی اور حرام بھی اور اونکے درمیان

[1] ادب المفرد باب الغناء واللہو، [2] بخاری کتاب العیدین باب سنتہ العیدین لاہل الاسلام، [3] ادب المفرد باب اللہو فی الختان، [4] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۱۵۲،

مشتبہۃ فمن ترک ما شبہ علیہ من الاثم کان لما استبان لہ اترک و من اجتراء علی ما یشک فیہ من الاثم اوشک ان یواقع ما استبان و المعاصی حمی اللہ من یرتع حول الحمی یوشک ان یواقعہ، (بخاری)	مشتبہ چیزین ہین پس جو شخص مشتبہ گناہون کو چھوڑیگا وہ کھلے ہوے گناہون کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا اور جو شخص مشتبہ گناہون کا مرتکب ہوگا بہت ممکن ہے کہ کھلے ہوے گناہون کا مرتکب ہوجاے، گناہ خدا کی چراگاہ ہی، اور جو شخص چراگاہ کے گرد چراے گا، ممکن ہو کہ اوسکے مونشی اوس مین پڑ جاٸین،

اسلئے صحابہ کرام ہمیشہ ان چیزون سے احتراز فرماتے تھے،

حالت احرام مین شکار کرنا جائز نہین ایک بار صحابہ سفر حج مین تھے، سب نے احرام باندھ لیا تھا، صرف حضرت ابوقتادہ انصاریؓ غیر محرم تھے، ایک جنگلی گدہا نظر آیا، اُنھون نے گھوڑے کو اوس کے پیچھے ڈالدیا، صحابہ سے کوڑا اور نیزہ مانگا، یہ ایک مشتبہ فعل تھا اسلئے سب نے انکار کردیا، بالآخر اون کو خود نیزہ اوٹھانا پڑا[۱]،

ایک بار حضرت ابوطلحہؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اون کے نیچے سے ایک چادر نکال لے حضرت سہل بن حنیفؓ پاس بیٹھے ہوے تھے، بولے، کیون؟ فرمایا[۲] اوس مین تصویر بنی ہوئی ہے، اور تصویرون کے متعلق رسول اللہ صلعم نے جو فرمایا ہی، وہ تم کو معلوم ہے، بولے "لیکن آپ نے کپڑے مین بنی ہوئی تصویر کی تو ممانعت نہین فرمائی" بولے؛ ہان، لیکن میرے دل کا اطمینان اسی طرح ہوگا،

---

[۱] ابوداود کتاب المناسک باب لحم الصید للمحرم، [۲] ترمذی کتاب اللباس باب اجاء فی الصورۃ،

ایک بار حضرت مسور بن مخرمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی عیادت کو آے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، استبرق کی چادر اوڑھے ہوئے تھے، حضرت مسور بن مخرمہ نے اِس پر ٹوکا بولے "رسول اللہ صلعم نے صرف غرور وتکبر کی بناپر اس کی ممانعت کی تھی، اورالحمدللہ کہ ہم مغرور نہین ہین"، اونھون نے کہا" تو پھر چولہے مین یہ تصویرین کیسی ہین؟ بولے" دیکھتے نہین کہ ہم نے اون کو جلا ڈالا ہی، لیکن چونکہ یہ چیزین مشتبہات مین داخل تھین اسلئے جب وہ چلے گئے تو فرمایا، کہ" میرے بدن سے یہ چادر اوتار لو، اور ان تصویرون کا سر کاٹ ڈالو، کسی نے کہا کہ" اگر ان کو صحیح وسلامت بازار مین فروخت کر ڈالتے تو فائدہ ہوتا" بولے" نہین"![1]

اکثر ایسا ہوتا کہ جب اِس قسم کے مشتبہ مواقع پیش آتے تو صحابہ کرام رسول اللہ صلعم سے استفسار فرماتے، ایک صحابیہ نے ایک لونڈی کو اپنی مان پر صدقہ کر دیا تھا، وہ مرگئین تو اوس لونڈی کی حالت مشتبہ ہوگئی، صدقہ کرچکی تھین اور صدقہ کا مال واپس نہین لیا جا سکتا، مان اوس کی مالک ہوگئی تھی اور یہ اون کی وارث تھین اسلئے اون کو وہ جائز طور پر وراثت مین مل سکتی تھی، چنانچہ وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آئین اور واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا" تمھین صدقہ کا ثواب مل چکا اور اب وہ تمھاری وراثت مین آگئی[2]"،

نومسلم لوگ صحابہ کے پاس گوشت لے کے آتے تھے، صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ "یہ ابھی دور جاہلیت سے نکلے ہین، ہم کو معلوم نہین کہ خدا کا نام لیکر ذبح کیا ہے یا نہین؟

[1] مسند ابن حنبل جلد ۱ صفحہ ۳۲۰، [2] ابو داود کتاب الوصایا باب ما جاء فی الرجل یہب الہبۃ ثم یوصی لہ،

کیا ہم اِس گوشت کو کھا سکتے ہین؟ آپ نے فرمایا "بسم اللہ کہکر کھا سکتے ہو[1]"،

حضرت اسماءؓ کی مان کافرہ تھین اور حضرت ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت ہی مین اونکو طلاق دیدی تھی، ایک بار وہ حضرت اسماءؓ کے پاس متعدد چیزین ہدیہ لیکر آئین، چونکہ ایک کافرہ عورت کا ہدیہ مشتبہ تھا، اسلیئے حضرت اسماءؓ نے اون کے قبول کرنے سے انکار کیا، اور حضرت عائشہؓ کے ذریعے سے رسول اللہ صلعم سے دریافت کروایا، آپ نے اِس ہدیہ کے قبول کرنے کی اجازت دی[2]،

عمال سلطنت کی آمدنی بعض حیثیتون سے مشتبہ ہوتی ہی، یہی وجہ ہے کہ زہد پیشہ لوگ سلاطین و امراء کے دربار سے ہمیشہ اپنا دامن بچاتے رہتے ہین، صحابہ کرام کے زمانہ تک اگرچہ عمال و امرا کی مذہبی اور اخلاقی حالت اِس زمانہ سے بہت بہتر تھی تاہم جو صحابہ نہایت محتاط تھے وہ اِس قسم کی آمدنی سے فائدہ اوٹھانا پسند نہین کرتے تھے، حضرت ابوذر غفاریؓ نے دنیا سے الگ ہوکر بادیہ نشینی اختیار کرلی تھی اسلیئے اونھون نے تمام عمر اسی زہد و تورع کے ساتھ بسر کی، مرنے لگے تو بی بی نے روکر کہا کہ "میرے پاس تو تمھارے کفن کے لیئے بھی کپڑا نہین ہی" بولے "رُو ومت، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ تم مین سے ایک آدمی جنگل مین مرے گا، اور اوس کے جنازے مین مسلمانون کا ایک گروہ شریک ہوگا، مین جنگل مین مر رہا ہون تم راہ دیکھو اور انتظار کرو، بی بی نے کہا "اب تو حاجیون کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا"، بولے "خیر راستہ دیکھو" حسن اتفاق سے دفعتہً ایک قافلہ آگیا، اوس نے اون کی بی بی سے پوچھا کیا حال ہے؟

[1] ابوداود کتاب الضحایا باب اللحم لا یدری اذکر اسم اللہ علیہ ام لا، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسماءؓ،

بولین "ایک مسلمان مر رہا ہے، اوس کو کفناؤ، اور ثواب لو" اونھون نے حضرت ابو ذر غفاریؓ کا نام سُنا تو تیزی کے ساتھ دوڑے اور کہا "ہمارے مان باپ اون پر قربان"، پاس آئے تو حضرت ابو ذرؓ نے کہا تمھین وہ لوگ ہو جن کی رسول اللہ صلعم نے مجھکو خبر دی تھی، اگر میرے پاس کپڑا ہوتا تو وہی میرا کفن ہوتا، لیکن اگر تم مین کوئی شخص امیر، عریف یا برید ہو تو وہ مجھے کفن نہ دے"، لیکن ان مین ہر شخص ان خدمات کو انجام دے چکا تھا، صرف ایک انصاری نوجوان تھا جس نے کہا "میرے پاس دو کپڑے ہین جن کو میری مان نے بنا ہے" بولے "بس تمھین میرے رفیق ہو تمھین مجھے کفن پہناؤ"[1]

[1] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۶۶،

جامع الابواب

تلاوت قرآن | صحابہ کرام ہمیشہ تلاوت قرآن مین مصروف رہتے تھے، تلاوت کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن مجید کے متعدد ٹکڑے کر لئے تھے اور بلا ناغہ اوس کی تلاوت فرماتے تھے، ایک نووارد صحابی نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ "ایک ٹکڑے مین کتنی سورتین شامل تھین؟ بولے "تین، پانچ سات، نو، گیارہ، تیرہ اور اخیر کی تمام چھوٹی چھوٹی سورتین ایک ٹکڑے مین داخل تھین[1]"

رسول اللہ صلعم صحابہ کرام کے اِس شوق وشغف کو دیکھتے تو خوش ہوتے اور اونکی حوصلہ افزائی فرماتے، ایک بار صحابہ کرام حلقہ بندی کے ساتھ تلاوت کر رہے تھے، حلقے مین عربی، عجمی، بدوی سبھی تھے اور سب مختلف لہجے مین تلاوت کرتے تھے، آپ کاشانہ نبوت سے برآمد ہوئے تو فرمایا "پڑھے جاو، سب کا طرز ادا اچھا ہے، اِس کے بعد ایک قوم پیدا ہو گی جو قرآن کو تیر کی طرح سیدھا کریگی لیکن اوس کا مقصد ثواب آخرت نہوگا، بلکہ دنیا ہو گی،،

اسی طرح ایک روز صحابہ کرام تلاوت کر رہے تھے، آپ نے دیکھا تو فرمایا "خدا کا شکر ہی، خدا کی کتاب ایک ہی، اور تم مین سُرخ، سیاہ، سپید ہر قسم کے لوگ ہین[2]،،

رمضان مین یہ شوق اور بھی ترقی کر جاتا تھا، چنانچہ آپ نے حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کے

---

[1] ابوداود کتاب الصوم باب تحزیب القرآن، [2] ابوداود کتاب الصلوٰۃ باب ما یجزی الامی والاعجمی من القراۃ،

اس شوق کو دیکھا تو فرمایا کہ "پورے ایک مہینے مین قرآن ختم کیا کرو" بولے کہ "مجھ مین اِس سے زیادہ کی طاقت ہی" حکم ہوا کہ "پندرہ دن مین" گذارش کی کہ "مین اس سے بھی زیادہ طاقت پاتا ہون" فرمایا دس دن مین" بولے کہ "مجھ مین اِس سے بھی زیادہ طاقت ہی" ارشاد ہوا کہ "سات دن مین" اور اب اس سے زیادہ کی اجازت نہین[1]،

سخت سی سخت مصیبت مین بھی صحابہ کرام کے اِس شوق مین کوئی فرق نہین آتا تھا، بلکہ اِس حالت مین قرآن مجید ہی اون کے لئے مایۂ تسکین ہوتا تھا، جس وقت حضرت عثمانؓ کی شہادت واقع ہوئی وہ قرآن مجید کی تلاوت مین مصروف تھے، چنانچہ اون کے خون کے قطرے قرآن مجید کی اِس آیت پر گرے، فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم[2]،

قرآن مجید کی تلاوت ہم بھی کرتے ہین، لیکن معلوم ہوتا ہی کہ سر کا بوجھ اوتار رہے ہین، لیکن صحابہ کرام اس ترتیل اور خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے تھے کہ سننے والون پر محویت کا عالم طاری ہو جاتا تھا، ایک رات حضرت عائشہؓ گھر مین دیر کو آئین، رسول اللہ صلعم نے وجہ پوچھی تو بولین "آپ کے اصحاب مین سے ایک شخص قرآن پڑھ رہے تھے، مین نے ایسی قرات کبھی نہین سنی تھی،" آپ بھی اون کے ساتھ ہو لئے اور کہا "یہ سالم مولی ابی حذیفہ ہین، خدا کا شکر ہے کہ میری امت مین ایسے لوگ موجود ہین"

حضرت ابو موسی اشعریؓ نہایت خوش الحان تھے، ایک روز وہ قرآن پڑھ رہے تھے آپ نے سنا تو پوچھا کون ہے؟ لوگون نے نام بتایا تو فرمایا "ان کو نغمہ داودی عطا کیا گیا ہی[3]"

[1] ابوداود کتاب الصوم باب فی کم یقرا القرآن، [2] استیعاب تذکرہ عثمان بن عفانؓ، [3] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوۃ باب فی حسن الصوت بالقرآن،

حضرت عثمان نہدیؓ کا بیان ہی کہ "مین نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا ہی، لیکن مین نے چنگ و بربط کی آواز کو بھی ابوموسی اشعری کی خوش الحانی سے بہتر نہین پایا، وہ ہم کو نماز فجر پڑھاتے تھے تو جی چاہتا تھا کہ پوری سورہ بقرہ پڑھ ڈالتے"[۱]

وہ حضرت عمرؓ کی خدمت مین حاضر ہوتے تو فرماتے کہ "ہم کو خدا کا شوق دلاؤ، وہ قرأت شروع کرتے اور حضرت عمرؓ نہایت محویت سے سنتے، ایک بار اسی حالت مین کسی نے کہا کہ "نماز کا وقت آگیا"، بولے کیا یہ نماز نہین ہے؟ وہ قرآن پڑھتے تو ازواج مطہرات نہایت شوق سے سنتین، ایک دن اون کو معلوم ہوا تو بولے کہ اگر مجھے خبر ہوتی تو تم لوگون کو اور بھی شوق دلاتا،[۲]

حضرت ابوموسی اشعریؓ ہی کی خصوصیت نہین، بلکہ خوش الحانی اون کے تمام قبیلہ کا وصف امتیازی تھی، رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے کہ "رات کو جب قبیلہ اشعری کے لوگ آتے ہین تو مین اون کی آواز ہی سے اون کے جاے قیام کو پہچان لیتا ہون"[۳]

حضرت عبدالرحمن بن سائبؓ بھی نہایت خوش الحان تھے، خود اون کا بیان ہے کہ ایک دن میرے پاس حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آئے اور کہا کہ "مین نے سنا ہے کہ تم قرآن نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہو، مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہی کہ قرآن غم کے لئے نازل ہوا ہی، اسلئے جب پڑھو تو روؤ، اور اگر نہین روتے تو رونی صورت بناؤ، اور اوس کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھو"[۴]

[۱] استیعاب تذکرہ عبدالرحمان بن مل، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابوموسی اشعریؓ، [۳] مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الاشعریین، [۴] ابن ماجہ کتاب الصلوۃ باب فی حسن الصوت بالقرآن،

صحابہ کرام تلاوت کی حالت مین قرآن مجید کے ادب و احترام کا نہایت لحاظ رکھتے تھے، حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رض کا بیان ہو کہ مین ہاتھ مین قرآن مجید لئے ہوئے تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص تلاوت فرما رہے تھے، مین نے بدن کھجلایا، تو حضرت سعد رض نے فرمایا "شاید تم نے اپنے شرمگاہ کا مس کیا"، مین نے کہا "ہان" بولے "جاؤ اور وضو کرکے آؤ"[1]،

حضرت عبداللہ بن عمر رض تلاوت فرماتے تھے تو جب تک فارغ نہو جائین کسی سے بات چیت نہین کرتے تھے[2]،

حفظ قرآن | قرآن مجید کی متفرق سورتین اگرچہ تقریبًا تمام صحابہ کو یاد تھین، لیکن ان مین حضرت عبداللہ بن مسعود رض، حضرت ابو ایوب رض، حضرت عبادہ بن الصامت رض، حضرت ابی بن کعب رض حضرت معاذ بن جبل رض، حضرت زید بن ثابت رض، حضرت ابو زید رض، حضرت سالم، حضرت ابوالدرداء رض نے خود رسول اللہ صلعم کی زندگی ہی مین پورا قرآن حفظ کر لیا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رض کو خود بھی اس پر نہایت فخر تھا، ایک بار اونھون نے ایک خطبے مین فخریہ لہجہ مین فرمایا کہ مین نے خود رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک سے کچھ اوپر ستر آیتین یاد کی ہین، تمام اصحاب رسول اللہ جانتے ہین کہ مین اون مین سب سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہون[3]، ایک بار رسول اللہ صلعم نے خود اون سے سورہ نساء پڑھوا کر سُنی، اور جب وہ اس آیت پر پہونچے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدا تو آپ رو پڑے اور فرمایا "بس کرو"[4]،

حضرت ابی بن کعب کی نسبت حضرت عمر رض فرمایا کرتے تھے ابی اقرانا ہم مین قرآن کے

---

[1] موطاء امام مالک کتاب الصلوۃ باب الوضوء من مس الفرج، [2] بخاری کتاب التفسیر باب قولہ نساءکم حرث لکم، [3] بخاری کتاب الواب فضائل القرآن، [4] بخاری کتاب التفسیر باب قولہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید،

سب سے زیادہ قاری ابی ہین[1]، اسی بنا پر جب نماز تراویح باجماعت قایم کی تو حضرت ابی بن کعبؓ کو امام بنایا[2]، اسی فضیلت کی بنا پر حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابوزیدؓ پر اون کے قبیلہ خزرج کو بڑا ناز تھا، ایک بار قبیلہ اوس وخزرج مین مفاخرت ہوئی تو اوس نے کہا کہ ہم مین حنظلہ ابن عامر ہین جن کو فرشتون نے غسل دیا تھا، ہم مین عاصم بن ثابت ہین جن کے جسم کو بھڑون نے کفار کی دستبرد سے محفوظ رکھا تھا، ہم مین سعد بن معاذ ہین جن کی موت پر عرش الٰہی ہل گیا تھا، ہم مین خزیمہ بن ثابت ہین، جن کی شہادت کو رسول اللہ صلعم نے دو شہادتون کے برابر قرار دیا تھا، خزرج بولے ہم مین چار شخص ہین جنھون نے خود عہد نبوت مین قرآن یاد کرلیا تھا، پھر ان بزرگون کے نام لئے[3]

ان بزرگون کے علاوہ اور بہت سے صحابہ تھے جن کو قرآن مجید ازبریاد تھا، ان مین حضرت مجمع بن جاریہ[4]، حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے نام ہم کو معلوم ہین[5]، لیکن جن کے نام معلوم نہین اون کی تعداد ان سے بھی زیادہ ہے، جنگ یمامہ مین بکثرت حفاظ شریک ہوئے تھے، چنانچہ انھی لوگون کے شہید ہونے پر حضرت عمرؓ کو جمع قرآن کا خیال پیدا ہوا، اور اونھون نے حضرت ابوبکرؓ کو اس پر آمادہ کیا[6]،

ان لوگون کی نسبت حافظ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین،

ان کثیرا ممن قتل فی وقعة الیمامة کان	بہت سے لوگ جو جنگ یمامہ مین شہید ہوئے اونھون نے
قد حفظ القرآن،	قرآن کو حفظ کرلیا تھا،

[1] بخاری کتاب ابواب فضائل القرآن، [2] بخاری باب فضل من قام رمضان، [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت ابوزید، [4] اسد الغابہ تذکرہ حضرت مجمع بن جاریہؓ، [5] اسد الغابہ تذکرہ حضرت قیس بن سکن، [6] بخاری کتاب فضائل القرآن،

تسبیح و تہلیل تسبیح و تہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامت ہی، اسلئے صحابہ اکثر تسبیح و تہلیل کیا کرتے تھے، جب جہاد مین روانہ ہوتے تو تمام پہاڑیان اون کے غلغلہ تسبیح و تہلیل سے گونج اوٹھتی تھین، اوس وقت اگرچہ عقیق اور کہربا کی تسبیح موجود نہ تھی تاہم سنگریزے اور کھجور کی گٹھلیون کی کمی نہ تھی، جن صحابہ نے خاص طور پر تسبیح و تہلیل کا التزام کرلیا تھا وہ انھین سے تسبیح کا کام لیتے تھے، ایک بار آپ نے ایک صحابیہ کو دیکھا کہ سامنے کنکری یا گٹھلی رکھکر تسبیح پڑھ رہی ہین، فرمایا اس کی کیا ضرورت ہی؟ مین اس سے آسان تدبیر بتا دیتا ہون، اِس کے بعد ایک دعا بتادی[1]،

حضرت ابوہریرہؓ ہمیشہ تسبیح و تہلیل مین مصروف رہتے تھے، اِس غرض سے ایک تھیلی بنا رکھی تھی جس مین کنکریان اور گٹھلیان بھری رہتی تھین، جن پر وہ تسبیح پڑھتے تھے، جب تھیلی خالی ہوجاتی تو لونڈی کو حکم دیدیتے تھے وہ پھر بھر دیتی تھی[2]،

ذکر آلہی، ذکر آلہی صحابہ کرام کا محبوب ترین مشغلہ تھا، خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین صحابہ کرام کے اِس وصف کو نمایان کیا ہی والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات ایک دن حضرت امیر معاویہؓ مسجد مین آئے تو دیکھا کہ صحابہ کرام کا حلقہ ذکر قایم ہے، بولے کیون بیٹھے ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا کہ "ذکر آلہی کرتے ہین" پھر فرمایا کہ صرف اسلئے بیٹھے ہو؟ جواب ملا "ہان صرف اسلئے" فرمایا "ایک بار اسی طرح رسول اللہ صلعم نے صحابہ کا حلقہ ذکر دیکھا تو اسی طرح سوال کیا اور فرمایا کہ "میرے پاس جبرئیل آئے اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ذریعہ سے فرشتون پر فخر کرتا ہی[3]،

---

[1] ابو داود ابواب تفریع شہر رمضان باب التسبیح بالحصی، [2] ابو داود کتاب النکاح باب ما یکرہ من ذکر الرجل ما یکون من اصابتہ اہلہ،
[3] نسائی ابواب الدعوات باب ما جاء فی القوم یجلسون فیذکرون اللہ ما لہم من الفضل و مسلم،

صحابہ کرام جب نماز سے فارغ ہوتے تو نہایت بلند آہنگی سے ذکر الٰہی کرتے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہین کہ جب مین یہ غلغلہ سنتا تو سمجھ جاتا کہ صحابہ نماز پڑھ کر واپس آتے ہین[۱]،

خوف قیامت، صحابہ کرام کے دلون مین قیامت کا خوف اسقدر سما گیا تھا کہ اوس کے ڈر سے ہر وقت کانپتے رہتے تھے، ایک بار دفعۃً اندھیرا ہوگیا، ایک صاحب نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کیا عہد نبوت مین بھی ایسا ہوتا تھا؟ بولے "معاذ اللہ اگر ہوا بھی تیز ہو جاتی تھی تو ہم سب قیامت کے ڈر سے مسجد کی طرف بھاگ دوڑتے تھے[۲]،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اسقدر قیامت کا خوف تھا کہ فرماتے تھے کہ "کاش مین مرنے کے بعد دوبارہ نہ اوٹھایا جاتا[۳]،

یہ خوف قیامت ہی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام پر وقایع اخروی کے ذکر سے رقت طاری ہو ہو جاتی تھی، بیہوش ہو ہو جاتے تھے، گر گر پڑتے تھے، ایک بار دو صحابیون مین وراثت کے متعلق نزاع پیدا ہوئی، گواہ کسی کے پاس نہ تھا، دونون صاحب رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا "مین ایک آدمی ہون، ممکن ہے کہ تم مین کوئی نہایت چرب زبان اور طرار ہو، اور مین اوس کے موافق فیصلہ کردون، لیکن اگر یہ اوس کا حق نہین ہے تو اوس کو یقین کرنا چاہیئے کہ مین نے اوس کے گلے مین آگ کا ایک طوق لٹکا دیا ہے" دونون بزرگ آخرت کے خوف سے رونے لگے اور ہر ایک نے اپنا حصہ دوسرے کو دینا چاہا[۴]،

جب یہ آیت نازل ہوئی،

---

[۱] مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ، [۲] ابوداود کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ عند الظلمہ، [۳] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، [۴] ابوداود کتاب الاقضیہ باب فی قضاء القاضی اذا اخطاء،

یاایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شئ عظیم، لوگو اپنے خدا سے ڈرو کیونکہ قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے،

تو آپ نے صحابہ کی طرف خطاب کرکے فرمایا "جانتے ہو وہ کون سا دن ہے؟ یہ وہ دن ہے جب خدا آدم سے کہیگا کہ "آگ کی فوج بھیجو" وہ کہین گے، خداوندا آگ کی فوج کون ہی؟ خدا کہیگا، "ہزار مین نو سو ننانوے جہنم مین جھونکے جائین گے اور جنت مین صرف ایک"، تمام صحابہ یہ سنکر بے اختیار رو پڑے[1]،

ایک بار حضرت شفیا الاصبحی مدینہ مین آے، دیکھا کہ ایک بزرگ کے سامنے بھیڑ لگی ہوئی ہے، پوچھا یہ کون ہین؟ لوگون نے کہا "ابوہریرہ" پاس آئے اور اونکو ایک گوشہ مین لیجا کر کہا کہ "رسول اللہ صلعم کی کوئی حدیث بیان فرمائیے"، فرمایا "بیان کرتا ہون"، یہ کہکر چیخے اور بیہوش ہوگئے، افاقہ ہوا تو کہا "ایک حدیث بیان کرتا ہون جو اس گھر مین آپ نے مجھی سے بیان فرمائی تھی" پھر چلاے اور غشی طاری ہوگئی، ہوش آیا تو مونھ پونچھا اور پھر یہی الفاظ فرمائے، پھر چلاے اور زمین پر گرنے لگے، شفیا نے فوراً تھام لیا، ہوش آیا تو فرمایا کہ "قیامت کے دن خدا بندون کے فیصلہ کے لئے اوترے گا تو پہلے تین شخص طلب کیے جائین گے، ایک قاری، ایک دولتمند، ایک مجاہد، خدا قاری سے پوچھے گا، کیا ہم نے تجھکو قرآن کی تعلیم نہین دی؟ اس پر تونے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ "مین نے رات دن اوس کی تلاوت کی"، خدا کہے گا "جھوٹ بکتے ہو تم نے یہ سب اسلئے کیا ہی کہ لوگ تم کو قاری کا خطاب دین"، دولتمند سے

[1] ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورہ حج و بخاری کتاب التفسیر،

سوال ہوگا تو وہ کہے گا کہ "مین نے صلہ رحمی کی، اور صدقہ دیا" خدا کہے گا "یہ جھوٹ ہی، تم نے یہ سب کچھ صرف اسلیئے کیا کہ لوگ تم کو فیاض کہین" مجاہد سے پوچھا جائیگا تو وہ کہے گا کہ "تو نے مجھکو جہاد کا حکم دیا مین لڑا اور شہید ہوا" خدا فرمائیگا "یہ تو غلط ہی، تمھارا صرف یہ مقصد تھا کہ لوگ تم کو بہادر کہین" یہ بیان کر کے رسول اللہ صلعم نے میرے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ "سب سے پہلے انھین پر جہنم کی آگ بھڑکے گی"، شقیا نے مدینہ سے آکر حضرت امیر معاویہؓ سے یہ حدیث بیان کی تو وہ روتے روتے قریب بہلاکت ہو گئے،

صحابہ کرام کو ہر قسم کی دنیوی تکلیفین قبول تھین، دنیوی مال و متاع کا قربان کر دینا منظور تھا، لیکن عذاب اُخروی گوارا نہ تھا، ایک بار رسول اللہ صلعم نے ایک صحابی کی عیادت کی دیکھا کہ سوکھ کے قاق ہو گئے ہین، فرمایا "کیا تم صحت کی دعا نہین کرتے تھے"، بولے "مین یہ دعا کرتا تھا کہ اے خدا اگر تو مجھے عذاب اُخروی دینا چاہتا ہے تو دنیا ہی مین دیدے"[۲]،

جب حضرت عمرؓ زخمی ہوے تو حضرت ابن عباسؓ آے اور کہا کہ "گھبرانے کی کوئی بات نہین، آپ نے رسول اللہ صلعم کی حسن رفاقت کا حق ادا کیا، اور وہ آپ سے راضی گئے، پھر ابو بکرؓ کی حُسن رفاقت کا حق ادا کیا اور وہ آپ سے راضی گئے، پھر اون کے اصحاب کی حُسن رفاقت کا حق ادا کیا، اور اگر آپ ان کو داغ جدائی دیکر گئے تو وہ آپ سے راضی رہین گے"، بولے "رسول اللہ صلعم اور ابو بکرؓ کی حُسن رفاقت اور اون کی رضامندی تو ایک احسان الٰہی تھا، یہ گھبراہٹ صرف تمھارے اور تمھارے اصحاب کے لیئے ہی، خدا کی قسم اگر زمین کی

---

[۱] ترمذی ابواب الزہد، مسلم مین بھی یہ واقعہ کسی قدر تغیر و اختصار کے ساتھ موجود ہی، [۲] ترمذی ابواب الدعوات باب اجارنی عقد التسبیح بالید،

سطح پر سونا بکھیر دیا جائے تو مین اوس کو دے کر عذاب آلہی سے بچنے کو ترجیح دون گا[۱]، شدت خوف قیامت سے اون کو یہی غنیمت معلوم ہوتا تھا کہ وہ اگر جنت مین داخل نہین ہو سکتے تو کم از کم عذاب دوزخ سے تو بچ جائین، ایک بار اونھون نے ایک صحابی سے کہا "تمھین یہ پسند ہی کہ ہم جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ اسلام لائے، ہجرت کی، جہاد کیا، اور بہت سے اعمال نیک کئے تو اس کے بدلے مین دوزخ سے بچ جائین اور عذاب ثواب برابر سرابر ہو جائین"؟ بولے "خدا کی قسم نہین، ہم نے آپ کے بعد بھی روزہ رکھا، نماز پڑھی، بہت سے نیک کام کئے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لائے، ہم کو ان اعمال سے بڑی بڑی توقعات ہین"، حضرت عمرؓ نے فرمایا "اوس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہی، مجھے تو یہی غنیمت معلوم ہوتا ہی کہ ہم عذاب سے بچ جائین اور نیکی و بدی برابر سرابر ہو جائے[۲]"،

خوف عذاب قبر، قبر سفر آخرت کی پہلی منزل ہی، اسلئے صحابہ کرام اس منزل کو نہایت کٹھن سمجھتے تھے، اور اوس کے دشوار گذار اور پر خطر راستون سے ہمیشہ لرزتے رہتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلعم نے قبر کی آزمایش اور امتحان پر خطبہ دیا، صحابہ کرام چیخ اوٹھے[۳]، حضرت عمرو بن العاصؓ کا انتقال ہونے لگا، تو وصیت کی کہ مجھکو دفن کرنا تو تھوڑی سی خاک ڈالنا، پھر قبر کے پاس اتنی دیر تک کھڑے رہنا کہ اونٹ ذبح کر دئے جائین، اور اون کا گوشت تقسیم ہو جائے، تاکہ تمھارے ساتھ انس قایم رہے اور اتنی دیر مین خدا کے قاصدون (منکر نکیر) کا جواب سوچ لون[۴]،

[۱] بخاری کتاب المناقب فضائل عمرؓ، [۲] بخاری باب ایام الجاہلیۃ، [۳] نسائی کتاب الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر، [۴] مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یہدم ماقبلہ و مابعدہ و کذالحج والہجرۃ،

گریہ وبکا، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے دلون کو موم کی طرح گداز کردیا تھا، اسلئے جب رسول اللہ صلعم کے خطبات ومواعظ سنتے، قرآن مجید پڑھتے، یا خشیت آلہی کا موقعہ آتا تو اون پر رقت طاری ہوجاتی تھی، اور آنکھون سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے تھے،

ایک بار آپ نے خطبہ دیا جس مین فرمایا کہ "جو کچھ مین جانتا ہون اگر تم جانتے تو ہنستے کم اور روتے بہت"، تمام صحابہ بے اختیار موںھ ڈھانک ڈھانک کر رونے لگے،[۱]

ایک بار رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "اگر کسی کے دل مین رائی برابر بھی غرور ہوگا تو وہ مرنے کے بعد دوزخ مین داخل ہوگا"، حضرت عبداللہ بن قیس انصاریؓ یہ سُنکر رو پڑے، آپ نے فرمایا کیون روتے ہو؟ بولے "آپ کا ارشاد سنکر"، فرمایا تمھین خوشخبری ہو کہ تم جنتی ہو،[۲]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب قرآن مجید کی یہ آیت

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ، — کیا اون لوگون کے لئے جو ایمان لائے وہ وقت نہین آیا کہ خدا کے ذکر پر اون کے دل مین خشوع پیدا ہو،

پڑھتے تھے تو بے اختیار رو پڑتے تھے اور دیر تک روتے رہتے تھے،[۳]

ایک بار اونھون نے عبید بن عمر کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا،

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید، — اوس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائین گے،

تو اِس قدر روئے کہ ڈاڑھی اور گریبان دونون تر ہوگئے،[۴]

حضرت سہیل بن عمرؓ پر قرآن مجید کا اثر اِس شدت کے ساتھ پڑتا تھا، کہ جب قرآن

---

[۱] بخاری کتاب التفسیر باب لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوءکم، [۲] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن قیس انصاری،
[۳] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، [۴] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ،

پڑہتے تھے تو اون پر گریہ طاری ہو جاتا تھا[1]،

تمام صحابہ مین حضرت ابوبکرؓ نہایت رقیق القلب تھے، وہ قرآن مجید نہایت موثر لہجے مین پڑہتے تھے اور اون پر اس قدر اثر پڑتا تھا کہ جب تلاوت فرماتے تھے تو رونے لگتے تھے[2]،

ایک بار حضرت عکرمہ نے حضرت اسمارؓ سے پوچھا کہ صحابہ پر خوف الٰہی سے کبھی غشی بھی طاری ہوتی تھی؟ بولین" نہین، وہ صرف روتے تھے[3]"،

الحب فی اللہ،

اسلام ایک رشتۂ محبت تھا جو صحابہ کرام کو دور دور سے کھینچ کر لاتا تھا، اور ایک دائمی محبت کے سلسلہ مین منسلک کر دیتا تھا، مہاجرین و انصار مین باہم کسی قسم کا تعلق نہ تھا، دونون کا خاندان الگ تھا، سلسلۂ نسب الگ تھا، طرز معاشرت الگ تھا، لیکن یہ صرف اسلام کا تعلق تھا جس نے دونون گروہ کو اس قدر متحد کر دیا کہ دونون بھائی بھائی ہوگئے، اور ایک دوسرے کا مال مین، جائداد مین، وراثت مین شریک ہو گیا، اسی کا نام حب فی اللہ ہے، اور صحابہ کرام کا ہر فرد اسی محبت کے نشہ مین چور تھا، ایک صحابی رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا کہ" میرے دو بھائی تھے ایک سے صرف خدا کے لئے محبت اور دوسرے سے صرف خدا کے لئے بغض رکھتا تھا[4]"،

حضرت مجاہد کا بیان ہی کہ" ایک صحابی نے میرا شانہ ہلا کر کہا کہ مین تم سے محبت رکھتا ہون" اونھون نے کہا کہ" جس ذات (خدا) کے لئے تم مجھ سے محبت رکھتے ہو مین بھی اوسی ذات کے لئے تم سے محبت رکھتا ہون[5]،

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سہیل بن عمرؓ، [2] بخاری کتاب الصلوۃ باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسمارؓ، [4] اسد الغابہ تذکرہ حضرت خالد الاجدب حارثی، [5] ادب المفرد باب اذا احب الرجل اخاہ فلیعلمہ،

یہ حب فی اللہ ہی کا نتیجہ تھا، کہ جو لوگ کوئی نیک کام کرتے تھے، صحابہ کرام کو اون سے محبت ہوجاتی تھی، ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر ہوا، تو بولے "تم نے ایسے آدمی کا ذکر کیا کہ جب سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو، اور اون مین سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود کا نام لیا، اوسی دن سے مین برابر اون کو محبوب رکھتا ہون[۱]،

ایک بار قبیلہ بنو تمیم کا صدقہ آیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ میری قوم کا صدقہ ہی اور یہ لوگ دجال کے مقابلہ مین سب سے قوی تر ہین"، حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے، کہ "عرب کے قبائل مین کوئی قبیلہ مجھے اس قبیلہ سے زیادہ مبغوض نہ تھا، لیکن جب سے مین نے رسول اللہ صلعم سے اوسکی نسبت یہ کلمات سنے وہ مجھے محبوب ہوگیا[۲]"،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے غلام جب کوئی اچھا کام کرتے تو وہ خوش ہوکر انکو آزاد کردیتے، یہ حال دیکھکر چند غلامون نے مسجد مین رہنا اور عبادت کرنا اختیار کیا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ عبادت گزاری دیکھی تو اون کو آزاد کردیا، اون کے احباب نے کہا کہ "یہ آپ کو دھوکا دیتے ہین" بولے خدا کے ذریعہ سے جو لوگ ہم کو دھوکا دیتے ہین ہم اون کے دھوکے مین آجاتے ہین[۳]،

البغض فی اللہ | صحابہ کرام ہمہ تن محبت تھے اسلئے اون کے نزدیک بغض سے زیادہ کوئی چیز مبغوض نہ تھی، تاہم خدا کے عشق مین اونھون نے دوسرون کی محبت کو بھلا دیا تھا، وہ اگر محبت کرتے تھے تو خدا ہی کے لئے اور بغض رکھتے تھے تو خدا ہی کے لئے،

[۱] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۹۱، [۲] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۹۰، [۳] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ،

بیٹا ہر شخص کو محبوب ہوتا ہی لیکن اگر وہ خدا سے محبت نہین رکھتا تو اوس سے کوئی عاشق خدا محبت نہین کہہ سکتا، حضرت عبد الرحمانؓ اسلام نہین لاتے تھے، اسلئے حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھالی تھی کہ اون کو وراثت نہ دونگا، چنانچہ جب وہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلعم کے حکم سے اون کا حصہ دیا،[1]

بی بی سب کو فطرةً محبوب ہی، لیکن خدا اور رسول کی محبت نے صحابہ کے لئے ایسی محبوب چیز کو بھی مبغوض بنا دیا تھا، ایک صحابی کی بی بی (ام ولد) رسول اللہ صلعم کو برا بھلا کہا کرتی تھی، اوس کے ساتھ اون کے تعلقات جس قسم کے تھے اون کو خود اونھون نے بیان لیاہی،

لی منہا ابنان مثل اللولوتین — اوس سے میرے دو بچے موتی کی طرح تھے، اور وہ

وکانت بی رفیقة، — میری ہمدم تھی،

لیکن ایک بار رات کو وہ رسول اللہ صلعم کو برا بھلا کہہ رہی تھی اونھون نے سن لیا، اور دفعةً تمام تعلقات کو بھول گئے کلہاڑی اوٹھائی اور اوس کا پیٹ چاک کر دیا، لڑکا گود سے اوس کے سامنے گر پڑا اور خون مین لتھڑ گیا،[2]

اعزہ و احباب سے کس کو محبت نہین ہوتی، لیکن صحابہ کرام نے خدا کے لئے ان سب کی محبت کو خیر باد کہدیا تھا، اساری بدر گرفتار ہو کر آئے تو حضرت ابو بکرؓ نے فدیہ لیکر رہا کرنے کا مشورہ دیا، لیکن حضرت عمرؓ نے کہا کہ "ہر شخص اپنے اپنے عزیز کو قتل کرے، علیؓ عقیل کی اور مین اپنے ایک عزیز کی گردن اوڑا دون، کیونکہ یہ لوگ ائمة الکفر ہین"،[3]

[1] ابو داود کتاب الفرائض باب نسخ میراث العقد بمیراث الرحم، [2] ابو داود کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلعم، [3] مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکة فی غزوة بدر واباحة الغنائم،

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا ایک دوست شام مین رہتا تھا، باہم اسقدر تعلقات تھے، کہ ہمیشہ خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا، لیکن ایک بار اوس نے مسئلہ تقدیر پر کسی سے گفتگو کی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو معلوم ہوا تو اوس کو لکھ بھیجا کہ "اب خط وکتابت کا سلسلہ بند کر دیجئے، کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین کچھ لوگ پیدا ہو جائینگے جو تقدیر کا انکار کرینگے[1]"،

صحابہ کرام سے زیادہ منت پذیر کون ہو سکتا تھا، لیکن خدا کا احسان دنیوی احسانات سے بالاتر تھا، اسلئے وہ دنیوی احسانات کو خدا کے لئے بھول جاتے تھے، حضرت محیصہؓ ایک یہودی کے مقروض اور گرانبار احسان تھے، لیکن ایک بار جوش اسلام مین اوس کو قتل کر ڈالا[2]،

حضرت ابن مکتومؓ ایک یہودیہ کے مہمان ہوئے، وہ اگرچہ اون کی خاطر مدارات مین کوئی کمی نہین کرتی تھی، لیکن خدا اور خدا کے رسول کو برا بھلا کہتی تھی اون سے یہ ضبط نہو سکا اور اوس کو قتل کر ڈالا[3]،

مقامات مقدسہ کی زیارت، خانہ کعبہ کی طرح صحابہ کرام اور دوسرے مقامات مقدسہ کی زیارت سے بھی شرف اندوز ہوتے تھے،

ایک بار ایک خاتون بیمار ہوئین، اور نذر مانی کہ اگر خدا شفا دے گا، تو بیت المقدس مین جا کر نماز پڑھونگی، صحت یاب ہوئین تو سامان سفر کیا، رخصت ہونے کے لئے حضرت میمونہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئین، اونھون نے کہا کہ "مسجد نبوی ہی مین نماز پڑھ لو، آپ نے

[1] ابوداود کتاب الاعتصام بالسنۃ باب فی لزوم السنۃ، [2] ابوداود کتاب الخراج والامارۃ باب کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابن ام مکتومؓ،

فرمایا ہے کہ میری مسجد کی ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار ون نماز ون سے بہتر ہے[۱]،

حضرت ابوجمعہ انصاریؓ بیت المقدس مین آئے اور وہان نماز ادا کی، چلنے لگے تو لوگ پہنچانے آئے، بولے مجھپر تمھارا حق ہے، اِس کے بدلے مین ایک حدیث بیان کرتا ہون[۲]، کوہ طور تجلی گاہ نور الٰہی تھا، اسلئے حضرت ابو ہریرہؓ وہان گئے اور اوس پر نماز پڑھی پلٹے تو حضرت ابو بصرہؓ سے ملاقات ہوگئی، اونھون نے کہا کہ "اگر مین پہلے ملا ہوتا تو تم وہان نہ جانے پاتے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مسجد نبوی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے سوا شد رحال نہین کیا جا سکتا[۳]،

رسول اللہ صلعم ہر سنیچر کو معمولاً پا پیادہ قبا مین تشریف لیجایا کرتے تھے، حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے بھی یہی التزام کر لیا تھا[۴]، ایک دن حضرت عبد اللہ بن قیس بن مخرمہؓ مسجد قبا کے پاس سے خچر پر سوار ہو کر نکلے، دیکھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی جا رہے ہین، ادب سے کہا کہ "چچا جان اسپر سوار ہو لیجئے"، بولے "اگر سواری مقصود ہوتی تو اوس کی کیا کمی تھی؟ رسول اللہ صلعم اِس مسجد مین پا پیادہ آیا کرتے تھے، اسلئے مین بھی پا پیادہ آیا ہون[۵]"،

ایک صحابیہ نے مسجد قبا تک پا پیادہ جانے کی نذر مانی تھی، ابھی نذر پوری کرنے بھی نہ پائی تھین کہ انتقال ہو گیا، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فتویٰ دیا کہ اون کی صاحبزادی نذر پوری کرین[۶]،

فرائض مذہبی کے ادا کرنے مین جسمانی تکلیفین اوٹھانا،

ہم کو ہر قسم کی آسانیان حاصل ہین، تاہم مذہبی فرائض

[۱] مسلم باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینہ و مکہ، [۲] اصابہ تذکرہ حضرت ابوجمعہ انصاریؓ، [۳] مسند ابوداود طیالسی صفحہ ۱۹۲، مسند ابو بصرہ غفاریؓ، [۴] مسلم باب فضل مسجد قبا، [۵] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۱۹، [۶] موطاے امام محمد باب الرجل یحلف بالمشی الی بیت اللہ،

واعمال ادا نہین کرتے لیکن صحابہ کرام ہر قسم کی تکلیفین برداشت کرتے تھے اور فرائض اسلام کو بخوشی ادا کرتے تھے، حضرت علیؓ کو پیشاب کے بعد اکثر مذی کے قطرے آجایا کرتے تھے، اسلیے وہ عموماً نہاتے رہتے تھے، جب بار بار کے نہانے سے اون کی پیٹھ پھٹ پھٹ گئی تو اونھون نے رسول اللہ صلعم سے اسکا ذکر کیا، آپ نے فرمایا کہ "اسکے لیے وضو، کافی ہے[1]"،

رسول اللہ صلعم ظہر کی نماز ٹھیک تپتی ہوئی دوپہر مین پڑھتے تھے، عرب کی پتھریلی زمین اور غیر مسقف مسجد کی وجہ سے زمین اسقدر گرم ہو جاتی تھی کہ صحابہ کرام ہاتھ مین کنکری اوٹھاکر اوس کو ٹھنڈا کرتے تھے، پھر سامنے رکھکر اوسپر سجدہ کرتے تھے، حضرت زید بن ثابت رضؓ فرماتے ہین کہ

لم یکن یصلی صلوۃ اشد علی اصحاب رسول اللہ صلعم منھا[2] — آپ کی کوئی نماز صحابہ پر ظہر سے زیادہ شاق اور سخت نہ تھی،

ایک بار سورج مین گہن لگا، تو رسول اللہ صلعم نے نماز کسوف پڑھائی اور قیام وقعود اور رکوع وسجود مین اسقدر دیر لگائی، کہ بہت سے صحابہ بیہوش ہوگئے، اور اون پر پانی کی مشکین ڈہالی گئین[3]،

حضرت حمنہ بنت جحشؓ ایک صحابیہ تھین، اونکا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھین، جب تھک جاتی تھین تو ستون مسجد مین ایک رسی باندھ رکھی تھی اوس سے لٹک جاتی تھین، رسول اللہ صلعم نے اس رسی کو دیکھا تو فرمایا "اون کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہیے جو

---

[1] ابوداود کتاب الاکراہ باب فی المذی، [2] ابوداود کتاب الصلوۃ باب وقت صلوۃ الظہر، [3] ابوداود کتاب الصلوۃ باب وقت العصر [4] ابوداود کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الکسوف وبخاری کتاب العلم،

ایک روز سخت دھوپ مین حضرت جابرؓ پا پیادہ اپنے خچر کو ہانکتے ہوئے جا رہے تھے، راستے مین فوج سے ملاقات ہوگئی تو اوس کے سپہ سالار نے کہا "خدا نے آپ کو سواری دی ہی پھر سوار کیون نہین ہو لیتے؟ بولے مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہی کہ جس شخص کے پانون خدا کی راہ مین غبار آلود ہو جائین، اللہ تعالیٰ اوس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے، یہ سنکر تمام فوج گھوڑے سے اوتر گئی[1]،

پابندی نذر و قسم، ہم لوگ ہر وقت قسمین کھایا کرتے ہین اور ہم کو محسوس نہین ہوتا، کہ یہ کس قدر ذمہ داری کا کام ہی، لیکن صحابہ کرام بہت کم قسم کھاتے تھے، اور جس بات پر قسم کھا لیتے تھے، اوس کو پورا کرتے تھے، ایک بار حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہوگئین اور قسم کھائی کہ اب اون سے بات چیت نہ کرینگی، لیکن جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے معافی مانگی اور دوسرے صحابہ نے بھی اون کی سفارش کی تو رو کر کہنے لگین،

انی نذرت والنذر شدید   مین نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ نہایت سخت ہی،

بالآخر اصرار و سفارش سے معاف کر دیا اور کفارہ قسم مین ۴۰ غلام آزاد کئے[2]،

حضرت عمرؓ خلافت کے کاروبار مین مشغول رہتے تھے، اسلئے اپنے دربان کو حکم دیا تھا، کہ اگر وہ کوئی قسم کھالین اور مصروفیت کی وجہ سے اوس کو پورا نہ کر سکین تو وہ اون کی طرف سے دس فقیر کو گیہون دیدے[3]،

حضرت کردمؓ نے مقام بوانہ مین پچاس بکریون کے ذبح کرنے کی نذر مانی تھی رسول اللہ صلعم سے

[1] مسند ابوداود طیالسی صفحہ ۲۴۴، الافراد عن جابر، [2] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ، [3] موطائے امام محمدؒ کتاب الایمان والنذور وادنی مایجزی فی کفارۃ الیمین،

اون کی طاقت مین ہو، اگر تھک جائین تو بیٹھ جانا چاہئے" چنانچہ وہ رسی کھلواکر پھکوادی،[1]

شوق حصول ثواب، صحابہ کرام کے تمام اعمال کا محور صرف ثواب آخرت تھا، اسی کے لئے وہ طرح طرح کی تکلیفین اوٹھاتے تھے، اور اسی پر اونھون نے اپنے تمام عیش و آرام کو قربان کردیا تھا، ایک صحابی کا گھر مسجد سے بہت دور تھا، لیکن اون کی کوئی جماعت قضا نہین ہوتی تھی، ایک صحابی نے اون سے کہا کہ "کاش آپ ایک گدھا خرید لیتے جس پر دن کی دھوپ اور رات کی اندھیری مین سوار ہوکر شریک نماز ہوتے" اونھون نے جواب دیا کہ "مین سرے سے یہی نہین پسند کرتا کہ میرا گھر مسجد کے پہلو مین ہو" رسول اللہ صلعم کے سامنے اِس کا تذکرہ آیا تو آپ نے وجہ پوچھی، بولے کہ "میرا مقصد یہ ہو کہ میری طویل آمد و رفت داخل حسنات ہو" آپ نے یہ سنکر فرمایا "خدا نے تم کو یہ سب دیدیا"[2]

آپ نے فرمایا تھا، کہ "مسجد کی طرف جو قدم اوٹھتا ہی، اوس پر ثواب ملتا ہی" اسلئے صحابہ نماز کو آتے تھے تو قدم قریب قریب رکھتے تھے کہ نقش قدم کی تعداد بڑھ جاے اور اوس پر ثواب ملے،[3]

حضرت مالک بن عبد اللہؓ نے حضرت حبیب بن مسلمہؓ کو دیکھا کہ گھوڑا ساتھ ہی اور خود پا پیادہ جارہے ہین، بولے "جب خدا نے سواری دی ہے تو سوار کیون نہین ہو لیتے؟" بولے "رسول اللہ صلعم نے فرمایاہے کہ خدا کی راہ مین جس شخص کے پانون غبار آلود ہوجائین، خدا اوس کو آگ پر حرام کر دیتا ہی"[4] یعنی پیدل اسلئے چلتا ہون کہ پانون مین مٹی لگ جائے، تاکہ اِس بشارت سے مجھکو بھی حصہ ملے،

---

[1] ابوداود کتاب الصلوة باب النعاس فی الصلوة، [2] ابوداود کتاب الصلوة باب ماجار فی فضل المشی الی الصلوة، [3] نسائی کتاب الامامة باب المحافظة علی الصلوة حیث ینادی بہن، [4] مسند دارمی کتاب الجہاد باب فی فضل الغبار فی سبیل اللہ،

اوس کے ایفا کی اجازت مانگی، تو آپ نے فرمایا کہ "وہان کوئی بت تو نصب نہین ہی"، بولے "نہین" آپ نے نذر کے پورا کرنے کی اجازت دی، اونھون نے بکریان جمع کین اور اون کو ایک ایک کرکے ذبح کرنے لگے، سو را تفاق سے ایک بکری بھاگ گئی، وہ اوس کی جستجو مین نکلے تو یہ کہتے جاتے تھے کہ "خداوندا میری نذر پوری کر" چنانچہ جب اوس بکری کو پکڑ کر ذبح کرلیا تو اون کو تسکین ہوئی،[۱]

اسلام نے اگرچہ رہبانیت کو ناجائز قرار دیا ہی، تاہم بعض صحابہ ناواقفیت کی وجہ سے نہایت تکلیف دہ نذرین مانتے تھے اور اون کو پورا کرتے تھے، ایک بوڑھے صحابی نے پاپیادہ حج کرنے کی نذر مانی اور اوسکو پورا کیا، لیکن رسول اللہ صلعم نے اون کو منع فرمایا، ایک اور صحابیہ نے بھی اسی قسم کی نذر مانی، لیکن رسول اللہ صلعم نے اس کی اجازت نہین دی،[۲] ایک بار رسول اللہ صلعم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہے، دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اوس نے یہ نذر مانی ہی کہ نہ بیٹھے گا نہ سائے مین کھڑا ہوگا، نہ کسی سے بولے گا اور روزہ رکھے گا، آپ نے فرمایا کہ اوس سے کہدو کہ یہ سب چھوڑ دے اور صرف روزے رکھے،[۳]

---

[۱] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت میمونہ بنت کردمؓ، [۲] بخاری کتاب الحج باب من نذر المشی الی الکعبۃ،
[۳] بخاری کتاب النذور باب النذر فیما لا یملک،

تبجیل الرسول

برکت اندوزی، صحابہ کرام ہمیشہ رسول اللہ صلعم کی ذات سے برکت اندوز ہوتے رہتے تھے جو بچہ پیدا ہوتا، صحابیات سب سے پہلے اوس کو آپ کی خدمت مین حاضر کرتین، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، آپنے مونھ مین کھجور ڈال کے اوس کے مونھ مین ڈالتے اور اوس کے لئے برکت کی دعا فرماتے،[1]

زہرہ بن معبدؓ ایک صحابی تھے، بچپن ہی مین اون کی والدہ اون کو آپ کی خدمت مین لائین، اور کہا کہ اس سے بیعت لیجئے، آپ نے فرمایا کہ ابھی بچہ ہی، یہ کہکر اوس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی، چنانچہ جب اون کو لیکر اون کے دادا خرید و فروخت کے لئے بازار جاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابن زبیرؓ سے ملاقات ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ ہم کو بھی شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ صلعم نے تم کو برکت کی دعا دی ہی،[2]

جاڑون کے دن ہوتے صحابہ کرام کے ملازم صبح کی ٹھنڈ مین سرد پانی لاتے آپ اوس مین دست مبارک ڈالدیتے وہ متبرک ہوجاتا،[3]

صحابہ کرام کا عام معمول تھا کہ جب پھل پختہ ہوتے تو پہلا پھل آپ کی خدمت مین

---

[1] مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبیؐ من الناس و تبرکہم بہ، [2] بخاری باب الشرکۃ فی الطعام، [3] مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبیؐ من الناس و تبرکہم بہ،

پیش کرتے آپ برکت کی دعا فرماتے اور سب سے چھوٹا بچہ جو موجود ہوتا اوس کو دیدیتے[1] آپ کے وضو کا بچا کھچا پانی صحابہ کے لئے آب حیات تھا، جس پر وہ جان دیتے تھے، ایک بار حضرت بلالؓ نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو تمام صحابہ نے اوس کو جھپٹ لیا[2]،

ایک دن آپ نے وضو کیا پانی بچ گیا تو تمام صحابہ نے اوس کو لے کر جسم پر مل لیا[3]، ایک بار آپ سر منڈوا رہے تھے، صحابہ کرام نے آپ کو گھیر لیا، حجام سر مونڈتا جاتا تھا اور صحابہ اوپر ہی اوپر سے بالون کو اوچک لیتے تھے[4]،

آپ جس چیز پر دست مبارک پھیر دیتے تھے، صحابہ کرام بطور متبرک یادگار کے اوس کو محفوظ رکھتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو مخدورہؓ کی پیشانی پر ہاتھ پھیر دیا، اس کے بعد اونھون نے عمر بھر سر کے آگے کے بال نہین کٹوائے[5]،

آپ جب صحابہ کرام کے مکان پر تشریف لاتے تو وہ آپ سے برکت حاصل کرنے کی درخواست کرتے، ایک بار آپ ایک صحابی کے مکان پر تشریف لائے، اونھون نے دعوت کی، جب چلنے لگے، تو گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض کی کہ "میرے لئے دعا فرمائیے" آپ نے دعائے برکت و دعائے مغفرت فرمائی[6]،

ایک بار آپ حضرت سعدؓ کے گھر تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا، اونھون نے آہستہ سے جواب دیا، اون کے صاحبزادے نے کہا کہ "رسول اللہ صلعم کو اذن

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب اذا اتی باول الثمرہ، [2] نسائی کتاب الطہارۃ باب الانتفاع بفضل الوضوء و بخاری کتاب الصلوٰۃ
[3] بخاری کتاب الوضوء باب استعمال فضل وضوء الناس، [4] مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی علیہ السلام و تبرکھم بہ،
[5] ابوداود کتاب الصلوٰۃ ابواب الاذان، [6] ابوداود کتاب الاشربہ باب فی النفخ فی الشراب،

نہین دیتے،" بولے "چپ رہو مقصد یہ ہی کہ آپ ہم پر بار بار سلام کرین،" آپ نے دوبارہ سلام کیا، پھر اوسی قسم کا جواب ملا، تیسری بار سلام کرکے آپ واپس چلے، تو حضرت سعدؓ پیچھے پیچھے دوڑے ہوے آے، اور کہا کہ "مین آپ کا سلام سنتا تھا، لیکن جواب اسلیے آہستہ سے دیتا تھا کہ آپ ہم پر متعدد بار سلام کرین[1]"،

محافظت یادگار رسول، صحابہ کرام کے زمانہ مین رسول اللہ صلعم کی اکثر یادگارین محفوظ تھین جن کو وہ لوگ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور اوس سے برکت حاصل کرتے تھے، حضرت علیؓ بن حسینؓ کا بیان ہی کہ جب ہم لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یزید کے دربار مین آے تو مجھ سے حضرت مسور بن مخرمہؓ ملے اور کہا کہ "رسول اللہ صلعم کی تلوار مجھے دیدو، ایسا نہو کہ یہ لوگ اوسکو چھین لین، خدا کی قسم اگر تم نے مجھے یہ تلوار دی تو جب تک جسم مین جان باقی ہی کوئی شخص اوس کی طرف ہاتھ نہین بڑھا سکتا[2]"،

حضرت عائشہؓ کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا، جب اون کا انتقال ہوا تو حضرت اسماءؓ نے اوس کو لے لیا اور محفوظ رکھا، چنانچہ جب کوئی شخص اون کے خاندان مین بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لئے دھوکر اوس کا پانی پلاتی تھین[3]،

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کی دعوت کی، آپ نے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا اوسکو اونھون نے محفوظ رکھا، جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا تو وہ اوس سے پانی پیتی اور پلاتی تھین[4]،

---

[1] ابوداود کتاب الادب باب فی الاستیذان، [2] ابوداود کتاب النکاح باب مایکرہ بجمع بینہن من النساء ومسلم وبخاری کتاب الجہاد، [3] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۴۸، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام نیاز،

بہت سے صحابہ ان یادگارون کو زاد آخرت سمجھتے تھے، اور اون کو بعد مرگ بھی اپنے پاس سے جدا کرنا پسند نہین کرتے تھے، جب آپ حضرت انسؓ کے گھر تشریف لاتے تھے تو اون کی والدہ آپ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی مین بھر لیتی تھین، یہ شیشی حضرت انسؓ کے پاس محفوظ تھی، اونھون نے جب انتقال کیا تو وصیّت کی کہ آب حیات کے یہ قطرے اون کے حنوط مین شامل کئے جائین[1]،

غزوہ خیبر مین آپ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا، وہ اوس کی اِس قدر قدر کرتی تھین کہ عمر بھر گلے سے جدا نہین کیا اور جب انتقال کرنے لگین، تو وصیّت کی کہ اون کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے[2]،

حضرت امیر معاویہؓ کے پاس آپ کی ایک قمیص، ایک تہبند، ایک چادر اور چند موے مبارک تھے، اونھون نے وفات کے وقت وصیّت کی کہ یہ کپڑے کفن مین لگاے جائین، اور موے مبارک مونھ اور ناک مین بھر دیے جائین[3]،

رسول اللہ صلعم نے جن کپڑون مین انتقال فرمایا تھا، حضرت عایشہؓ نے اون کو محفوظ رکھا تھا، چنانچہ ایک دن اونھون نے ایک صحابی کو یمنی تہ بند اور ایک کمل دکھا کر کہا کہ "خدا کی قسم آپ نے انہی کپڑون مین[4] انتقال فرمایا تھا"

ایک صحابی کے سر پر آپ نے سیاہ ریشم کا ایک عمامہ باندھ دیا تھا، اونھون نے اوس کو محفوظ رکھا تھا اور اوس پر فخر کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک بار بخارا مین خچر پر سوار

---

[1] بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوما فقال عندہم، [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۸۰، [3] نزہتہ الابرار تذکرہ حضرت معاویہؓ، [4] ابو داود کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر،

ہوکر نکلے تو عمامہ کو دکھا کر کہا کہ "اس کو رسول اللہ صلعم نے میرے سر پر باندھا تھا[1]،

آپ کی ریش مبارک کے چند بال حضرت ام سلمہؓ نے بطور یادگار کے رکھے تھے، اور لوگون کو اوس کی زیارت کراتی تھین[2]،

خلفاء ان یادگارون کی نہایت عزت کرتے تھے، اور اون سے برکت اندوز ہوتے تھے، ایک بار آپ نے کسی عجمی بادشاہ کے نام خط لکھنا چاہا، لوگون نے کہا کہ "جب تک خط پر مہر نہو اہل عجم اوس کو نہین پڑھتے،، اسلئے آپ نے ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی جس کے نگینہ پر "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کندہ تھا، اِس انگوٹھی کو خلفاء ثلثہ نے محفوظ رکھا تھا، اخیر مین حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے ایک کنوئین مین گر پڑی، اونھون نے تمام کنوئین کا پانی اوچھا ڈالا لیکن یہ گوہر نایاب نہ مل سکا[3]،

ایک صحابی کے پاس آپ کا ایک پیالہ تھا، حضرت عمرؓ اون کے پاس آتے تھے تو اوسی پیالے مین پانی پیتے تھے، اور اوس مین زمزم کا پانی بھر کر اپنے مونھ پر چھڑکتے تھے[4]،

حضرت کعب بن زہیرؓ کے قصیدے کے صلے مین رسول اللہ صلعم نے خود اپنی چادر عنایت فرمائی تھی، یہ چادر امیر معاویہ نے خرید لی اور اون کے بعد تمام خلفاء عیدین مین وہی چادر اوڑھکر نکلتے تھے[5]،

حضرت انسؓ بن مالک پہلو مین ایک لکڑی رکھکر نماز ادا فرماتے تھے، ایک دن ایک شخص سے خود ہی اِس کی وجہ پوچھی؟ اوس نے کہا "مجھے کیا خبر" بولے کہ "یہ وہ لکڑی ہے،

---

[1] ابو داود کتاب اللباس باب ماجاء فی الخز، [2] بخاری کتاب اللباس باب مایذکر فی الشیب، [3] ابو داود کتاب الخاتم باب ماجاء فی اتخاذ الخاتم و بخاری کتاب اللباس، [4] اصابہ، [5] اصابہ تذکرہ حضرت کعب بن زہیرؓ،

جس پر رسول اللہ صلعم ہاتھ رکھکر صف نماز سیدھی کیا کرتے تھے[1]،

آپ جس پیالے مین پانی پیتے تھے وہ حضرت انس بن مالک رضؓ کے پاس محفوظ تھا، ایک بار وہ ٹوٹ گیا تو رسول اللہ صلعم نے اوس کو لوہے کے تار سے جڑوا دیا، حضرت انس رضؓ نے اخیر مین اوس کو سونے چاندی کے تار سے جڑوانا چاہا، لیکن حضرت طلحہ رضؓ نے منع کیا کہ رسول اللہ صلعم نے جس طریقہ سے اوس کو جڑوایا ہی، اوس مین تغیر نہین کرنا چاہئے[2]،

ایک دن آپ حضرت ام سلیم رضؓ کے مکان پر تشریف لائے، گھر مین ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ نے اوس کا دہانہ اپنے مونھ سے لگایا اور پانی پیا حضرت ام سلیم رضؓ نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا[3]،

آپ حضرت شفا بنت عبد اللہ کے یہان کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے، اِس غرض سے اونھون نے آپ کے لئے ایک خاص بستر اور ایک خاص تہبند بنوالیا تھا، جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے، یہ یادگارین ایک مدت تک اون کے خاندان مین محفوظ رہین، اخیر مین مروان نے اون سے لے لیا[4]،

اِن یادگارون کے علاوہ آپ نے جہان جہان نماز پڑھی تھی، جہان جہان سفر مین قیام فرمایا تھا مسجد مین جہان معتکف ہوے تھے، صحابہ کرام نے ان تمام مقامات کو یاد رکھا تھا، اور لوگون کو اوس کی زیارت کرواتے تھے، حضرت نافع رضؓ کا بیان ہی کہ مجھکو حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ نے مسجد مین وہ جگہ دکھائی جہان آپ معتکف ہوتے تھے[5]،

[1] ابو داود کتاب الصلوۃ باب تسویۃ الصف، [2] بخاری کتاب الاشربہ باب الشرب من قدح النبیؐ، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم رضؓ، [4] اسد الغابہ تذکرہ حضرت شفا بنت عبد اللہ، [5] ابو داود کتاب الصیام باب این یکون الاعتکاف،

رسول اللہ صلعم نے جس درخت کے نیچے بیعت لی تھی اور جس کا نام شجرۃ الرضوان تھا، وہ ایک مدت تک قایم رہا، صحابہ کرام اوس کو اس قدر متبرک سمجھتے تھے کہ اوس کے نیچے نماز پڑہتے تھے،[1]

ادب رسولؐ، صحابہ کرام جس طرح رسول اللہ صلعم کا ادب واحترام کرتے تھے، اوس کا اظہار سیکڑون طریقہ سے ہوتا تھا، آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے تو دربار نبوت کے ادب وعظمت کے لحاظ سے خاص طور پر کپڑے زیب تن کر لیتے، ایک صحابیہ فرماتی ہین کہ

جمعت علی ثیابی فاتیت رسول اللہ صلعم[2] مین نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی

بغیر طہارت کے آپ کی خدمت مین حاضر ہونا اور آپ سے مصافحہ کرنا گوارا نہ کرتے، مدینہ کے کسی راستہ مین آپ سے حضرت ابوہریرہؓ کا سامنا ہو گیا، اون کو نہانے کی ضرورت تھی، گوارا نہوا کہ اِس حالت مین آپ کے سامنے آئین، آپ کو دیکھا تو کترا گئے، اور غسل کر کے خدمت مبارک مین حاضر ہوئے، آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ ابوہریرہ کہان تھے؟ بولے کہ "مین پاک نہ تھا اسلیئے آپ کے پاس بیٹھنا پسند نہین کرتا تھا"[3]

آپ کے سامنے بیٹھتے تو فرط ادب سے تصویر بن جاتے، احادیث مین اسی حالت کا نقشہ ان الفاظ مین کھینچا گیا ہے، کانما علی رؤسھم الطیر یعنے صحابہ آپ کے سامنے اس طرح بیٹھتے تھے گویا اون کے سرون پر چڑیا بیٹھی ہوئی ہے[4]،

حضرت عمرؓ اگرچہ نہایت مقرب بارگاہ تھے، تاہم آپ کے سامنے گفتگو کرتے تھے تو

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ، [2] ابوداود کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل، [3] ابوداود کتاب الطہارۃ باب فی الجنب یصافح،
[4] یہ حدیث تقریبًا صحاح کی کل کتابون مین مذکور ہے،

آواز اس قدر پست ہو جاتی تھی کہ سُنائی نہین دیتی تھی،

گھر مین بچے پیدا ہوتے، تو ادب سے اون کا نام محمدؐ نہ رکھتے، ایک دفعہ ایک صحابی کے گھرمین بچہ پیدا ہوا، تو اونھون نے محمد نام رکھا، لیکن اون کی قوم نے کہا "ہم یہ نام نہ رکھنے دین گے،، وہ بچے کو لے کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا، تو ارشاد ہوا کہ "میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو،، [1]

اگر راستے مین کبھی ساتھ ہو جاتا تو ادب سے آپ کے ساتھ سواری پر سوار ہونا پسند نہ کرتے، ایک بار حضرت عقبہ بن عامرؓ آپ کا اونٹ ہانک رہے تھے، آپ نے فرمایا سوار کیون نہین ہو لیتے؟ لیکن اونھون نے اس کو بڑی بات سمجھا کہ آپ کے اونٹ پر سوار ہون، تاہم امتثالاً للامر تھوڑی دور تک سوار ہو لئے [2]،

فرط ادب سے کسی بات مین آپ پر تقدم یا مسابقت گوارا نہ کرتے، آپ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو راہ مین نماز کا وقت ہو گیا، اور صحابہ نے آپ کے آنے سے پیشتر ہی حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی امامت مین نماز شروع کر دی، آپ پہونچے تو ایک رکعت نماز ہو چکی تھی، اسلیئے آپ دوسری رکعت مین شریک ہوئے، نماز ہو چکی تو تمام صحابہ نے اس کو بے ادبی بلکہ گناہ خیال کیا، اور سب کے سب (بطور استغفار کے) سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے، آپ نماز سے فارغ ہوے تو فرمایا کہ "تم نے اچھا کیا [3]،

ایک بار آپ کسی نزاع چکانے کے لئے قبیلہ بنو عمرو بن عوف مین گئے، نماز کا وقت

---

[1] مسلم کتاب الآداب باب النہی عن التکنی بابی القاسم وبیان مایستحب من الاسماء، [2] نسائی کتاب الاستعاذہ،
[3] ابوداود کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین،

آگیا تو موذن حضرت ابوبکرؓ کی خدمت مین آیا کہ نماز پڑہا دیجئے، وہ نماز پڑہا رہے تھے کہ آپ آکر شریک جماعت ہوگئے، لوگون نے تالیان بجانا شروع کین، حضرت ابوبکرؓ اگرچہ نماز مین کسی طرف متوجہ نہین ہوتے تھے، تاہم جب لوگون نے متصل تالیان بجائین تو مڑکر دیکھا کہ رسول اللہ صلعم ہین، آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر قایم رہو، اونھون نے پہلے تو خدا کا شکر کیا، کہ آپ نے اون کی امامت کو پسند فرمایا، پھر پیچھے ہٹ آئے اور آپ نے آگے بڑہکر نماز پڑہائی، نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ "جب مین نے حکم دیا تو تم کیون اپنی جگہ سے ہٹ آئے؟ بولے کہ "ابن قحافہ کا یہ موںھ نہ تھا کہ رسول اللہ صلعم کے آگے نماز پڑہائے[۱]"،

ایک بار آپ پیدل جارہے تھے کہ اسی حالت مین ایک صحابی گدھے پر سوار آئے آپ کو پیدل دیکھا تو خود فرط ادب سے پیچھے ہٹ گئے، اور آپ کو آگے سوار کرنا چاہا لیکن آپ نے فرمایا "تم آگے بیٹھنے کے زیادہ مستحق ہو، البتہ اگر تمھاری اجازت ہو تو مین آگے بیٹھ سکتا ہون[۲]"،

اگر کبھی آپ کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہوتا تو جب تک آپ کھانا شروع نہ کرتے تمام صحابہ فرط ادب سے کھانے مین ہاتھ نہ ڈالتے[۳]،

ادب کے مارے آپ سے آگے چلنا پسند نہین کرتے، ایک بار حضرت ابن عمرؓ ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے، جو رسول اللہ صلعم کے اونٹ سے آگے نکل نکل جاتا تھا حضرت عمرؓ نے اون کو ڈانٹا کہ کوئی آپ سے آگے نہ بڑہنے پائے[۴]،

[۱] ابوداود کتاب الصلوٰۃ باب التصفیق فی الصلوٰۃ، [۲] ابوداود کتاب الجہاد باب رب الدابۃ احق بصدرہا، [۳] ابوداود کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ علی الطعام، [۴] بخاری کتاب الہبہ باب من اہدی لہ ہدیۃ عندہ جلساء فہو احق بہا،

کسی چیز مین آپ کے مقابلہ کی جراٴت نہ کرتے، ایک بار صحابہ کرام تیر اندازی کر رہے تھے، آپ نے فرمایا "اے بنو اسمٰعیل تیر پھینکو کیونکہ تمھارا باپ تیر انداز تھا اور مین فلان قبیلے کے ساتھ ہون،" دوسرے قبیلے کے لوگ فوراً رُک گئے، آپ نے پوچھا تیر کیون نہین پھینکتے؟ بولے اب کیونکر مقابلہ کرین حالانکہ آپ اون کے ساتھ ہین، فرمایا تیر پھینکو مین تم سب کے ساتھ ہون[۱]"

اِس ادب و احترام کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی نسبت کسی قسم کی سوء ادبی گوارا نہ کرتے آپ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لاے تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان مین قیام فرمایا آپ نیچے کے حصے مین اور اون کے اہل و عیال اوپر کے حصے مین رہتے تھے، ایک رات حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیدار ہوے اور کہا کہ "ہم اور رسول اللہ صلعم کے اوپر ہین" اِس خیال سے تمام اہل و عیال کو ایک کونے مین کر دیا، صبح کو آپ کی خدمت مین گذارش کی کہ آپ اوپر قیام فرمائین، ارشاد ہوا کہ "نیچے کا حصہ ہمارے لئے زیادہ موزون ہے" بولے کہ جس چھت کے نیچے آپ ہون ہم اوس پر نہین چڑھ سکتے" مجبوراً آپ کو بالاخانہ پر قیام کرنا پڑا[۲]

بعض صحابہ آپ سے سن مین بڑے تھے، لیکن اون کو فرط ادب سے یہ گوارا نہ تھا کہ اون کو آپ سے بڑا کہا جائے، ایک بار حضرت خزیمہؓ نے فرمایا کہ "ہم اور رسول اللہ صلعم دونون عام الفیل مین پیدا ہوے، اسپر ایک صحابی نے پوچھا آپ بڑے ہین یا رسول اللہ" بولے بڑے تو رسول اللہ صلعم ہین، البتہ مین آپ سے پہلے پیدا ہوا[۳]"

اگر نادانستگی مین بھی آپ کی شان مین کوئی گستاخانہ کلمہ نکل جاتا تو اوس کی معافی

---

[۱] بخاری کتاب الجہاد باب التحریض علی الرمی، [۲] مسلم کتاب الاشربہ باب اباحۃ اکل الثوم وانہ ینبغی لمن اراد خطاب الکبار ترکہ وکذا فی معناہ و بخاری کتاب الجہاد و کتاب الدعوات، [۳] ترمذی باب ماجاء فی میلاد النبی صلعم،

چاہتے، ایک صحابیہ کا بچہ مرگیا تھا اور وہ اوس پر رورہی تھین، آپ کا گذر ہوا تو فرمایا "خدا سے ڈرو اور صبر کرو" بولین "تمھین میری مصیبت کی کیا پروا ہے" آپ چلے گئے، تو لوگون نے کہا کہ رسول اللہ صلعم تھے، دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی کہ "مین نے حضور کو نہین پہچانا تھا"[1]

اگر کسی دوسرے شخص کے متعلق آپ کی نسبت گستاخی کا خیال ہوتا تو صحابہ کرام سخت برہم ہوتے، ایک بار حضرت ابوبکرؓ کاشانہ نبوت مین آئے، دیکھا کہ حضرت عائشہؓ بآواز بلند بول رہی ہین، فوراً طمانچہ اوٹھایا، اور کہا کہ "اب کبھی آپ کے سامنے آواز بلند نہ ہونے پائے"[2]

آپ پر ایک شخص کا کچھ قرض آتا تھا، اوس نے گستاخانہ طریقے سے تقاضا کیا، تو تمام صحابہ اوس پر ٹوٹ پڑے، بالاخر خود آپ نے بیچ بچاو کیا،

ایک انصاری کے گھر بچہ پیدا ہوا، اُنھون نے قاسم نام رکھا، انصار نے کہا "ہم تم کو ابوالقاسم نہ کہین گے" وہ آپ کے پاس آیا، تو آپ نے فرمایا "انصار ٹھیک کہتے ہین"[3]

ایک بار آپ سفر مین تھے، ایک بدو آیا اور بآواز بلند پکارا، "یا محمدؐ"، "یا محمدؐ" صحابہ کرام نے کہا "ہین، ہین" یہ کیا؟ یہ منع ہے[4]،

ایک بار آپ نے فرمایا، کہ انصار کے خاندانون مین سب سے افضل بنو نجار ہین، پھر بنو عبدالاشہل، پھر بنو حرث بن الخزرج، پھر بنو ساعدہ، ان کے علاوہ انصار کے تمام خاندان اچھے ہین، حضرت سعد بن عبادہؓ قبیلہ بنو ساعدہ سے تھے، اون کو جب معلوم ہوا کہ آپ نے اون کے قبیلہ کو چوتھے نمبر پر رکھا، تو اون کو کسی قدر ناگوار ہوا، بولے "میرے

---

[1] ابوداود کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمة، بخاری کتاب الجنائز، [2] ابوداود کتاب الادب باب ما جاء فی المزاح، [3] بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ، فان للہ خمسہ وللرسول، [4] ترمذی باب ما جاء فی فضل التوبہ والاستغفار وما ذکر من رحمة اللہ لعبادہ،

گدھے پر زین کسو، مین خود رسول اللہ صلعم سے اس کے متعلق گفتگو کرون گا"، اون کے بھتیجے حضرت سہل رضؓ نے کہا، "کیا آپ رسول اللہ صلعم کی تردید کے لئے جاتے ہین؟ حالانکہ رسول اللہ صلعم وجوہ فضیلت کے سب سے زیادہ عالم ہین، یہ کیا کم ہے کہ آپ کا چوتھا نمبر ہے"[1]

صلح حدیبیہ کے بعد کافرون اور مسلمانون مین اختلاط ہوگیا، حضرت سلمہ رضؓ آے اور ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے، چار کافر بھی اوس جگہ آئے اور رسول اللہ صلعم کو برا بھلا کہنا شروع کیا، اون کو گوارا نہو سکا اوٹھکے دوسری جگہ چلے گئے اسی حالت مین شور ہوا کہ ابن زنیم قتل کردیا گیا، حضرت سلمہ رضؓ نے موقع پاکر تلوار میان سے کھینچ لی، چارون پر حالت خواب مین حملہ کیا، اون کے تمام ہتھیارون پر قبضہ کرلیا، اور کہا کہ اوس ذات کی قسم جس نے محمدؐ کو عزت دی تم مین جو شخص سر اوٹھائیگا اوسکا دماغ پاش پاش کردیا جائیگا،[2]

ایک صحابی کا نام محمد تھا؛ حضرت عمر رضؓ نے دیکھا کہ ایک آدمی اون کو گالی دے رہا ہے، بلا کر کہا کہ "دیکھو تمھاری وجہ سے محمدؐ کو گالی دیجارہی ہے، اب تادم مرگ تم اس نام سے پکارے نہین جاسکتے"، چنانچہ اوسی وقت اون کا نام عبدالرحمان رکھدیا اونھون نے کہا "خود رسول اللہ صلعم ہی نے میرا نام محمد رکھا ہے"، بولے "اب میرا اس پر کچھ زور نہین چل سکتا"[3]

چھوٹے چھوٹے بچے بھی اگر آپ کے ساتھ کسی قسم کی گستاخی کرتے تو صحابہ کرام اون کو ڈانٹ دیتے، حضرت خالد بن سعید رضؓ اپنے باپ کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور

---

[1] مسلم کتاب الفضائل باب فی خیر دور الانصار و بخاری کتاب المناقب باب فضل دور الانصار، [2] مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد وغیرہا
[3] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۱۶،

بچپن کی وجہ سے خاتم النبوۃ سے کھیلنے لگے، اون کے والد نے ڈانٹا، لیکن آپ نے فرمایا، کھیلنے دو،[1]

جو چیزین شان نبوت کے خلاف ہوتین، صحابہ کرام آپ کے سامنے اون کے ذکر تک کو سوء ادبی سمجھتے، آپ نے جب عمرہ قضا ادا فرمایا تو حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ آپ کے آگے آگے اشعار پڑھتے چلتے تھے، حضرت عمرؓ نے سنا تو فرمایا، رسول اللہؐ کے سامنے اور حدود حرم مین شعر پڑھتے ہو؟ لیکن آپ نے خود اس کو مستحسن خیال فرمایا،[2]

یہ تعظیم، یہ ادب، یہ عزت، آپ کی زندگی ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھی، بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام آپ کا اسی طرح ادب کرتے تھے، آپ کے وصال کے بعد قبر کے متعلق اختلاف ہوا کہ لحد کھودی جائے یا صندوق، اسپر لوگون نے شور و غل کرنا شروع کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ کے سامنے موت وحیات دونون حالتون مین شور و شغب نہ کرو،[3] ایک بار کچھ لوگون نے آپ کے منبر کے سامنے شور و غل کیا حضرت عمرؓ نے ڈانٹا کہ آپ کے منبر کے سامنے آواز اونچی نہ کرو،[4]

صحابہ کرام کے اس ادب واحترام کا ایک منظر صلح حدیبیہ مین عروہ کو نظر آیا تھا، جس سے وہ سخت متاثر ہوا، اوس نے صلح کے متعلق آپ سے گفتگو کی، تو عرب کے طریقے کے مطابق ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑہانا چاہا، وہ جب ہاتھ بڑہاتا تھا، تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ تلوار کے اشارے سے روکدیتے تھے، اس واقعہ سے عروہ کو اس طرف توجہ ہوگئی اور اوس نے صحابہ کے طرز عمل کو بغور دیکھنا شروع کیا، اوس پر یہ اثر پڑا کہ پلٹا تو کفار سے

[1] بخاری کتاب الجہاد باب من تکلم بالفارسیۃ والرطانۃ، [2] نسائی انشاد الشعر فی الحرم والمشی بین یدی الامام، ترمذی مین ہے کہ اشعار حضرت کعب بن مالکؓ پڑھ رہے تھے اور یہی صحیح بھی ہے، [3] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الشق، [4] مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ،

بیان کیا کہ "مین نے قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہین، لیکن محمدؐ کے اصحاب جس طرح محمدؐ کی تعظیم کرتے ہین، مین نے کسی بادشاہ کے دربار مین وہ بات نہین پائی، اگر وہ تھوکتے ہین تو اون لوگون کے ہاتھ مین اون کا تھوک گرتا ہی، اور وہ اپنے جسم و چہرہ پر اوس کو مل لیتے ہین، اگر وہ کوئی حکم دیتے ہین تو ہر شخص مسابقت کرنا چاہتا ہی، اگر وہ وضو کرتے ہین تو وہ لوگ بچے کھچے پانی کے لئے باہم لڑ پڑتے ہین، اگر وہ بولتے ہین تو اون کی آوازین پست ہو جاتی ہین، ادب سے اون کی طرف آنکھ بھر کے نہین دیکھتے[1]،

جان نثاری، صلح حدیبیہ مین جب عروہ نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ "مین آپ کے سامنے ایسے چہرے اور ایسے مخلوط آدمی دیکھتا ہون جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائین گے" تو حضرت ابوبکرؓ کے دل پر اس طنز آمیز فقرہ نے نشتر کا کام کیا اور اونھون نے برہم ہو کے کہا "ہم اور آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائین گے[2]"، یہ ایک قول تھا جس کی تائید ہر موقع پر صحابہ کرام نے اپنے عمل سے کی،

ابتداے اسلام مین ایک بار آپ نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن معیط آیا اور آپ کا گلا گھونٹنا چاہا، حضرت ابوبکرؓ نے اوس کو ڈھکیل دیا اور کہا کہ ایک آدمی کو صرف اسلئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہی کہ میرا خدا اللہ ہی، حالانکہ وہ تمھارے خدا کی جانب سے دلائل لیکر آیا ہے[3]"،

ہجرت کے بعد آپ اور بھی خطرات مین مبتلا ہو گئے تھے، کفار کے علاوہ اب منافقین

---

[1] بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب، [2] بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب، [3] بخاری کتاب المناقب فضائل ابی بکرؓ،

اور یہودنئے دشمن پیدا ہوگئے تھے، جن کا رات دن ڈر لگا رہتا تھا، اسلئے آپ کو اکثر پاسبانی کی ضرورت ہوتی تھی اور صحابہ کرام آپ کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو ان تمام خطرات مین ڈالدیتے تھے،

ایک دن آپ نے فرمایا "کاش کوئی صالح بندہ میری حفاظت کرتا" تھوڑی دیر کے بعد ہتیار کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی، آپ نے آواز سنکر فرمایا "کون؟" جواب ملا مین سعد بن ابی وقاص" فرمایا "کیون آئے؟" بولے "میرے دل مین آپ کی نسبت خوف پیدا ہوا اسلئے حفاظت کے لئے حاضر ہوا"[1]،

اِن خطرات کی وجہ سے اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے بھی آنکھ سے اوجھل ہوجاتے تھے تو جان نثارون کے دل دھڑکنے لگتے تھے، آپ ایک دن صحابہ کرام کے حلقہ مین رونق افروز تھے، کسی ضرورت سے اوٹھے تو پلٹنے مین دیر ہوگئی، صحابہ کرام گھبرا گئے کہ خدانخواستہ دشمنون کی طرف سے کوئی چشم زخم تو نہین پہنچا، حضرت ابوہریرہؓ اسی پریشانی کی حالت مین گھبرا کر آپ کی جستجو مین نکلے، انصار کے ایک باغ مین پہنچے، دروازہ ڈھونڈا تو نہین ملا، دیوار مین ایک موری نظر آئی اوس مین گھُس کے آپ تک پہونچے، اور صحابہ کی پریشانیون کی داستان سنائی[2]،

غزوات مین یہ خطرات اور بھی بڑھ جاتے تھے اسلئے صحابہ کرام کی جان نثاری مین اور بھی ترقی ہوجاتی تھی،

[1] ترمذی کتاب الفضایل مناقب سعد بن ابی وقاصؓ، [2] مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وہو غیر شاک فیہ دخل الجنۃ وحرم علی النار،

غزوہ ذات الرقاع مین ایک صحابی نے ایک مشرک کی بی بی کو گرفتار کیا، اوس نے انتقام لینے کے لئے قسم کھالی کہ "جب تک اصحاب محمدؐ کے خون سے زمین کو رنگین نہ کرلون گا چین نہ لون گا" اسلئے جب آپ واپس ہوے تو اوس نے تعاقب کیا، آپ منزل پر فروکش ہوئے تو دریافت فرمایا کہ کون میری حراست کی ذمہ داری اپنے سرلے گا؟ مہاجرین و انصار، دونون مین سے ایک ایک بہادر اِس شرف کے حاصل کرنے کے لئے اوٹھے، آپنے حکم دیا کہ گھاٹی کے دہانے پر جاکر متمکن ہوجائین، (کہ وہی کفار کا کمین گاہ ہوسکتا تھا) دونون بزرگ وہان پہونچے تو مہاجر بزرگ سوگئے اور انصاری نے نماز پڑھنا شروع کی، مشرک آیا اور فوراً تاڑ گیا کہ یہ محافظ اور نگہبان ہین، تین تیر مارے اور تینون کے تینون اون کے جسم مین ترازو ہوگئے لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے،[1]

آپ غزوہ حنین کے لئے نکلے تو ایک صحابی نے عشاء کے وقت خبر دی کہ مین نے آگے جاکر پہاڑ کے اوپر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبیلہ ہوازن کے زن و مرد چارپایون اور مویشیون تک کو لیکر اُمنڈ آئے ہین، آپ مُسکرائے اور فرمایا کہ "آج میری پاسبانی کون کرے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد غنویؓ نے بڑھکر کہا "مین یارسولؐ اللہ" ارشاد ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہوجاؤ، وہ سوار ہوکر آئے، تو فرمایا کہ "دیکھنا کہین غفلت مین کفار ہم پر ٹوٹ نہ پڑین" آپ نماز فجر کے لئے اوٹھے تو صحابہ سے فرمایا کہ تمھین اپنے شہسوار کی بھی کچھ خبر ہی؟ صحابہ نے عرض کی "ہمین تو کچھ خبر نہین" جماعت قایم ہوئی تو آپ نماز پڑھاتے

---

[1] ابوداود کتاب الاکراہ باب الوضوء من الدم،

جاتے تھے اور مڑ مڑ کے پہاڑ کی گھاٹی کی طرف دیکھتے جاتے تھے، نماز ادا فرما چکے تو فرمایا "تومبارک تمھارا شہسوار آگیا" صحابہ کرام نے، درختون کے جھنڈ سے دیکھا تو وہ آپہونچے اور خدمت مبارک مین حاضر ہوکر سلام کیا اور کہا کہ "مین گھاٹی کے بلند ترین حصے پر جہان آپ نے مامور فرمایا تھا چڑھ گیا، صبح کو دونون گھاٹیان دیکھین تو ایک متنفس بھی نظر نہ آیا" آپ نے فرمایا "کبھی نیچے بھی اوترے تھے؟ بولے "صرف نماز اور قضاے حاجت کے لئے" ارشاد ہوا "تم کو جنّت مل چکی اِس کے بعد اگر کوئی عمل نہ کرو تو کوئی ہرج نہین[۱]"،

ایک غزوہ مین رسول اللہ صلعم نے ایک ٹیلے پر قیام فرمایا اِس بشدّت سے سردی پڑی کہ بعض لوگون نے زمین مین گڑھا کھودا اور اوس کے اندر گھُس کر سوے، آپ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ آج کی شب میری حفاظت کون کرے گا؟ مین اوس کو دعا دونگا، ایک انصاری نے کہا کہ "مین یا رسول اللہ" آپ نے قریب بلاکر اون کا نام پوچھا اور دیر تک دعا دیتے رہے، حضرت ابو ریحانہؓ نے یہ دعا سنی تو کہا کہ "مین دوسرا نگھبان بنون گا" آپ نے قریب بلاکر نام پوچھا اور اون کو بھی دعا دی[۲]،

غزوہ بدر مین جب آپ نے کفار کے مقابلے کے لئے صحابہ کرام کو طلب کیا تو حضرت مقدادؓ بولے "ہم وہ نہین ہین جو موسیٰ کی قوم کی طرح کہدین،

اذھب انت وربک فقاتلا، تم اپنے خدا کے ساتھ جاو اور دونون لڑو،

بلکہ ہم آپ کے دائین سے بائین سے آگے سے پیچھے سے لڑین گے، آپ نے یہ جان نثارانہ

---

[۱] ابو داود کتاب الجہاد باب فی فضل الحرس فی سبیل اللہ عزوجل، [۲] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۳۴،

فقرے سُنے تو چہرہ مبارک فرطِ مسرت سے چمک اوٹھا،[1]

صحابہ کے جان نثارانہ جذبات کا ظہور سب سے زیادہ غزوہ احد مین ہوا، حضرت مصعب بن عمیرؓ نے جو صورت مین رسول اللہ صلعم سے مشابہ تھے شہادت پائی، تو عام غل مچ گیا کہ خود رسول اللہ صلعم شہید ہو گئے، اِس آواز سے تمام فوج مین بدحواسی پھیل گئی اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ صرف نو صحابہ جن مین سات انصاری اور دو مہاجر تھے، (یعنے حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ) رہگئے، کفار نے یہ حالت دیکھی تو دفعۃً آپ پر ٹوٹ پڑے، آپ نے ان جان نثارون کی طرف خطاب کرکے فرمایا، کہ ان اشقیا کو کون میرے پاس سے ہٹا سکتا ہے؟ ایک انصاری فوراً آگے بڑہے اور لڑکر آپ پر قربان ہو گئے، اسی طرح آپ بار بار پکارتے جاتے تھے اور ایک ایک انصاری بڑھکر آپ پر اپنی جان قربان کرتا جاتا تھا، جب ساتون بزرگ شہید ہو گئے، تو حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کی جان نثاری کا وقت آیا،[2] حضرت سعدؓ کے سامنے آپنے خود اپنا ترکش بکھیر دیا، اور فرمایا کہ "تیر پھینکو، میرے باپ مان تم پر قربان"، حضرت ابو طلحہؓ سپر لیکر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے، اور تیر چلانے لگے، اور اِس شدت سے تیراندازی کی کہ دو تین کمانین ٹوٹ گئین، اگر آپ گردن اوٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تھے تو وہ کہتے تھے "میرے باپ مان آپ پر قربان یون گردن اوٹھا کر نہ دیکھئے مبادا آپ کو کوئی تیر نہ لگ جاے، میرا سینہ آپ کے سینہ کے سامنے ہے"،[3] حضرت شماس ابن عثمانؓ کی جان نثاری کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلعم دائین بائین جس طرف نگاہ

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب قصۂ غزوہ بدر، [2] صحیح مسلم ذکر غزوہ احد، [3] بخاری ذکر غزوۂ احد،

اوٹھاکر دیکھتے تھے اون کی تلوار چمکتی ہوئی نظر آتی تھی، آپ پر غشی طاری ہوئی تواونھون نے اپنے آپ کو آپ کی سپر بنا لیا، یہان تک کہ اسی حالت مین شہید ہوئے[1]،

غزوہ احد مین آپ نے ایک صحابی کو حضرت سعد بن ربیع انصاریؓ کی تلاش مین روانہ فرمایا، وہ لاشون کے درمیان اون کو ڈھونڈھنے لگے، حضرت سعد بن ربیعؓ خود بول اوٹھے، کیا کام ہی؟ جواب دیا کہ "رسول اللہ صلعم نے مجھے تمھارے ہی پتہ لگانے کے لئے بھیجا ہی"، بولے "جاؤ اور آپ کی خدمت مین میرا اسلام عرض کرو، اور کہو کہ مجھے بارہ زخم لگے ہین، اور اپنے قبیلے مین اعلان کردو، کہ اگر رسول اللہ صلعم شہید ہوگئے، اور اون مین کا ایک متنفس بھی زندہ رہا تو خدا کے نزدیک اون کا کوئی عذر قابل سماعت نہوگا[2]"،

نہ صرف مرد بلکہ عورتین بھی آپ کی جان نثاری کی آرزو رکھتی تھین، حضرت طلیب بن عمیرؓ اسلام لاے اور اپنی مان اروی بنت عبد المطلب کو اس کی خبر دی تو بولین کہ تم نے جس شخص کی نصرت کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا، اگر مردون کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے[3]"

جان کی قربانی کے بعد صرف عزت رہگئی تھی، لیکن بعض صحابہ نے آپ پر اسکو بھی قربان کردیا، ایک بار آپ نے صدقہ کی ترغیب دی، اور تمام صحابہ نے بقدر استطاعت اوس مین شرکت کی، ایک نادار صحابی تھے، اونھون نے کہا "خدایا میرے پاس اور تو کچھ نہین ہی، تیرے بندون مین جو شخص رسول اللہ صلعم کی عزت پر حملہ کرے، مین اوس کے لئے

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت شماس ابن عثمانؓ۔ [2] موطاے امام مالک کتاب الجہاد باب الترغیب فی الجہاد،

[3] استیعاب تذکرہ حضرت طلیب بن عمیرؓ،

اپنی عزت کو صدقۃً دیتا ہون،" آپ نے سنا تو فرمایا "خدا نے تمہارے صدقہ کو قبول کیا"[1]

خدمت رسولؐ:- صحابہ کرام رسول اللہ صلعم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتے تھے، اسلئے متعدد بزرگون نے اپنے آپ کو آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا، حضرت بلالؓ نے ابتداے بعثت ہی سے آپ کی خانہ داری کے تمام کاروبار کا انتظام اپنے ذمے لے لیا تھا، اور اس کے لئے طرح طرح کی ذلتین اور تکلیفین برداشت کرتے تھے، لیکن آپ کے شرف ملازمت کا چھوڑنا کبھی گوارا نہین کرتے تھے، آپ کا معمول تھا کہ جب کوئی غریب مسلمان خدمت مبارک مین حاضر ہوتا اور اوس کے بدن پر کپڑے نہوتے تو آپ حضرت بلالؓ کو حکم دیتے وہ قرض دام لیکر اوس کی خوراک ولباس کا انتظام کرتے، ایک بار کسی مشرک سے اِس غرض کے لئے قرض لیا، اور ادا کرنے کے لئے ایک مدت مقرر کی جب مدت قریب آگئی تو اوس نے نہایت سخت لہجے مین کہا" او حبشی تجھے معلوم ہے کہ اب مہینے مین کتنے دن رہگئے ہین؟ صرف چار دن، اسی عرصہ مین قرض وصول کرون گا، ورنہ جس طرح تو پہلے بکریان چرایا کرتا تھا اوسی طرح بکریان چرواؤن گا حضرت بلالؓ کو اِس سے سخت رنج ہوا، عشاء کے بعد آپ کی خدمت مین آئے اور کہا کہ "مشرک نے مجھے یہ کچھ کہا ہے، قرض کے ادا کرنے کا کوئی سامان نہین ہے، فرمائیے تو چند دنون کے لئے مسلمان قبائل مین بھاگ کر پناہ لون،" گھر واپس آئے تو بھاگنے کا تمام سامان بھی کر لیا لیکن رزاق عالم نے صبح تک خود قرض کے ادا کرنے کا سامان کر دیا،[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب آپ کہین جاتے تو وہ پہلے

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الحج باب العمرہ [2] ابو داود کتاب الخراج باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین،

آپ کو جوتیان پہناتے، پھر آگے آگے عصا لیکر چلتے، آپ مجلس مین بیٹھنا چاہتے تو آپ کے پانون سے جوتیان نکالتے، پھر آپ کے ہاتھ مین عصا دیتے، آپ اوٹھتے تو پھر اسی طرح جوتیان پہناتے اور حجرہ مبارک تک پہونچا جاتے، آپ نہاتے تو پردہ کرتے، آپ سوتے تو بیدار کرتے، آپ سفر مین جاتے تو آپ کا بچھونا، مسواک، اور وضو کا پانی اُن کے ساتھ ہوتا، اسلئے وہ صاحب سواد رسولؐ اللہ، یعنی آپ کے میر سامان کہے جاتے تھے، [1]

حضرت ربیعہ اسلمیؓ بھی شب و روز آپ کی خدمت مین مصروف رہتے، جب آپ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر کاشانہ نبوت مین تشریف لیجاتے تو وہ دروازہ پر بیٹھ جاتے کہ مبادا آپ کو کوئی ضرورت پیش آجاے، ایک بار آپ نے اون کو حسن خدمت کے صلہ مین کچھ دینا چاہا، اور پوچھا کہ تمھین کس چیز کی ضرورت ہی؟ بولے "یا رسولؐ اللہ خدا کے یہان میری شفاعت کر دیجئے کہ مجھے آگ سے نجات دے"، ایک بار آپ نے اون کو تاہل اختیار کرنے کا مشورہ دیا، بولے "یہ تعلق آپ کی خدمت گذاری مین خلل انداز ہوگا جس کو مین پسند نہین کرتا" [2]

حضرت عقبہ بن عامرؓ بھی آپ کے مستقل خدمتگذار تھے اون کا کام یہ تھا کہ سفر مین آپ کی اونٹنی کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے، [3]

حضرت انس بن مالکؓ کو بچپن ہی سے اون کی والدہ نے آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا،

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، [2] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۵۸ و ۵۹،
[3] ابو داود کتاب الصلوۃ باب فی المعوذتین،

حضرت سلمیٰؓ ایک صحابیہ تھین، جنھون نے اِس استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ اون کو خادمہ رسول اللہؐ کا لقب حاصل ہوا،[1] سفینہ حضرت سلمہؓ کی والدہ کی لونڈی تھی، اونھون نے اوس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمتگذاری مین صرف کرے، اوس نے کہا کہ "اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتین، تب بھی مین تا نفس واپسین آپ کی خدمت سے علیحدہ نہوتی،[2]"

ان بزرگون کے علاوہ جو صحابہ اکثر آپ کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اون کو بھی شرف خدمت عموماً حاصل ہوتا رہتا تھا ایک بار آپ رفع ضرورت کے لئے بیٹھے تو حضرت عمرؓ آپ کے پیچھے پانی کا کوزہ لیکر کھڑے رہے، آپ نے پوچھا کہ عمر! یہ کیا ہے؟ بولے کہ "وضو کا پانی" فرمایا کہ "ہر وقت اس کی ضرورت نہین[3]"،

حضرت ابوہریرہؓ کو جو ہمیشہ خدمت مبارک مین حاضر رہتے تھے، اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا کہ جب آپ رفع ضرورت کے لئے تشریف لیجاتے، تو وہ کسی طشت یا کوزہ مین پانی لاتے اور آپ وضو فرماتے[4]،

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بھی حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انس بن مالکؓ کی طرح آپکی خدمت مین سرگرم تھے اور یہ اون کا سب سے بڑا شرف تھا، چنانچہ غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد جب آپ نے وضو، فرمایا تو اونھین نے وضو کرایا[5]،

[1] ابوداود کتاب الطب باب الحجامۃ، [2] ابوداود کتاب العتق باب العتق علی الشرط، [3] ابوداود کتاب الطہارۃ باب فی الاستبراء، [4] ابوداود کتاب الطہارۃ باب الرجل یدلک یدہ بالارض اذا استنجی، [5] ابوداود کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین،

ایک بار حضرت حسینؓ نے آپ کی گود مین پیشاب کر دیا، حضرت لبابہؓ نے کہا کہ "آپ دوسرا کپڑا پہن لین اور اپنا تہ بند مجھے عنایت فرمائین کہ مین دھولادون" ارشاد ہوا کہ "بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک لینا کافی ہے"،

حضرت ابو المسیحؓ ہمیشہ آپ کی خدمت مین مصروف رہتے تھے، چنانچہ جب آپ غسل فرماتے تو وہ پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو جاتے، اور آپ اون کی آڑ مین نہا لیتے، ایک بار امام حسن یا حسین علیہ السّلام نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا، اونھون نے سینہ مبارک کو دھونا چاہا، لیکن آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک لینا چاہیئے[1]،

جب آپ نے حجۃ الوداع مین رمی جمرہ کرنا چاہی تو خدام بارگاہ مین حضرت اسامہؓ اور حضرت بلالؓ ساتھ ساتھ تھے، ایک کے ہاتھ مین ناقہ کی نکیل تھی، اور دوسرے بزرگ آپکے سر پر اپنا کپڑا تانے ہوے چلتے تھے، کہ آفتاب کی شعاعین چہرۂ مبارک کو گرم نگاہون سے نہ دیکھنے پائین[2]،

ٹھنڈا پانی آپ کو بہت مرغوب تھا، اسلیئے ایک صحابی نے اپنے متعلق یہی خدمت کر لی تھی، کہ آپ کے لئے پانی ٹھنڈا کر کے لاتے تھے[3]،

محبت رسولؐ، صحابہ کرام کے دل رسول اللہ صلعم کی محبت سے لبریز تھے، اور اس کا اظہار مختلف طریقون سے ہوتا تھا، ایک بار ایک صحابی آپ کی خدمت مین حاضر ہوے، جوش محبت مین آپ کی قمیص اولٹ دی، اوس کے اندر گھس گئے، آپکو چوما اور آپ سے لپٹ گئے[4]،

[1] ابوداود کتاب الطہارۃ باب بول الصبی یصیب الثوب، [2] ابوداود کتاب المناسک باب فی المحرم یظلل، [3] مسلم کتاب الزہد باب حدیث جابر الطویل، [4] ابوداود کتاب الزکوۃ باب مالایجوز منعہ،

حضرت اسید بن حضیرؓ ایک شگفتہ مزاج صحابی تھے، ایک روز وہ ہنسی مذاق کی باتین کررہے تھے کہ آپ نے اون کے پہلو مین ایک چھڑی سے کونچ دیا، اونھون نے اس کا انتقام لینا چاہا، آپ مساوات اسلامی کی بنا پر راضی ہوگئے، اونھون نے کہا کہ "آپ کے بدن پر قمیص ہی، حالانکہ مین برہنہ تھا" آپ نے قمیص بھی اوٹھادی، قمیص کا اوٹھانا تھا کہ وہ آپ سے لپٹ گئے، پہلو چومے، اور کہا "یا رسولؐ اللہ یہی مقصود تھا"۔[1]

جب آپ کی خدمت مین وفد عبد القیس حاضر ہوا تو سواری سے اوترنے کے ساتھ ہی سب کے سب دوڑے، اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا[2]، حضرت کردمؓ نے حجۃ الوداع مین آپ کی زیارت کی، تو آپ کے پانون چومے، رسالت کا اقرار کیا اور آپ کی ذات سے انبساط حاصل کرتے رہے[3]،

حضرت زاہرؓ ایک صحابی تھے جو رسول اللہ صلعم سے نہایت محبت رکھتے تھے اور آپ کی خدمت مین اکثر ہدیہ بھیجا کرتے تھے، یہان تک کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "زاہر ہمارا بدوی ہی اور ہم اوس کے شہری ہین" ایک دن وہ اپنا سودا فروخت کررہے تھے، آپ نے پیچھے سے آکر اون کو گود مین لے لیا، اونھون نے کہا کون ہی؟ چھوڑ دو، بعد کو معلوم ہوا کہ آپ ہین تو اپنی پشت کو بار بار آپ کے سینے سے چمٹاتے تھے اور تسکین نہین ہوتی تھی[3]،

عرب مین یہ خیال تھا، کہ اگر کسی کے پانون سو جائین اور وہ اپنے محبوب کو یاد کرے

[1] ابوداود کتاب الادب باب فی قبلۃ الجسد، [2] ابوداود کتاب النکاح باب فی تزویج من لم یولد، [3] شمایل ترمذی باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ صلعم،

تو یہ کیفیت زایل ہو جاتی ہی، ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے پانون سو گئے، کسی نے کہا "اپنے محبوب کو یاد کر لو" بولے "یا محمد"[1]

حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھین، وہ جب آپ کا ذکر کرتین تو فرط محبت سے کہتین، بابا، یعنے مین آپ پر قربان[2]،

عزت اور محبت کی وجہ سے صحابہ آپ کے آرام و آسایش کا نہایت خیال رکھتے تھے، اور آپ کی کسی قسم کی تکلیف گوارا نہین کرتے تھے،

آپ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا تو صحابہ کرام نے درخواست کی کہ دھوپ سے بچنے کے لئے حضور کے لئے منی مین ایک خیمہ کیون نہ قایم کر دیا جائے، آپ نے فرمایا "نہین، جو شخص جہان پہونچ جاے وہی اوس کی جگہ ہی[3]"،

ایک لونڈی تھی جو ہمیشہ مسجد نبوی مین جھاڑو دیا کرتی تھی، اوس کا انتقال ہو گیا، تو صحابہ کرام نے اوس کو دفن کر دیا اور آپ کو اطلاع نہ دی، آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا مجھے کیون نہین خبر کی؟ بولے حضور استراحت فرما رہے تھے ہم نے تکلیف دینا گوارا نہین کیا"

اسی طرح ایک اور صحابی کا انتقال ہو گیا، تو صحابہ کرام نے آپ کو خبر نہ کی اور کہا کہ "اندھیری رات تھی حضور کو زحمت ہوتی[4]"،

آپ کو جو چیز محبوب ہوتی وہ آپ کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام کو بھی محبوب ہو جاتی، کدو آپ کو بہت مرغوب تھا، اسلئے حضرت انس بن مالکؓ بھی اوسکو نہایت

[1] ادب المفرد باب، [2] نسائی کتاب الحیض باب شہود الحیض لعیدین ودعوۃ المسلمین، [3] ابو داود کتاب المناسک باب تحریم مکہ، [4] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی الصلوۃ علی القبر،

پسند فرماتے تھے، چنانچہ ایک روز کدو کھا رہے تھے، تو خود بخود بول اوٹھے "اے درخت اس بنا پر کہ رسول اللہ صلعم کو تجھ سے محبت تھی، تو مجھے کس قدر محبوب ہی،[1]

آپ کی محبت نے صحابہ کرام کے نزدیک آپ کی ہر چیز کو محبوب بنا دیا تھا، آپ کا معمول تھا کہ ہر کام کی ابتدا داہنی جانب سے فرماتے، ایک بار حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کے داہنی اور حضرت خالد بن ولیدؓ بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے، حضرت میمونہؓ دودھ کا پیالہ لائیں تو آپ نے پیکر حسب معمول حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف بڑھا دیا، تاہم چونکہ آپ بزرگون کے درجات و مراتب کا نہایت خیال رکھتے تھے، اسلئے فرمایا کہ "حق تو تمھارا ہے لیکن اگر ایثار نفسی کرو تو خالد کو دے سکتے ہو، بولے "مین آپ کا جھوٹا کسی کو نہین دے سکتا"[2]

ایک مرتبہ آپ نے پانی یا دودھ پیکر جو کچھ بچ گیا حضرت ام ہانیؓ کو عنایت فرمایا، بولین مین اگرچہ روزے سے ہون لیکن آپ کا جھوٹا واپس کرنا پسند نہین کرتی،[3]

ایک بار ایک صحابی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے آپ کھانا کھا رہے تھے، اونکو بھی شریک کرنا چاہا، وہ روزے سے تھے، اسلئے اون کو افسوس ہوا کہ ہاے ہاے رسول اللہ صلعم کا کھانا نہ کھایا،[4]

محبت کی وجہ سے آپ کو رنج ہوتا تو تمام صحابہ کو بھی رنج ہوتا، آپ کو خوشی ہوتی تو تمام صحابہ بھی اوسمین شریک ہوتے، آپ نے ایک مہینے کے لئے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار کر لی تو تمام صحابہ نے مسجد مین آکر گریہ وزاری شروع کر دی،[5]

---

[1] ترمذی کتاب الاطعمہ باب ما جاء فی اکل الدباء، [2] ترمذی ابواب الدعوات، باب یقول اذا اکل طعاما بخاری کتاب المساقاۃ مین بھی قریب قریب اسی قسم کا ایک واقعہ مذکور ہے ممکن ہے کہ وہی واقعہ ہو، [3] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۴۳، [4] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب عرض الطعام، [5] مسلم کتاب الطلاق، باب فی الایلاء واعتزال النساء،

آپ نے جب مرض الموت مین حضرت ابوبکرؓ کو امام بنانا چاہا تو حضرت عایشہؓ نے کہا کہ "وہ رقیق القلب آدمی ہین جب آپ کو نہ دیکھین گے تو خود رؤین گے اور تمام صحابہ کو رولائین[1] گے،،

حضرت عمرو بن الجموح کو آپ سے اسقدر محبت تھی، کہ جب آپ نکاح کرتے تو وہ آپ کی جانب سے دعوت ولیمہ کرتے[2]،

آپ جب کسی غزوہ مین تشریف لیجاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپ کی واپسی اور سلامتی کے لئے نذرین مانتی تھین، ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آے تو ایک صحابیہ (جاریۂ سوداء) نے کہا کہ "یا رسول اللہ مین نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائیگا، تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کے گیت گاؤن گی[3]،،

آپ عموماً فقر و فاقہ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، صحابہ کرام کے سامنے آپ کی خانگی زندگی کا یہ منظر آجاتا تو فرط محبت سے آبدیدہ ہوجاتے، ایک بار حضرت عمرؓ کاشانۂ نبوت مین تشریف لے گئے، دیکھا کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے ہین، جسم مبارک پر تہبند کے سوا کچھ نہین، تمام بدن پر بدھیان پڑگئی ہین، توشہ خانہ مین مٹھی بھر جو کے سوا اور کچھ نہین، آنکھون سے بیساختہ آنسو نکل آے، ارشاد ہوا کہ عمر کیون روتے ہو؟ بولے کیون نہ رؤون، آپ کی یہ حالت ہو اور قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے اوڑا رہے ہین، فرمایا کیا تمھین یہ پسند نہین کہ ہمارے لئے آخرت اور اون کے لئے دنیا ہو[4]،

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی صلوۃ الرسول صلعم فی مرضہ، [2] ادب المفرد، [3] ترمذی کتاب المناقب مناقب ابی حفص عمر بن الخطابؓ، [4] مسلم کتاب الطلاق باب فی اعتزال النساء و تخییرہن،

آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام کو جب آپ کی یہ حالت یاد آتی تھی تو آنکھون سے آنسو نکل پڑتے تھے، ایک بار حضرت ابو ہریرہؓ کے سامنے چپاتیان آئین تو دیکھکر رو پڑے کہ آپ نے اپنی آنکھون سے کبھی چپاتی نہین دیکھی،[1]

ایک دن حضرت عبد الرحمان بن عوفؓ نے اپنے دوستون کو گوشت روٹی کھلایا، تو رو پڑے، اور کہا کہ رسول اللہ صلعم کا وصال بھی ہوگیا، اور آپ نے پیٹ بھر جو کی روٹی کبھی نہین کھائی،[2]

اگر آپ کسی چیز سے متمتع نہو سکتے تو صحابہ کرام بھی اوس سے متمتع ہونا پسند نہ کرتے، آپ کا وصال ہوا تو حضرت عبد اللہ بن ابی بکرؓ کے پاس ایک یمنی حلہ تھا لوگون نے آپ کو پہلے اوسی کا کفن پہنایا، پھر اوتار لیا، حضرت عبد الرحمان بن ابی بکرؓ نے ایک بار کہا کہ مجھے اسی مین کفنایا جائے،، پھر بولے ”جب یہ رسول اللہ صلعم کا کفن نہوا تو میرا کیون ہو؟ یہ کہہ کے اوس کو صدقہ کر دیا،[3]

غزوہ تبوک سخت گرمیون کے زمانہ مین واقع ہوا تھا، حضرت ابو خیثمہؓ ایک صحابی تھے جو اس غزوہ مین شریک نہو سکے تھے، ایک دن وہ گھر مین آئے تو دیکھا کہ بی بیون نے اون کی آسایش کے لئے نہایت سامان کیا ہے، بالا خانے پر چھڑکاو کیا ہے، پانی سرد کیا ہے، عمدہ کھانا تیار کیا ہے، گھر مین آئے تو یہ تمام سامان عیش دیکھکر بولے، ”رسول اللہ صلعم اس لو اور اس گرمی مین کھلے ہوئے میدان مین ہون اور ابو خیثمہ

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الرقاق، [2] شمائل ترمذی باب ماجاء فی عیش النبی صلعم، [3] مسلم کتاب الجنائز باب فی کفن المیّت،

سایہ، سرد پانی، عمدہ غذا اور خوبصورت عورتون کے ساتھ لطف اوٹھاے، خدا کی قسم یہ انصاف نہین ہے، مین ہرگز بالاخانے پر نہ آؤن گا، چنانچہ اوسی وقت زادراہ لیا اور تبوک کی طرف روانہ ہوگئے[۱]،

وصال کے بعد آپ یاد آتے تو صحابہ بے اختیار رو پڑتے، ایک دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا "جمعرات کا دن جمعرات کا دن" اِس کے بعد اسقدر روئے کہ زمین کی کنکریان آنسوؤن سے تر ہوگئین، حضرت سعید بن جبیرؓ نے پوچھا، جمعرات کا دن کیا؟ بولے "اسی دن آپ کے مرض الموت مین اشتداد ہوا تھا[۲]"،

آپ کی مبارک صحبتون کی یاد آتی تو صحابہ کرام کی آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے، ایک بار حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ انصار کی ایک مجلس مین گئے، دیکھا تو سب لوگ رو رہے ہین، سبب پوچھا تو بولے کہ "ہم کو آپ کی آخری مجلس یاد آگئی[۳]"،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب رسول اللہ صلعم کا تذکرہ فرماتے تھے تو آنکھون سے آنسو جاری ہوجاتے تھے[۴]،

اہل بیت کی عزت اور محبت، رسول اللہ صلعم کے تعلق سے صحابہ کرام اہل بیت کی بھی نہایت عزت اور محبت کرتے تھے، ایک بار امام باقر حضرت جابر بن عبداللہؓ کی خدمت مین حجۃ الوداع کی کیفیت پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوئے اوس وقت اگرچہ وہ طالب العلمانہ

[۱] اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۱ تذکرہ مالک بن قیس، [۲] مسلم کتاب الوصیۃ باب ترک الوصیۃ لمن لیس لہ شئ یوصی فیہ و بخاری کتاب الجہاد، [۳] بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلعم اقبلوا من محسنہم وتجاوزوا عن مسیئہم، [۴] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ،

اور نیازمندانہ حیثیت سے آئے تھے، تاہم حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے نہایت تپاک سے اونکا خیر مقدم کیا، پہلے اون کے سر کی طرف ہاتھ بڑہایا اور سر سے چادر ہٹائی، قمیص کے تکمے کھولے، سینے پر ہاتھ پھیرا، اور مرحبا کہا، پھر اصل مسئلہ پر گفتگو کرنے کی اجازت دی[۱]،

ایک بار ایک عراقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ "مچھر کا خون جو کپڑے پر لگجاتا ہے اوس کا کیا حکم ہے؟ بولے" ان کو دیکھو رسول اللہ صلعم کے نواسے کو شہید کر ڈالا اور مچھر کے خون کا سوال کرتے ہین[۲]،

رسول اللہ صلعم کے انتقال کے چند روز بعد ایک دن حضرت ابو بکرؓ ایک راستے سے گذرے دیکھا کہ حضرت حسن علیہ السلام کھیل رہے ہین، اوٹھا کر اپنے کندہے پر رکھ لیا اور یہ شعر پڑھا،

وابابی شبہ النبی　　　　لیس شبیہا بالعلی

میرا باپ تم پر قربان کہ رسول اللہ کے ہم شکل ہو، علی کے مشابہ نہین ہو[۳]،

ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ امام حسن علیہ السلام سے ملے اور کہا کہ "ذرا پیٹ کھولئے، جہان رسول اللہ صلعم نے بوسہ دیا تھا، وہین مین بھی بوسہ دون گا"، چنانچہ اونھون نے پیٹ کھولا اور اونھون نے وہین بوسہ دیا[۴]،

ایک بار بہت سے صحابہ مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے، اتفاق سے حضرت امام حسین علیہ السلام آنکلے اور سلام کیا، سب نے سلام کا جواب دیا، لیکن حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ

[۱] ابو داود کتاب المناسک باب صفۃ حجۃ الوداع، [۲] ترمذی کتاب المناقب مناقب الحسن والحسین، [۳] مسند ابن حنبل جلد ۱ صفحہ، [۴] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۲۷،

خاموش رہے جب سب چپ ہوئے تو بآواز بلند کہا "السلام علیک ورحمۃ اللہ برکاتہ" یہ کہکر سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "مین تمھین بتاؤن کہ زمین و آسمان کے رہنے والون مین محبوب ترین شخص کون ہی؟ یہی جو جا رہا ہے، جب سے مین نے جنگ صفین مین ان کے خلاف حصہ لیا اونھون نے مجھ سے بات چیت نہین کی، اگر وہ مجھ سے راضی ہو جائین تو یہ مجھے سرخ اونٹون سے بھی زیادہ محبوب ہی"[۱]

یزید کے دربار مین جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر کٹ کے آیا اور اوس نے چھڑی سے اوس کو ٹھکرایا، تو موتی کی طرح دندان مبارک چمکنے لگے، ایک صحابی نے یہ دیکھا تو بولے "اپنی چھڑی کو ہٹاؤ، مین نے خود رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے کہ آپ ان کا بوسہ لیتے تھے"[۲]

حضرت ابو الطفیل رض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بہت بڑے حامی تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتقال کے بعد ایک بار حضرت امیر معاویہ رض نے اون سے پوچھا کہ تمھارے دوست ابو الحسن کے غم مین تمھارا کیا حال ہے؟ بولے "موسیٰ کے غم مین جو حال ان کی ماں کا تھا"[۳]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب حضرت ابو بکر رض کے ہاتھ پر بیعت کی تو حضرت ابو بکر رض نے اس موقع پر جو تقریر کی اوس مین خاص طور پر اہل بیت کی محبت کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اوس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہے، رسول اللہ صلعم کی

---

[۱] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض، [۲] اسد الغابہ تذکرہ عبد الواحد بن عبد اللہ، [۳] استیعاب تذکرہ حضرت ابو الطفیل رض،

قرابت کے حقوق کا لحاظ مجھے اپنی قرابت سے زیادہ ہے[۱]،

ایک بار حضرت عباسؓ نے ایک معاملہ مین حضرت عمرؓ سے اصرار کیا اور کہا کہ "یا امیر المومنین اگر موسیٰ کے چچا آپ کے پاس آتے تو آپ کیا کرتے؟ بولے اون کے ساتھ سلوک کرتا" حضرت عباسؓ نے کہا تو پھر مین تو رسول اللہ صلعم کا چچا ہون" بولے "اے ابو الفضل آپ کی کیا رائے ہے؟ خدا کی قسم آپ کے باپ مجھے اپنے باپ سے زیادہ محبوب ہین، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ رسول اللہ صلعم کو محبوب تھے، اور مین رسول اللہ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دیتا ہون[۲]"،

حضرت عباسؓ کا انتقال ہوا تو بنو ہاشم نے الگ اور حضرت عثمان نے الگ انصار کی تمام آبادیون مین اس کا اعلان کروایا، مرد اور عورت اس کثرت سے جمع ہوے کہ کوئی شخص تابوت کے پاس نہین جا سکتا تھا، خود بنو ہاشم نے جنازہ کو اس طرح گھیر لیا کہ حضرت عثمانؓ نے پولیس کے ذریعہ سے اون کو ہٹایا[۳]، عرب مین جب قحط پڑتا تھا تو حضرت عمرؓ اون کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ "خداوندا ہم پہلے اپنے پیغمبر کو وسیلہ بناتے تھے اور اب اپنے پیغمبر کے چچا کو وسیلہ بناتے ہین، ہمارے لئے پانی برسا[۴]"،

ایک بار حضرت عمرؓ نے شفا بنت عبد اللہ العدویہ کو بلا بھیجا، وہ آئین تو دیکھا کہ عاتکہ بنت اسید پہلے سے موجود ہین کچھ دیر کے بعد حضرت عمرؓ نے دونون کو ایک ایک چادر دی لیکن شفا کی چادر کم درجہ کی تھی، اسلئے اونھون نے کہا کہ مین عاتکہ سے زیادہ قدیم الاسلام

---

[۱] بخاری کتاب المناقب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلعم [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عباسؓ، [۳] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عباسؓ، [۴] بخاری کتاب المناقب ذکر عباس بن عبد المطلبؓ،

اور آپ کی چچازاد بہن ہون، آپ نے مجھے خاص اِس غرض کے لئے بلایا تھا، اور عاتکہ تو یون ہین آگئی تھین، بولے مینے یہ چادر تمھارے ہی دینے کے لئے رکھی تھی، لیکن جب عاتکہ آگئین تو مجھے رسول اللہ صلعم کی قرابت کا لحاظ کرنا پڑا[۱]،

حضرت ہند بن ابی ہالہ حضرت خدیجہؓ کے بیٹے تھے، صرف اتنے تعلق سے کہ رسول اللہ صلعم نے اون کی پرورش فرمائی تھی، جب اون کے بیٹے کا بصرہ مین بمرض طاعون انتقال ہوا تو ایک عورت نے پکارا واہندین ہنداہ وابن ربیب رسول اللہ یہ سننا تھا کہ لوگ اپنے مردون کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر اون کے جنازے مین شریک ہوئے اور بصرہ کا بازار بند ہوگیا[۲]،

قبیلہ بنو زہرہ مین چونکہ رسول اللہ صلعم کی نانہال تھی، اسلئے حضرت عائشہؓ اس قبیلے کے پاس خاطر کا نہایت لحاظ کرتی تھین، چنانچہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہوئین، تو اونھون نے اسی قبیلے کے چند بزرگون کو شفیع بنایا[۳]،

رسول اللہ صلعم کے دوستون کی عزت اور محبت، رسول اللہ صلعم جن لوگون سے محبت رکھتے تھے صحابہ کرام بھی اون کی نہایت توقیر و عزت کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے حضرت اسامہؓ کا عطیہ ساڑھے تین ہزار اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا تین ہزار مقرر فرمایا، اونھون نے اعتراض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر کیون ترجیح دی، وہ تو کسی جنگ مین مجھ سے آگے نہین رہے، بولے زید تمھارے باپ سے زیادہ رسول اللہ صلعم کو محبوب تھے

---

[۱] اصابہ تذکرہ عاتکہ بنت اسید، [۲] استیعاب تذکرہ ہند بن ابی ہالہ، [۳] بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش،

اور آپ اسامہ کی محبت تم سے زیادہ کرتے تھے، اسلئے مین نے اپنے محبوب پر رسول اللہ صلعم کے محبوب کو ترجیح دی[1]، حضرت ضماد ازدی زمانہ جاہلیت مین رسول اللہ صلعم کے دوست رہ چکے تھے، اسلئے صحابہ کرام اون کی اسقدر عزت کرتے تھے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک فوج کے ساتھ یمن کو روانہ ہوئے راہ مین اہل فوج نے چند اونٹ پکڑ لئے، لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا کہ یہ حضرت ضماد کے قبیلے کے اونٹ ہین تو اون کو واپس کر دیا[2]،

ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمر نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد مین دامن گھسیٹتا ہوا پھر رہا ہی، بولے یہ کون شخص ہی؟ ایک آدمی نے کہا "آپ ان کو نہین پہچانتے یہ محمد بن اسامہ ہین" حضرت عبد اللہ بن عمر نے یہ سنکر گردن نیچے جھکالی اور زمین پر ہاتھ مار کر کہا "اگر رسول اللہ صلعم ان کو دیکھتے تو ان کی محبت کرتے[3]"،

صحابہ کرام نہ صرف آپ کے دوستون کی عزت کرتے تھے بلکہ آپ نے جن غلامون کو آزاد کرکے اپنا مولی بنا لیا تھا، اون کے ساتھ بھی نہایت لطف و مدارات کے ساتھ پیش آتے تھے، ایک بار آپ نے فرمایا کہ "جن غلامون کے ناک کان کاٹ لئے گئے ہین یا اون کو جلا دیا گیا ہی وہ آزاد ہین اور اللہ اور اوس کے رسول کے مولی ہین" لوگ یہ سنکر ایک خواجہ سرا کو لاے جس کا نام مندر تھا آپ نے اوس کو آزاد کر دیا، آپ کے بعد وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت مین آتا تو دونون بزرگ اوسکے ساتھ

---

[1] ترمذی کتاب المناقب مناقب زید بن حارثہ، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ضماد ازدی، [3] بخاری کتاب المناقب ذکر اسامہ بن زید،

عمدہ سلوک کرتے، اوس نے ایک بار مصر جانا چاہا تو حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو خط لکھدیا کہ رسول اللہ صلعم کی وصیت کے موافق اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا[1]،

شوق زیارت رسولؐ، صحابہ کرام کے دل رسول اللہ صلعم کی شوق زیارت سے لبریز تھے اسلئے جب زیارت کا وقت قریب آتا تو یہ جذبہ اور بھی اوبھر جاتا اور اوس کا اظہار مقدس نغمہ سنجیون کی صورت مین ہوتا،

حضرت ابو موسی اشعریؓ جب اپنے رفقا کے ساتھ مدینہ کے قریب پہونچے تو سب کے سب ہم آہنگ ہوکر زبان شوق سے یہ رجز پڑھنے لگے،

غدا نلقی الاحبہ   محمدا وحزبہ

ہم کل اپنے دوستون   یعنے محمدؐ اور اونکے گروہ سے ملین گے[2]

دربار نبوت کی غیر حاضری صحابہ کے نزدیک بڑا جرم تھا، ایک دن حضرت حذیفہؓ کی والدہ نے پوچھا کہ تم نے کب سے آپ کی زیارت نہین کی؟ بولے "اتنے دنون سے" اس پر اون کو بہت برا بھلا کہا[3]،

آپ کے وصال کے بعد یہی شوق تھا جو صحابہ کرام کو آپ کے مزار کی طرف کھینچ لاتا تھا، ایک بار حضرت ایوب انصاریؓ آئے اور مزار پاک سے لپٹ گئے، مروان نے اون کی گردن پکڑ کر کہا "خیر ہے" یہ کیا کرتے ہو؟ بولے "مین اینٹ

[1] مسند ابن حنبل جلد ا صفحہ ۲۲۵، دوسری روایت مین ہو کہ حضرت ابو بکرؓ اوس کو نفقہ دیتے تھے، اور حضرت عمرؓ نے گورنر مصر کو لکھا تھا کہ اسکو کچھ زمین دیدیجائے، اس روایت مین اسکا نام زنباع لکھا ہی، (صفحہ ۱۸۲) [2] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۲۳، [3] ترمذی کتاب المناقب فضائل الحسن والحسینؓ،

پتھر کے پاس نہین آیا ہون، رسول اللہ صلعم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں[1]"،

شوق دیدار رسولؐ

رسول اللہ صلعم کا دیدار ازدیاد ایمان کا باعث ہوتا تھا، اس بناپر صحابہ کرام اوس کے نہایت مشتاق رہتے تھے، جب آپ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو تشنگان دیدار مین بہت سے لوگ آپ کو پہچان نہ سکے، لیکن جب آپ کے روے مبارک پر دھوپ آئی اور حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے سر پر چادر کا سایہ کیا تو سب نے اِس سایہ مین آفتاب نبوت کے دیدار سے اپنا ایمان تازہ کیا، پھر آپ قبا سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو تمام لوگ گرون اوٹھا اوٹھا کے دیکھتے تھے اور اپنے ایمان کو تازہ کرتے تھے،

حجۃ الوداع مین مشتاقان دیدار نے آفتاب نبوت کو ہالے کی طرح اپنے حلقے مین لے لیا بدو آآکر شربت دیدار سے سیراب ہوتے تھے، اور کہتے تھے "کتنا مبارک چہرہ ہے[2]"

آپ نے مرض الموت کے زمانے مین جب پردہ اوٹھا کر جھانکا اور صحابہ کرام کی نماز کی حالت ملاحظہ فرماکر مسکرائے تو اس آخری دیدار سے صحابہ کرام پر مسرت کی وہ کیفیت طاری ہوئی کہ خشوع نماز مین خلل آنے کا اندیشہ پیدا ہوگیا[3] حضرت انسؓ فرماتے ہین،

ما نظرنا منظرا کان اعجب الینا	ہم نے کوئی ایسا خوشگوار منظر نہین دیکھا جیسا
من وجہ النبی صلعم حین وضح لنا،	اوس وقت نظر آیا جب آپ کا چہرۂ مبارک
(بخاری)	نمایان ہوا،

بعض صحابہ کو آنکھین صرف اسلئے عزیز تھین، کہ اون کے ذریعہ سے رسول اللہ صلعم کا

[1] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۲۲، [2] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی المواقیت، [3] بخاری کتاب الصلوۃ باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ،

دیدار ہوتا تھا، لیکن جب خدا نے اون کو اس شرف سے محروم کر دیا، تو وہ آنکھون سے بھی بے نیاز ہو گئے،

ایک صحابی کی آنکھین جاتی رہین، لوگ عیادت کو آئے تو اونھون نے کہا کہ "ان سے مقصود تو صرف رسول اللہ صلعم کا دیدار تھا، لیکن جب آپ کا وصال ہو گیا تو اگر میرے عوض تبالہ کی ہرنیان اندھی ہو جائین اور میری بینائی لوٹ آئے تب بھی مجھے پسند نہین[1]،

شوق صحبت رسولؐ، رسول اللہ صلعم کا فیض صحبت ایک ایسی دولت جاودانی تھا جس پر صحابہ کرام ہر قسم کے دنیوی مال و متاع کو قربان کر دیتے تھے، ایک بار آپ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے فرمایا کہ "مین تمھین ایک مہم پر بھیجنا چاہتا ہون، خدا مال غنیمت دے گا تو تم کو معتد بہ حصہ دون گا" بولے "مین مال کے لئے مسلمان نہین ہوا، صرف اسلئے اسلام لایا ہون کہ آپ کا فیض صحبت حاصل ہو[2]"

جو صحابہ دنیوی تعلقات سے آزاد ہو جاتے تھے، وہ صرف آستانۂ نبوت سے وابستگی پیدا کر سکے، آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے تھے، حضرت قیلہؓ بیوہ ہو گئین، تو بچون کو اُن کے چچا نے لے لیا، اب وہ تمام دنیوی جھگڑون سے آزاد ہو کر ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک مین حاضر ہوئین اور آپ کی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اوٹھایا[3]،

حضرت عمرؓ مدینہ سے کسی قدر دور مقام عالیہ مین رہتے تھے، اسلئے روزانہ آپ کے فیض صحبت سے متمتع نہین ہو سکتے تھے، تاہم یہ معمول کر لیا تھا کہ ایک روز خود آتے تھے

[1] ادب المفرد باب العیادۃ من الرمد، [2] ادب المفرد باب المال الصالح للمرء الصالح، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت قیلہؓ،

اور دوسرے روز اپنے اسلامی بھائی حضرت عتبان بن مالک رض کو بھیجتے تھے کہ آپ کی تعلیمات وارشادات سے محروم نہ رہنے پائیں[1]،

دنیا مین آپ کے فیض صحبت سے سیری نہ ہوئی تو بعض صحابہ نے خواہش کی کہ آخرت مین بھی یہ دولت جاودانی نصیب ہو، حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رض آپ کے خادم تھے ایک بار آپ نے اون سے کہا کہ کچھ مانگو، بولے کہ "جنت مین آپ کی رفاقت" ارشاد ہوا "کچھ اور" بولے "صرف یہی ایک چیز، فرمایا "کثرت نماز پڑھو، تو یہ دولت نصیب[2] ہوگی"،

رسول اللہ صلعم کی صحبت کا اثر، صحابہ کرام چونکہ نہایت خلوص وصفاے قلب کے ساتھ آپ کے ارشاد وہدایت سے فیضیاب ہونے کے لئے، آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے، اسلیے اون پر آپ کی صحبت کا شدت کے ساتھ اثر پڑتا تھا، ایک بار حضرت ابوہریرہ رض نے فرمایا کہ "یارسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہین تو ہمارے دل نرم ہوجاتے ہین، زہد وآخرت کا خیال غالب ہوجاتا ہے، پھر جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہین، اہل وعیال سے ملتے جلتے ہین اور بچون کو سونگھتے ہین تو وہ بات باقی نہین رہتی" ارشاد ہوا کہ "اگر یہی حالت قایم رہتی تو فرشتے خود تمھارے گھرون مین تمھاری زیارت[3] کو آتے،

ایک بار حضرت حنظلہ اسیدی رض حضرت ابوبکر رض کے پاس روتے ہوئے آے اور کہا کہ "حنظلہ منافق ہوگیا، ہم رسول اللہ صلعم کے پاس ہوتے ہین اور آپ دوزخ وجنت کا ذکر فرماتے ہین تو ہمارے سامنے اون کی تصویر کھنچ جاتی ہے، پھر گھر مین آکر اہل وعیال سے

---

[1] بخاری کتاب العلم وکتاب النکاح، [2] ابوداود کتاب الصلوۃ باب وقت قیام النبی صلعم من اللیل، صاحب استیعاب نے ان کے حال مین لکھا ہے، کان یلزم رسول اللہ صلعم فی السفر والحضر، [3] ترمذی ابواب صفۃ الجنۃ باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ، ونعیمہا،

ملتے ہین اور کھیتی باڑی کے کام مین مصروف ہوتے ہین تو اس حالت کو بھول جاتے ہین" اونھون نے کہا" ہمارا بھی یہی حال ہوتا ہے، چلو خود آپ کے پاس چلین" آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور واقعہ بیان کیا، تو آپ نے فرمایا" اگر وہ حالت قایم رہتی تو فرشتے تم سے آکر مصافحہ کرتے"[۱]

استقبال رسولؐ، رسول اللہ صلعم نے ہجرت کی تو نہ آپ کے ساتھ طبل و علم تھا نہ لاؤ لشکر تھا، نہ خیمہ و خرگاہ تھا، صرف سواری کی ایک اونٹنی تھی، اور ساتھ مین ایک جان نثار رفیق سفر تھا، لیکن یہ خاموش قدم جس دن مکہ سے اوٹھا مدینہ مین ایک ہنگامہ خیز غلغلہ بلند ہوگیا، تمام صحابہ صبح کے تڑکے گھر سے نکلکر مدینہ کے باہر استقبال کے لئے جمع ہوتے اور دوپہر تک انتظار کر کے مایوسانہ واپس چلے جاتے، تمام مدینہ مسرت کدہ بنا ہوا تھا، لونڈیان تک جوش مسرت مین کہتی پھرتی تھین کہ "رسول اللہ آرہے ہین" ایک دن حسب معمول سب لوگ انتظار کر کے چلے گئے، تو ایک یہودی قلعہ سے دیکھکر آواز بلند پکارا کہ" اہل عرب لو تمہارا شاہد مقصود آپہونچا" تمام صحابہ دفعۃً اوبل پڑے اور ہتھیار سج سج کر گھرون سے نکل آئے، آپ قبا مین تشریف لاے اور خاندان بنو عمرو بن عوف کے یہان اوترے، تو تمام خاندان نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا، انصار ہر طرف سے آتے اور جوش عقیدت کے ساتھ سلام عرض[۲] کرتے، انصار مین جن لوگون نے رسول اللہ صلعم کو ابتک نہین دیکھا تھا، وہ شوق دیدار مین بیتاب تھے، لیکن آپ کو پہچان نہین سکتے تھے،

[۱] ترمذی ابواب الزہد، و مسلم، [۲] طبقات جلد سیرت نبوی صفحہ ۱۵۰،

حضرت ابوبکرؓ نے دھوپ سے بچانے کے لئے آپ کے سر پر چادر تانی، تو سب کو اوس کے سایہ مین آفتاب نبوت نظر آیا،

آپ نے ۱۴ دن تک قبا مین قیام فرمایا، وہان سے مدینہ کی خاص آبادی کی طرف چلے تو جان نثارون کا جھرمٹ ساتھ تھا، ایک مقام پر آپ ٹھہر گئے، اور انصار کو طلب فرمایا، سب لوگ حاضر ہوئے، سلام عرض کیا اور کہا کہ "سوار ہو جیے، کوئی خطرہ نہین ہم لوگ فرمانبرداری کے لئے حاضر ہین" آپ انصار کی تلوار کے سائے مین روانہ ہوئے[1]،

قبا سے مدینہ تک دو رویہ جان نثارون کی صفین تھین، راہ مین انصار کے خاندان آتے تو، ہر قبیلہ سامنے آکر عرض کرتا کہ "حضور یہ گھر ہے، یہ مال ہی، یہ جان ہی"، کوکبہ نبوت شہر کے متصل پہنچا تو ایک عام غل پڑ گیا، لوگ بالاخانے سے جھانک جھانک کر دیکھتے تھے، اور کہتے تھے کہ "رسول اللہ آئے" "رسول اللہ آئے"، پردہ نشین خاتونین جوش مسرت مین یہ ترانہ گاتی تھین،

طلع البدر علینا،	کوہ وداع کی گھاٹیون کے برج سے بدر
من ثنیات الوداع،	کامل طلوع ہوا ہی،
وجب الشکر علینا،	جب تک دعا کرنے والے دعا کرین، ہم پر
ما دعی للہ داعی[2]	شکر واجب ہی،

چھوکریان دف بجا بجا کر گاتی پھرتی تھین،

[1] بخاری باب ہجرت النبیؐ، [2] یہ اشعار عام سیرت کی کتابون مین ہین، لیکن بخاری مین غزوہ تبوک کے موقع پر ہین، جب آپ واپس آئے اور مدینہ مین آپکا استقبال ہوا، ممکن ہی کہ دونون موقعون پر یہ اشعار پڑھے گئے ہون،

نحن جوار من بنی النجار، | ہم خاندان نجار کی لڑکیان ہین،
یاحبذا محمدؐ من جار | محمدؐ کیسے اچھے ہمسایہ ہین،

جب آپ حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر کے متصل پہونچے تو جان نثارون مین سخت کشمکش ہوئی، کہ اب یہ ماہ کامل کس برج سے ضیا گستری کرے گا، بالآخر قرعہ ڈالا گیا، اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے اختر تقدیر نے اون کے گھر کو برج سعادت بنادیا[1]

ضیافت رسولؐ، اگر خوش قسمتی سے کبھی صحابہ کرام کو رسول اللہ صلعم کی ضیافت و میزبانی کا شرف حاصل ہوجاتا تھا، تو وہ نہایت عزت، محبت اور ادب واحترام کے ساتھ اِس فرض کو بجالاتے تھے، ایک بار حضرت انس بن مالکؓ نے خدمت مبارک مین گذارش کی کہ "مین نہایت لحیم وشحیم آدمی ہون آپ کے ساتھ نماز مین شریک نہین ہوسکتا، آپ میرے مکان پر تشریف لاکر نماز پڑھا دیجئے، تاکہ مین اوسی طرح نماز پڑھا کرون" آپ تشریف لاے اور دو رکعت نماز پڑھائی، اونھون نے پہلے سے کھانا تیار کرایا تھا، آپ نے نوش جان فرمایا[2]،

ایک بار آپ حضرت ام حرامؓ کے مکان پر تشریف لے گئے، اونھون نے دعوت کی، آپ نے قبول فرمائی، اور وہین قیلولہ فرمایا[4]،

ایک روز آپ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حضرت ابو الہیثم بن التیہان الانصاریؓ کے مکان پر تشریف لے گئے، وہ باہر گئے ہوئے تھے، آئے تو آپ سے لپٹ گئے

[1] عینی شرح بخاری باب الہجرۃ، [2] اصابہ فی احوال الصحابہ، [3] ابوداود کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ علی الخمرہ،
[4] ابوداود کتاب الجہاد باب فی رکوب البحر فی الغزو،

اور قربان ہونے لگے، دوڑے ہوے باغ مین گئے فرش بچھایا اور کھجورین توڑ کر آپ کے سامنے رکھدین کہ خود دست مبارک سے چن چن کے تناول فرمائین، اس کے بعد اوٹھے اور ایک بکری ذبح کی، سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا[۱]،

ایک روز آپ نے حضرت جابرؓ کے مکان پر تشریف لیجانے کا وعدہ کیا، اونھون نے نہایت اہتمام کے ساتھ آپ کی دعوت کا سامان کیا، اور بی بی سے کہا "دیکھو رسول اللہ صلعم آنے والے ہین تمھاری صورت نظر نہ آئے، آپ کو کوئی تکلیف نہ دینا آپ سے بات چیت نہ کرنا" آپ تشریف لاے تو بستر بچھایا، تکیہ لگایا، آپ مصروف خواب استراحت ہوئے، تو غلام سے کہا، "آپ کے جاگنے سے پیشتر بکری کے اس بچے کو ذبح کر ڈالو، اور آپ کے جاگنے کے ساتھ ہی پکا کر تیار کر لو، ایسا نہ ہو کہ آپ منھ ہاتھ دھونے کے ساتھ ہی روانہ ہو جائین" آپ بیدار ہوے تو فوراً دسترخوان سامنے آیا، آپ کھانا کھاتے تھے اور قبیلہ بنو سلمہ کے تمام لوگ دور ہی دور سے آپ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے، کہ قریب آتے تو شاید آپ کو تکلیف ہوتی، آپ کھانے سے فارغ ہو کر روانہ ہوے تو اون کی بی بی نے پردے سے سر نکال کر کہا "یا رسول اللہ مجھپر اور میرے شوہر پر درود بھیجتے جائیے" آپ نے فرمایا "خدا تم پر اور تمھارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے[۲]"،

ایک بار آپ حضرت سعدؓ کے مکان پر تشریف لے گئے، اونھون نے آپ کو

[۱] ترمذی ابواب الزہد وسلم، [۲] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۹۸،

غسل کرایا نہانے کے بعد زعفرانی رنگ کی چادر اوڑھائی، پھر کھانا کھلایا، آپ رخصت ہوے تو سواری حاضر کی اور اپنے بیٹے کو ساتھ کر دیا کہ گھر تک پہونچا آئین[1]،

کبھی کبھی آپ خود کسی چیز کی خواہش ظاہر فرماتے اور صحابہ کرام اوس کو تیار کرکے پیش کرتے، ایک بار آپ نے فرمایا "کاش میرے پاس گیہون کی سفید روٹی گھی اور دودھ مین چپڑی ہوئی ہوتی"، ایک صحابی فوراً اوٹھے اور تیار کراکے لائے[2]،

بعض صحابیات خود کوئی نئی چیز پکاکر آپ کی خدمت مین پیش کرتی تھین، ایک بار حضرت ام ایمنؓ نے آٹا چھانا اور اوس کی چپاتیان تیار کرکے آپ کی خدمت مین پیش کین، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولین "ہمارے ملک مین اسی کا رواج ہے، مین نے چاہا کہ آپ کے لئے بھی اسی قسم کی چپاتیان تیار کرون، لیکن آپ نے کمال زہد و تقشف سے فرمایا کہ "آٹے مین چوکر ملالو پھر گوندھو[3]"،

نعت رسولؐ، قرآن مجید کی سلاست اور رسول اللہ صلعم کے کلمات طیبہ نے اگرچہ عہد صحابہ مین شاعری کے دفتر پر پانی پھیر دیا تھا، تاہم بلبلان باغ قدس آپ کی مدح مین ہمیشہ زمزمہ خوان رہتے تھے اور چونکہ یہ اشعار سچے دل سے نکلتے تھے اور سچی تعریف پر مشتمل ہوتے تھے، اسلئے موثر ہوتے تھے، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضرت کعب بن زہیرؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ کا یہ خاص مشغلہ تھا، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے چند مدحیہ اشعار بخاری مین مذکور ہین،

[1] ابو داود کتاب الادب باب فی الاستیذان، [2] ابو داود کتاب الاطعمہ باب فی الجمع بین اللونین من الطعام، [3] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ،

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ ۔ اذا انشق معروف من الفجر ساطع[1]

ہم مین خدا کا پیغمبر ہے، جب صبح نمودار ہوتی ہو تو وہ خدا کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے،

ارانا الھدی بعد العمی فقلوبنا ۔ بہ موقنات ان ما قال واقع

گمراہی کے بعد اوس نے ہم کو راہ راست دکھائی، اسلئے ہمارے دلون کو یقین ہو کہ جو کچھ اوسنے کہا وہ ضرور ہو کے رہیگا،

یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ ۔ اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

وہ راتون کو شب بیداری کرتا ہو، حالانکہ اوس وقت مشرکین گہری نیند مین سوتے ہین،

حضرت کعب بن زہیرؓ جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے، اور اپنا مشہور قصیدہ بانت سعاد آپ کے سامنے پڑھا، تو آپ نے اوس کو سنکر صحابہ سے فرمایا کہ اسکو سنو،[2]

عورتین اور چھوٹی چھوٹی لڑکیان بھی آپ کی مدح مین رطب اللسان رہتی تھین، آپ جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لاے تو لڑکیان دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھین،

نحن جوار من بنی النجار ۔ یا حبذا محمدا من جار

ہم خاندان بنو نجار کی لڑکیان ہین، محمدؐ کتنے اچھے پڑوسی ہین،

پردہ نشین عورتین یہ اشعار پڑھتی تھین،

طلع البدر علینا ۔ من ثنیۃ الوداع

ثنیۃ الوداع کی گھاٹیون سے، ہم پر ماہ کامل طلوع ہوا ہے،

وجب الشکر علینا ۔ ما دعی اللہ داعی

---

[1] بخاری ابواب الوتر باب فضل من تعار من اللیل فصلی، [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت کعب بن زہیرؓ،

جب تک دعا کرنیوالے دعا کرین،　　　ہم پر خدا کا شکر واجب ہی،

حضرت عائشہؓ رخصت ہو کر آئین تو چھوکریان دف بجابجا کر واقعات بدر کے متعلق اشعار گاتی تھین، ان مین سے ایک نے یہ مصرع گایا،

وفینا نبی یعلم ما فی غد　　　ہم مین ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہی،

تو آپ نے روکدیا اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھین[1]،

حضرت ابو حمامہ سلمیؓ شاعر تھے، اونھون نے ایک بار عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ مین نے آپ کی اور خدا کی مدح وثنا لکھی ہے، آپ نے فرمایا کہ "خدا کی تعریف مین جو کچھ لکھا ہے سناؤ"، اور میری مدح کو چھوڑ دو[2]،

رضامندی رسولؐ، صحابہ کرام رسول اللہ صلعم کی ناراضی سے سخت گھبراتے تھے، اور اس سے پناہ مانگتے تھے، ایک بار کسی نے حضرت عباسؓ کے آبا و اجداد مین سے کسی کو برا بھلا کہا، آپ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ "عباسؓ مجھ سے ہین اور مین عباسؓ سے ہون، نہ ہمارے مُردون کو برا بھلا کہو نہ ہمارے زندون کو دکھ در دپہنچاؤ"، یہ سنکر تمام صحابہ چیخ اٹھے، کہ ہم آپ کی ناراضی سے پناہ مانگتے ہین، ہمارے لئے استغفار کیجئے[3]،

ایک بار کسی نے آپ سے ایک سوال کیا، جس پر آپ کو غصہ آگیا، حضرت عمرؓ نے یہ حالت دیکھی تو کہا،

رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا　　　ہم نے خدا کو اپنا خدا، اسلام کو اپنا دین اور

---

[1] بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح، [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت ابن ابی حمامہ سلمی، [3] نسائی کتاب الدیات باب القود من اللطمہ،

وبمحمد نبیا نعوذ باللہ من غضب اللہ — محمدؐ کو اپنا پیغمبر بنایا ہے اور خدا اور خدا کے
وغضب رسولہ[1] — رسولؐ کے غصہ سے پناہ مانگتے ہین،

اسلئے اگر آپ کسی ناگوار واقعہ سے مکدر ہو جاتے تھے تو صحابہ کرام ہر ممکن تدبیر سے آپ کو راضی کرنا چاہتے تھے، آپ نے ازواج مطہرات سے ایلاء کیا تو تمام صحابہ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، حضرت عمرؓ نے آپ کو راضی کرنا چاہا، اور در دولت پر تشریف لے گئے، دربان نے بے التفاتی کی تو سمجھے کہ شاید آپ کو یہ خیال ہی کہ لڑکی (حفصہ) کی خاطر آئے ہین، اسلئے دربان سے کہا کہ "اگر آپ کا یہ خیال ہی تو کہدو کہ خدا کی قسم آپ حکم دین تو حفصہ کی گردن اوڑا دون"، حضرت ابوبکرؓ کو پہلے سے بار مل چکا تھا، حضرت عمرؓ آئے تو اونھون نے اون سے خطاب کر کے کہا کہ "آؤ کوئی ایسی بات کہین کہ آپ کو ہنسی آجائے، بولے "اگر بنت خارجہ (حضرت ابوبکرؓ کی بی بی) مجھسے نان و نفقہ طلب کرتین تو مین اوٹھ کے اونکی گردن توڑ دیتا، آپ ہنس پڑے اور ازواج مطہرات کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "یہ لوگ مجھ سے نفقہ ہی تو مانگ رہی ہین"، دونون بزرگ اوٹھے اور حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی گردن توڑنی چاہی اور کہا کہ "رسول اللہ صلعم سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہین ہی،[2]

حضرت کعب بن مالکؓ سے جب آپ نے ناراض ہو کر قطع کلام کر لیا اور تمام صحابہ کو بھی یہی حکم دیا، تو اون کو سب سے زیادہ آپ کی رضامندی کی فکر تھی، آپ نماز کے بعد

---

[1] ابوداود کتاب الصیام باب فی صوم الدہر، [2] مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امراتہ لایکون طلاقا الا بالنیۃ،

مسجد مین تھوڑی دیر تک بیٹھا کرتے تھے، اس حالت مین وہ آتے اور سلام کرتے اور دلمین کہتے کہ لبہاے مبارک کو سلام کے جواب مین حرکت ہوئی یا نہین؟ پھر آپ ہی کے متصل نماز پڑہتے اور کنکھیون سے آپ کی طرف دیکھتے جاتے،[1]

آپ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو تمام بیبیان ساتھ تھین، سوء اتفاق سے راستہ مین حضرت صفیہؓ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا، وہ رونے لگین، آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لاے اور دست مبارک سے اون کے آنسو پونچھے، آپ جس قدر اون کو رونے سے منع فرماتے تھے اوسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھین، جب کسی طرح چپ نہوئین تو آپ نے اون کو سرزنش فرمائی اور تمام لوگون کو منزل کرنے کا حکم دیا، اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کروادیا، حضرت صفیہؓ کو خیال ہوا کہ آپ ناراض ہوگئے، اسلئے آپ کی رضامندی کی تدبیرین اختیار کین، اِس غرض سے حضرت عائشہؓ کے پاس گئین اور کہا کہ آپ کو معلوم ہی کہ مین اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ مین نہین دیسکتی، لیکن اگر آپ رسول اللہ صلعم کو مجھ سے راضی کردین تو مین اپنی باری آپ کو دیتی ہون،، حضرت عائشہؓ نے آمادگی ظاہر کی اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ مین رنگا ہوا تھا، پھر اوس پر پانی چھڑکا کہ خوشبو اور پھیلے، اس کے بعد بن سنور کر آپ کے پاس گئین، اور خیمہ کا پردہ اوٹھایا تو آپ نے فرمایا کہ ''عائشہؓ یہ تمھارا دن نہین ہی،، بولین، ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء[2] یہ خدا کا فضل ہی جس کو چاہتا ہو دیتا ہی،

[1] بخاری کتاب المغازی ذکر غزوہ تبوک، [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۳۸،

آپ اکثر اپنی ناراضی کا اظہار علانیہ طور پر نہین فرماتے تھے، لیکن جب صحابہ کو آپ کے چشم و ابرو سے اس کا احساس ہوجاتا تھا تو فوراً آپ کو راضی کرتے تھے، ایک بار آپ ایک راستہ سے گذرے راہ مین ایک بلند خیمہ نظر سے گذرا تو فرمایا یہ کس کا ہے؟ لوگون نے ایک انصاری کا نام بتایا، آپ کو یہ شان و شوکت ناگوار ہوئی، مگر اس کا اظہار نہین فرمایا، کچھ دیر کے بعد صاحب خیمہ آیا اور سلام کیا لیکن آپ نے ناراضی سے منھ پھیر لیا، بار بار یہی واقعہ پیش آیا تو اوس نے دوسرے صحابہ سے آپ کی ناراضی کی شکایت کی ناراضی کا سبب معلوم ہوا تو اوس نے خیمہ کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا[۱]،

ناراضی کے بعد اگر رسول اللہ صلعم خوش ہوجاتے تو گویا صحابہ کرام کو دولت جاوید مل جاتی، ایک بار آپ سفر مین تھے، حضرت ابو رہم غفاریؓ کی اونٹنی آپ کے ناقہ کے پہلو بہ پہلو جا رہی تھی، حضرت ابو رہمؓ کے پانون مین سخت چمڑے کے جوتے تھے، اونٹنیون مین مزاحمت ہوئی تو اون کے جوتے کی نوک سے آپ کی ساق مبارک مین خراش آگئی، اور آپ نے اون کے پانون مین کوڑا مار کر کہا "تم نے مجھے دکھ دیا پانون ہٹاؤ" وہ سخت گھبرائے کہ کہین میرے بارے مین کوئی آیت نازل نہ ہوجائے، مقام جعرانہ مین پہونچے تو گو اون کی اونٹ چرانے کی باری نہ تھی تاہم اس خوف سے کہ کہین رسول اللہ صلعم کا قاصد میرے بلانے کے لئے نہ آجائے صحرا مین اونٹ چرانے

[۱] ابو داود کتاب الادب باب فی البناء،

کے لئے نکل گئے، شام کو پلٹے تو معلوم ہوا کہ آپ نے طلب فرمایا تھا، مضطربانہ حاضر خدمت ہوئے، آپ نے فرمایا "مجھے تم نے اذیت پہنچائی، اور مین نے بھی تمھین کوڑا مارا جس سے تمھین اذیت پہونچی، اوس کے عوض مین یہ بکریان لو،، اون کا بیان ہو کہ آپ کی یہ رضامندی میرے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھی[1]،

ماتم رسولؐ، | رسول اللہ صلعم کے ساتھ صحابہ کرام کو جو محبت تھی اوس کا اثر آپ کی زندگی مین جن طریقون سے ظاہر ہوتا تھا، اوس کا حال اوپر گذر چکا، لیکن آپ کی وفات کے بعد اس محبت کا اظہار صرف گریہ و بکا، آہ و فریاد اور نالہ و شیون کے ذریعہ سے ہو سکتا تھا صحابہ کرام نے آپ کے ماتم مین یہ دردانگیز صدائین اس زور سے بلند کین کہ مدینہ بلکہ کل عرب کے درودیوار ہل گئے، آپ پر موت کے آثار بتدریج طاری ہوئے، جمعرات کے دن مرض مین اشتداد پیدا ہوا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو جب یہ دن یاد آتا تھا تو کہتے تھے کہ "جمعرات کا دن، جمعرات کا کون سا دن ؟ وہ جس مین آپ کے مرض مین ترقی ہوئی،، نزع کا وقت قریب آیا تو غشی طاری ہوئی، حضرت فاطمہؓ نے یہ حالت دیکھی تو بے اختیار چیخ اوٹھین" واکرب اباہ،، ہاے باپ کی تکلیفین،، آپ کا وصال ہوا تو یہ الفاظ کہکر آپ پر روئین،" یا ابتاہ اجاب رباً دعاہ، یا ابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ، یا ابتاہ الی جبرئیل ننعاہ،، لوگ آپ کو دفن کر کے آے تو اونھون نے حضرت انسؓ سے نہایت دردانگیز لہجے مین پوچھا، کیون انسؓ! کیا رسول اللہ پر خاک ڈالنا تم کو گوارا تھا؟

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابورہم غفاریؓ،

حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد مجھے کسی کا مرض الموت نہین کھلتا،[۱]

یہ تو اہل بیت کی حالت تھی، اہل بیت کے علاوہ اور تمام صحابہ کا حلقہ ماتم مسجد نبوی مین قایم تھا، اور حضرت عمرؓ لوگون کو یقین دلا رہے تھے، کہ ابھی آپ کا وصال ہی نہین ہو سکتا، حضرت ابوبکرؓ نے آکر یہ حالت دیکھی تو کسی سے بات چیت نہین کی، سیدھے آپ کی لاش مبارک تک چلے گئے، مونھ کھول کر آپ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور روئے وہان سے نکل کر لوگون کو سمجھایا تو سب کو آپ کی موت کا یقین آیا،

ایک صحابی صحابہ کے قلق و اضطراب کا یہ عالم دیکھکر عمان آے تو لوگون کو آپ کے وصال کی خبر دی اور کہا کہ "مین مدینہ کے لوگون کو ایسے حال مین چھوڑ آیا ہون کہ اون کے سینے دیگچی کی طرح ابال کھا رہے ہین"[۲]

مدینہ کے باہر جب یہ وحشت ناک خبر پہونچی تو قبیلہ باہلہ کے لوگون نے اس ماتم مین اپنے خیمے گرا دئے، اور متصل سات دن تک اون کو کھڑا نہین کیا،[۳]

تفویض الی الرسولؐ، صحابہ کرام نے اپنی ذاتی حیثیت بالکل فنا کر دی تھی، اور اپنی ذات اپنی اولاد اور اپنے مال و متاع کو رسول اللہ صلعم کے حوالے کر دیا تھا، حضرت فاطمہ بنت قیسؓ ایک صحابیہ تھین، اون سے ایک طرف تو حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ جو نہایت دولت مند صحابی تھے نکاح کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف آپ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے

---

۱ بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ، ۲ اصابہ تذکرہ خمیصہ، ۳ اصابہ تذکرہ جہم بن کلدہ الباہلی،

متعلق اون سے گفتگو کی تھی، جن کی تفصیلت یہ تھی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ "جو مجھے دوست رکھتا ہو، چاہئے کہ اسامہ کو بھی دوست رکھے"، لیکن حضرت فاطمہؓ نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنادیا اور کہا کہ "میرا معاملہ آپ کے ہاتھ مین ہے، جس سے چاہئے نکاح کر دیجئے"،[1]

حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہؓ انصاری اپنی تین لڑکیون کے نکاح کے متعلق آپ کو وصیت کر گئے تھے، جن مین آپ نے حضرت فریعہؓ کا نکاح نبیط بن جابر سے کر دیا،[2]

انصار کا یہ معمول تھا، کہ آنحضرت صلعم کی رضامندی جانے بغیر اپنی لڑکیون کی شادی نہین کرتے تھے، ایک دن آپ نے ایک انصاری سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کو میرے حوالہ کر دو" وہ تو منتظر ہی تھے باغ باغ ہو گئے، لیکن آپ نے فرمایا کہ "مین اپنے لئے نہین بلکہ جلیبب کے لیئے یہ پیغام دیتا ہون"، جلیبب ایک ظریف الطبع صحابی تھے جو راستون مین بھی ظرافت اور مذاق کی باتین کیا کرتے تھے، اسلئے صحابہ اون کو عموماً ناپسند کرتے تھے، اونھون نے جلیبب کا نام سنا تو بولے "اوس کی مان سے مشورہ کر لون"، مان نے جلیبب کا نام سُنا تو انکار کیا لیکن لڑکی نے کہا "رسول اللہ صلعم کی بات نامنظور نہین کی جا سکتی مجھے آپ کے حوالہ کر دو خدا مجھے ضائع نہ کرے گا"،[3]

حضرت ابوطلحہؓ نے اپنا محبوب ترین کنوان خدا کی راہ مین دینا چاہا تو آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ "یارسول اللہ یہ خدا کی راہ مین صدقہ ہے، آپ جس مصرف مین چاہیئے اس کو صرف فرمائیے"،[4]

[1] نسائی کتاب النکاح الخطبۃ فی النکاح، [2] اسد الغابہ تذکرہ فریعہ بنت ابی امامہ، [3] مسند جلد ۴ صفحہ ۴۲۲، [4] بخاری کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ علی الاقارب۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال خدا کی راہ مین دیدیا تھا، ایک بار آپنے فرمایا "مجھکو جو نفع ابوبکر کے مال سے پہنچا وہ کسی کے مال سے نہین پہونچا، حضرت ابوبکرؓ یہ سنکر رو پڑے اور کہاکہ "یارسول اللہ صلعم کیا مین اور میرا مال آپ کے سوا کسی اور کا ہے؟[1]

ہیبت رسولؐ، رسول اللہ صلعم کے وقار و عظمت کی بنا پر صحابہ کرام آپ کے سامنے اسقدر مرعوب ہوجاتے تھے، کہ جسم مین رعشہ پڑجاتا تھا، ایک بار ایک صحابی نے مسجد مین نماز پڑھی دو شخص جو مسجد کے ایک گوشہ مین تھے شریک نماز نہین ہوئے، آپ نے اونکو بازپرس کے لئے طلب فرمایا تو وہ اس قدر مرعوب ہوئے کہ جسم مین لرزہ پڑگیا،[2]

ایک صحابی آپ کی خدمت مین حاضر کئے گئے، اون پر اسقدر جلال نبوت طاری ہوا، کہ جسم مین رعشہ پڑگیا، آپ نے فرمایا گھبراو نہین مین تو اوس عورت کا لڑکا ہون جو گوشت کے سوکھے ٹکڑے کھایا کرتی تھی[3]،،

ایک بار حضرت حدیبیہؓ نے آپ کو مسجد مین اکڑوں بیٹھے ہوئے دیکھا اون پر آپکے اس خضوع و خشوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اوٹھین[4]،

اس رعب و داب کا یہ اثر تھا کہ صحابہ کرام آپ کو کسی بات پر ٹوک نہین سکتے تھے، ایک بار آپ پر عصر یا ظہر کی نماز مین نسیان طاری ہوگیا اور صرف دو رکعتین ادا فرمائین، بہت سے صحابہ مسجد سے یہ کہتے ہوئے نکل آے کہ رکعات نماز مین کمی کردی گئی جماعت مین حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ بھی شریک تھے، لیکن آپ کی ہیبت سے کچھ پوچھ

---

[1] سنن ابن ماجہ فضل ابی بکرؓ الصدیق، [2] ابوداود کتاب الصلوۃ باب فیمن صلی فی منزلہ ثم ادرک الجماعۃ یصلی معھم، [3] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب القدید، [4] شمایل ترمذی باب ماجاء فی حلیۃ رسول اللہ صلعم،

نہین سکتے تھے، بالآخر حضرت ذوالیدینؓ نے آپ سے دریافت فرمایا کہ "آپ بھول گئے، یا نماز مین کمی ہوگئی"، تمام صحابہ نے اس کی تصدیق کی، لیکن زبان نہ ہل سکی، بلکہ اشارون مین حضرت ذوالیدینؓ کی تائید کی[1]،

حضرت عمرو بن العاصؓ فاتح مصر بڑے پایہ کے صحابی تھے، لیکن اون کا بیان ہے کہ "مین آپ کا حلیہ نہین بیان کرسکتا، کیونکہ مین نے آپ کو کبھی آنکھ بھر کر دیکھنے کی جرأت نہین کی[2]"،

آپ کا کوکبہ جلال نظر آتا تھا تو صحابہ کانپ کانپ اوٹھتے تھے، آپ حجۃ الوداع مین ناقہ پر سوار ہوکر نکلے تو آپ کے ہاتھ مین درہ تھا، لوگون پر اسقدر ہیبت طاری تھی کہ کہتے تھے "طبطبیہ طبطبیہ" یعنی اس کوڑے سے بچتے رہو[3]،

صحابہ کرام کے بچون تک کے رگ وریشہ مین آپ کا رعب وداب سرایت کرگیا تھا، ایک بار حضرت ابا[؟] بچپن مین باپ کے ساتھ آپ کی خدمت مین گئے، آپ کا دیدار ہوا تو اون کے باپ نے پوچھا کہ جانتے ہو یہ کون ہین؟ بولے "نہین" کہا کہ "رسول اللہ صلعم ہین" یہ سننے کے ساتھ ہی اون کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، اون کا خیال تھا کہ آپ کی شکل وصورت تمام آدمیون سے مختلف ہوگی، لیکن اون کو نظر آیا کہ آپ بھی آدمی ہی ہین اور آپ کے سر پر لمبے لمبے بال ہین[4]،

اطاعت رسولؐ، | صحابہ کرام جس طوع ورضا، کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی اطاعت کرتے تھے

[1] ابوداود کتاب الصلوٰۃ باب السہو فی السجدتین، [2] مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یہدم ماقبلہ وکذا الحج، والہجرۃ، [3] ابوداود کتاب النکاح باب فی تزویج من لم یولد، [4] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۲۶،

اوس کے متعلق احادیث مین نہایت کثرت سے واقعات مذکور ہین ذیل کے چند واقعات سے اون کا اندازہ ہو سکے گا،

آپ ایک سفر مین تھے، دیکھا تو صحابہ کے اونٹون پر سرخ اون کے دھاریدار گدے نظر آے، فرمایا کہ "اب مجھکو یہ سرخی نظر نہ آے"، تمام صحابہ نے اس سرعت کے ساتھ دوڑ کر اون کو پھینکدیا کہ بہت سے اونٹ بدک اوٹھے،[1]

ایک بار حضرت زینبؓ اپنے کپڑے رنگوا رہی تھین، آپ گھر مین آئے تو اولٹے پانؤن واپس گئے، آپ نے اگرچہ منھ سے کچھ نہین فرمایا تھا، تاہم حضرت زینبؓ آپ کی نگاہ عتاب کو تاڑ گئین اور تمام کپڑون کے رنگ کو دھو ڈالا،[2]

آپ نے ایک صحابی کو ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے دیکھا، فرمایا یہ کیا ہے؟ وہ سمجھ گئے، کہ آپ نے ناپسند فرمایا، فوراً گھر مین آئے اور اوس کو چولھے مین ڈالدیا،[3]

حضرت خریم اسدیؓ ایک صحابی تھے جو نیچی تہ بند باندھتے تھے اور لمبے بال رکھتے تھے ایک روز آپ نے فرمایا خریم اسدی کتنا اچھا آدمی تھا اگر لمبے بال نہ رکھتا اور نیچی تہبند نہ پہنتا" اون کو معلوم ہوا تو فوراً قینچی منگائی، اوس سے بال کترے اور تہبند اونچی کرلی،[3]

بی بی سب کو عزیز ہے، لیکن جب آپ نے تخلف غزوہ تبوک کی بناپر تمام مسلمانون کو حضرت کعب ابن مالکؓ سے قطع تعلق کا حکم دیا، اور اخیر مین اون کو بی بی سے بھی علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی، تو بولے کہ طلاق دیدون یا اور کچھ" لیکن آپ کے قاصد نے

[1] ابو داود کتاب اللباس باب فی الحمرة، [2] سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب کراہیتہ المعصفر للرجال، [3] ابو داود کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار،

کہا "صرف علیحدگی مقصود ہی"، چنانچہ اونھون نے فوراً بی بی کو میکے مین بھیجدیا[1]،

شادی بیاہ کا معاملہ نہایت نازک ہوتا ہی، لیکن صحابہ کرام کو اطاعت رسولؐ نے ان معاملات مین غور و فکر کرنے سے بے نیاز کر دیا تھا، حضرت ربیعہ اسلمی ایک نہایت مفلس صحابی تھے، ایک بار آپ نے اون کو نکاح کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ "جاو انصار کے فلان قبیلے کی لڑکی سے نکاح کر لو"، وہ آئے اور کہا کہ "رسول اللہ صلعم نے مجھے تمہارے یہان نکاح کے لئے بھیجا ہے"، سب نے اون کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلعم کا قاصد ناکامیاب نہین جاسکتا، چنانچہ فوراً ادھون نے اسکی تعمیل کی[2]،

پابندی احکام رسولؐ، رسول اللہ صلعم جو حکم دیتے تھے اون مین جو وقتی ہوتے تھے صحابہ کرام فوراً اون کی تعمیل کرتے تھے اور جو دائمی ہوتے تھے ہمیشہ اون کے پابند رہتے تھے اور اوس کے خلاف کبھی اون سے کوئی حرکت صادر نہین ہوتی تھی،

آپ کے زمانہ مین عورتین بھی شریک جماعت ہوتی تھین، اِس حالت مین اقتضاے کمال عفت و عصمت یہ تھا کہ اون کے لئے مسجد کا ایک دروازہ مخصوص کر دیا جائے اِس بنا پر آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا،

لو ترکنا ھذا الباب للنساء، کاش ہم یہ دروازہ صرف عورتون کے لئے چھوڑ دیتے،

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ نے اس شدت کے ساتھ اس کی پابندی کی کہ تا دم مرگ اوس دروازے سے مسجد مین داخل نہین ہوئے[3]،

[1] بخاری کتاب المغازی، باب غزوہ تبوک، [2] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۵۸، [3] ابو داود کتاب الصلوۃ باب فی خروج النساء الی المسجد،

رسول اللہ صلعم نے حکم دیا تھا،

من زار قوما فلا یومھم ولیومھم رجل منھم، — جو شخص کسی قوم کے یہان جاے، وہ اون کی امامت نہ کرے بلکہ خود اوسی قوم کا کوئی شخص اس فرض کو ادا کرے،

ایک بار حضرت مالک بن حویرثؓ ایک قوم کی مسجد مین آئے، لوگون نے امامت کی درخواست کی، اونھون نے انکار کردیا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے منع فرمایا ہی،[1]

ایک بار حضرت ابوسعید خدریؓ نماز پڑھ رہے تھے ایک قریشی نوجوان سامنے سے گذرا، اونھون نے اوسکو ڈھکیل دیا وہ باز نہ آیا، پھر ڈھکیلا، وہ نہ رکا، تیسری بار پھر ڈھکیلا، نماز پڑھ چکے، تو فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ نماز کو اگرچہ کوئی چیز توڑ نہین سکتی تاہم اگر کوئی چیز سامنے آجائے تو جہان تک ممکن ہو اوس کو دفع کرو کیونکہ وہ شیطان[2] ہے،

ایک بار آپ نے فرمایا کہ "جس شخص نے غسل جنابت مین ایک بال کو بھی خشک چھوڑ دیا اوس پر دوزخ مین یہ عذاب ہوگا"، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس پر جس شدت سے عمل کیا اوسکو خود اونھون نے بیان کیا ہے،

فمن ثم عادیت راسی فمن ثم عادیت راسی فمن ثم عادیت راسی[3] — یعنی اسی دن سے مین نے اپنے سر سے دشمنی کر لی، دشمنی کرلی، دشمنی کرلی، (یعنی برابر سر منڈواتا رہا)

رسول اللہ صلعم نے شوہر کے علاوہ اور اعزہ کے ماتم کے لئے صرف تین دن مقرر

---

[1] ابوداود کتاب الصلوۃ باب امامۃ الزایر، [2] ابوداود کتاب الصلوۃ باب من قال لا یقطع الصلوۃ شیئ، [3] ابوداود کتاب الطھارۃ باب فی الغسل من الجنابۃ،

فرماے تھے، صحابیات نے اِس کی اِس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش رض کے بھائی کا انتقال ہوگیا، تو چوتھے دن کچھ عورتین اون سے ملنے آئین، اونھون نے اون سب کے سامنے خوشبو لگائی، اور کہا کہ مجھکو خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن مین نے آپ سے منبر پر سنا ہے کہ کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا ماتم کرنا جائز نہین،، اسلیئے یہ اوسی حکم کی تعمیل تھی،

جب حضرت ام حبیبہ رض کے والد نے انتقال کیا تو اونھون نے تین روز کے بعد تیل لگایا، خوشبو ملی، اور کہا کہ "مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، صرف اس حکم کی تعمیل مقصود تھی"[1]

پہلے یہ دستور تھا کہ جب صحابہ کرام سفر جہاد مین منزل پر قیام فرماتے تھے تو ادھر اودھر پھیل جاتے تھے، ایک بار آپ نے فرمایا کہ "یہ تفرق و تشتت شیطان کا کام ہے"، اِس کے بعد صحابہ کرام نے اس کی اِس شدت کے ساتھ پابندی کی، کہ جب منزل پر اوترتے تھے تو اس قدر سمٹ جاتے تھے کہ اگر ایک چادر تان لی جاتی تو سب کے سب اوس کے نیچے آجاتے[2]،

رسول اللہ صلعم نے تجارت کے متعلق جو احکام جاری فرمائے تھے اون مین ایک یہ تھا،

لا یبیع حاضر لباد، شہری لوگ بدوون کا مال نہ خریدین،

اس غرض سے ایک بدو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رض کے پاس آیا، لیکن اونھون نے کہا "مین تو

[1] ابوداود کتاب الطلاق باب حداد المتوفی عنہا زوجہا، [2] ابوداود کتاب الجہاد باب ما یومر من انضمام العسکر،

تم سے نہین خرید سکتا البتہ بازار مین جاؤ، بایع کی تلاش کرو، مین صرف مشورہ دیدونگا[1]"

حضرت حذیفہؓ کے سامنے مداین کے ایک رئیس نے سونے کے پیالے مین پانی پیش کیا، اونھون نے اوٹھاکر پھینکدیا اور فرمایاکہ "مین نے اس کو منع کیا تھا یہ باز نہ آیا رسول اللہ صلعم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے[2]"

آپ نے مردون کے لئے حریر کی ممانعت فرمائی تھی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک بار بازار مین ایک کپڑا خریدا دیکھا تو اوس مین حریر کے دہاگے نظر آے فوراً واپس کردیا[3]،

رسول اللہ صلعم نے پہلے یمن کی گورنری پر حضرت ابو موسی اشعریؓ کو روانہ فرمایا، اون کے بعد حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھیجا، حضرت معاذ بن جبلؓ آئے تو دیکھاکہ حضرت ابو موسی اشعریؓ کے سامنے ایک مجرم کھڑا ہوا ہی، حضرت ابو موسی اشعریؓ نے سواری سے اوترنے کو کہا، لیکن اونھون نے مجرم کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہے؟ بولے "یہودی تھا اسلام لاکر مرتد ہوگیا ہے،، فرمایا" جب تک خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق قتل نہ کردیا جائیگا، مین نہ اوترون گا" اونھون نے دوبارہ سہ بارہ اوترنے کے لئے اصرار کیا، لیکن اون کا یہی جواب تھا، چنانچہ جب وہ قتل ہوچکا تو سواری سے اوترے[4]،

[1] ابوداود کتاب البیوع باب فی النہی ان یبیع حاضر لباد، [2] ابوداود کتاب الاشربہ باب الشرب فی آنیۃ الذہب والفضہ، [3] ابوداود کتاب اللباس باب الرخصۃ فی العلم وخیط الحریر، [4] ابوداود کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد، لیکن اسکے بعد کی روایت مین ہی کہ حضرت معاذؓ نے ۲۰ دن تک سمجھایا بجھایا جب وہ راہ راست پر نہ آیا تو قتل کردیا،

ایک بار حضرت ابوبکرؓ ایک مجلس مین آے، ایک شخص تعظیم کے لئے اوٹھا، اونھون نے بیٹھنے سے انکار کیا، اور کہا کہ "رسول اللہ صلعم نے اس سے منع فرمایا ہی"[1]

ایک بار حضرت عائیشہؓ کے پاس ایک سائل آیا، اونھون نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیا، پھر اس کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا اونھون نے اوس کو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا، لوگون نے اس تفریق پر اعتراض کیا، تو بولین رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی،

انزلوا الناس منازلھم[2]، ہر شخص سے اوس کے درجے کے مطابق برتاو کرو،

ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے مین مرد و عورت مل جل کے چل رہے ہین، عورتون کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا، "پیچھے رہو، تم وسط راہ سے نہین گذر سکتین" اسکے بعد یہ حال ہوگیا کہ عورتین اسقدر گلی کے کنارے سے چلتی تھین کہ اون کے کپڑے دیوارون سے اولجھ جاتے تھے،[3]

حضرت محمدؓ ابن اسلمؓ نہایت کبیر السن صحابی تھے لیکن جب بازار سے پلٹ کر آتے اور چادر اوتار کر رکھتے تو کہتے کہ خدا کی قسم مین نے مسجد رسول اللہ مین نماز نہین پڑھی، حالانکہ آپ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جو شخص مدینہ مین آے تو جب تک اس مسجد مین دو رکعت نماز نہ پڑھ لے گھر کو واپس نہ جاے، یہ کہکر چادر اوٹھاتے اور مسجد نبوی مین دو رکعت نماز پڑھکے گھر واپس آتے،[4]

حضرت سفیان جب حالت کفر مین تھے تو صحابہ کرام اون سے سخت عداوت

[1] ابوداود کتاب الادب باب فی الرجل یقوم للرجل من مجلسہ، [2] ابوداود کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلھم، [3] ابوداود کتاب الادب باب فی مشی النساء فی الطریق، [4] اسد الغابہ تذکرہ حضرت محمدؓ ابن اسلمؓ،

رکھتے تھے، لیکن غزوہ احزاب مین آپ نے حضرت حذیفہؓ کو حکم دیا کہ کفار کی خبر لائین، لیکن اون سے چھیڑ چھاڑ نہ کرین، وہ آئے تو دیکھا کہ سفیان آگ تاپ رہے ہین، کمان مین تیر جوڑ لیا اور نشانہ لگانا چاہا لیکن رسول اللہ صلعم کا حکم یاد آگیا، اور رک گئے،[1]

جو صحابہ رافع بن ابی الحقیق یہودی کے قتل کرنے کے لئے گئے تھے، اون کو رسول اللہ صلعم نے حکم دیا تھا کہ اوس کے بچون اور عورتون کو نہ قتل کرین، اون لوگون نے اِس شدت کے ساتھ اِس حکم کی پابندی کی کہ ابن ابی الحقیق کی عورت نے باوجودیکہ اسقدر شور کیا کہ قریب تھا کہ اونکا راز فاش ہوجاتا، لیکن اون لوگون نے صرف آپ کے حکم کی بناپر اوس پر ہاتھ اوٹھانا پسند نہ کیا،[2]

ادب حرم نبوی، رسول اللہ صلعم کے تعلق سے صحابہ کرام ازواج مطہرات کا اسقدر ادب کرتے تھے، کہ جب آپ کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سجدے مین گر پڑے، لوگون نے کہا آپ اس وقت سجدہ کرتے ہین؟ بولے، "جب قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کر لیا کرو، پھر ازواج مطہرات کی موت سے بڑھکر قیامت کی کون سی نشانی ہوگی،[3]

مقام سرف مین حضرت میمونہؓ نے وفات پائی، تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بھی ساتھ تھے، بولے کہ "یہ میمونہؓ ہین انکا جنازہ اوٹھاؤ تو مطلق حرکت و جنبش نہ دو،[4]

بعض صحابہ عزت و محبت کی وجہ سے ازواج مطہرات پر اپنی جائدادین وقف

[1] مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب، [2] موطاء امام مالک کتاب الجہاد باب النہی عن قتل النساء والولدان فی الغزو، [3] ابو داود کتاب الصلوۃ باب السجود عند الآیات، [4] نسائی کتاب النکاح ذکر امر رسول اللہ صلعم فی النکاح و ازواجہ و ما اباح اللہ عز و جل لنبیہ صلعم و بخاری کتاب النکاح

کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ازواج مطہرات کے لئے ایک باغ کی وصیت کی تھی، جو چار ہزار پر فروخت کیا گیا[۱]،

خلفاء ازواج مطہرات کے ادب و احترام کا نہایت لحاظ رکھتے تھے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت مین ازواج مطہرات کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے طیار کرائے تھے، جب اون کے پاس میوہ یا اور کھانے کی کوئی عمدہ چیز آتی تو اون پیالون مین کرکے تمام ازواج مطہرات کی خدمت مین بھیجتے تھے[۲]،

سنہ ۲۳ ہجری مین جب حضرت عمرؓ امیر الحاج بنکر گئے تو ازواج مطہرات کو بھی نہایت ادب و احترام کے ساتھ ہمراہ لے گئے، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کو سواریون کے ساتھ کر دیا تھا، یہ لوگ آگے پیچھے چلتے تھے اور کسی کو سواریون کے قریب نہین آنے دیتے تھے، ازواج مطہرات منزل پر اوترتی تھین تو خود حضرت عمرؓ کے ساتھ قیام کرتی تھین، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کسی کو قیامگاہ کے متصل آنے کی اجازت نہین دیتے تھے[۳]،

---

[۱] ترمذی کتاب المناقب مناقب حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ، [۲] موطاء امام مالک کتاب الزکوۃ باب حرمۃ اہل الکتاب والمجوس،
[۳] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ،

فضائل اخلاق

مسکین نوازی، صحابہ کرام نہایت مسکین نواز اور غریب پرور تھے، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو مساکین کے ساتھ خاص انس تھا، اون کے پاس اکثر بیٹھتے تھے اور اون سے باتین کرتے تھے، اسلیئے رسول اللہ صلعم اون کو ابوالمساکین کی کنیت سے پکارتے تھے، حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہی کہ "مین تمام صحابہ سے قرآن مجید کی وہ آتیین پوچھا کرتا تھا، جو مجھے اچھی طرح معلوم تھین، اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ کوئی کھانا کھلائے، جب حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے پوچھنے کا اتفاق ہوتا تو وہ پہلے گھر لیجا کر کھانا کھلاتے پھر جواب دیتے[۱]، اگر گھر مین کچھ نہوتا تو خالی گھی کا کپہ اوٹھا لاتے، اوسکو پھاڑ ڈالتے، اور ہم لوگ اوسکو چاٹ لیتے[۲]"،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ معمولاً کسی مسکین کی شرکت کے بغیر کھانا نہین کھاتے تھے، اون کے سامنے جب دسترخوان چناجاتا اور اتفاق سے کسی معزز شخص کا گذر ہو جاتا تو اون کے اہل وعیال اوس کو شریک طعام کر لیتے، لیکن وہ خود اوس کو نہین بلاتے، البتہ جب کوئی مسکین سامنے سے گذرتا، تو اوس کو ضرور شریک طعام کرتے

[۱] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب جعفر بن ابی طالب، [۲] بخاری کتاب المناقب مناقب جعفر بن ابی طالب الہاشمی،

اور کہتے کہ یہ لوگ اوس کو بلاتے ہین جس کو کھانے کی خواہش نہین، اور اوسکو چھوڑ دیتے ہین، جس کو کھانے کی خواہش ہی"[1]

ایک بار لوگون نے اون کی بی بی کو ملامت کی کہ تم اچھی طرح اون کی خدمت نہین کرتین، بولین "کیا کرون، اون کے لئے جب کھانا تیار کیا جاتا ہی تو کسی مسکین کو ضرور شریک کر لیتے ہین"، چنانچہ اس کے انسداد کے لئے جو فقرا، ومساکین اون کے راستے مین بیٹھتے تھے، اونھون نے اون سے کہلا بھیجا کہ اب اون کے راستے مین نہ بیٹھو، وہ مسجد سے نماز پڑھ کے نکلے تو اون لوگون کو گھر سے بلوا بھیجا، اون کی بی بی نے اون سے کہدیا تھا کہ بلانے پر بھی نہ آنا، چنانچہ وہ لوگ نہ آئے، تو اوس رات[2] کو کھانا نہین کھایا،

حضرت حارثہ بن النعمانؓ اندھے ہو گئے تھے، اسلئے دروازے سے ایک دھاگا باندھ رکھا تھا، جب کوئی مسکین آتا تو ٹوکری سے کچھ کھجورین لے لیتے اور دھاگے کے سہارے سے دروازے تک آکر اوس کو دیدیتے، گھر کے لوگون نے کہا "ہم آپ کا یہ کام کر سکتے ہین" بولے "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مسکین کو دینا بری جگہ پر گرنے سے محفوظ رکھتا ہے[3]"،

ایک دن حضرت عائشہؓ روزے سے تھین، اور گھر مین ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، اسی حالت مین ایک مسکین عورت آئی، تو اونھون نے لونڈی سے کہا کہ

[1] بخاری کتاب الاطعمہ باب المومن یاکل فی معی واحد، وطبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ،
[2] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، [3] اصابہ تذکرۂ حضرت حارث بن النعمانؓ،

وہ روٹی اِس کو دیدو" اوس نے کہا" افطار کِس چیز سے کیجئے گا" بولین" دے تو دو" شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہا" لے کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے"[1]

استعفاف، صحابہ کرام اگرچہ مفلس اور نادار تھے لیکن کسی کے سامنے دست سوال نہین پھیلاتے تھے، ایک بار چند صحابی رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے، اور بیعت کی، شرائط بیعت مین ایک شرط یہ بھی تھی،

لا تسألوا الناس شیئاً — لوگون سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا،

ان لوگون نے اِس شدت کے ساتھ اِس کی پابندی کی کہ اگر راہ مین کوڑا بھی گرجاتا تھا تو کسی سے یہ نہین کہتے تھے کہ" اوٹھا کر دیدو"[2]

حضرت ابوبکر صدیق اونٹنی پر سوار ہوتے تھے اور ہاتھ سے لگام گرجاتی تھی تو اونٹنی کو بٹھا کر اوترتے تھے اور خود اپنے ہاتھ سے اوس کو اوٹھاتے تھے، لوگ کہتے کہ" آپ نے ہم سے کیون نہین کہا ہم اوٹھا دیتے"، فرماتے میرے حبیب رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ کسی سے کچھ نہ مانگ[3]،

ایک بار آپ نے فرمایا کہ" جو شخص یہ ضمانت کرے کہ کسی سے سوال نہ کرے گا مین اوس کے لیے جنت کی ضمانت کرتا ہون"، آپ کے موئی ثوبان بولے" مین یہ ضمانت کرتا ہون"، چنانچہ اس کے بعد وہ کسی سے کچھ نہین مانگتے تھے[4]،

ایک بار حکیم ابن حزام نے آپ سے سوال کیا، آپ نے اون کا سوال پورا کیا

---

[1] موطاے امام مالک کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقہ، [2] ابوداود کتاب الزکوۃ باب کراہیۃ المسئلۃ، [3] مسند ابن حنبل جلد اصفحہ ۱۱، [4] ابوداود کتاب الزکوۃ باب کراہیۃ المسئلۃ،

پھر مانگا پھر دیا، پھر مانگا پھر عنایت فرمایا، لیکن اس کے ساتھ یہ نصیحت بھی فرمائی، کہ "اے حکیم مال نہایت شیرین اور خوشرنگ چیز ہے، جو شخص اوس کو فیاض دلی کے ساتھ لیتا ہے اوس کو برکت نصیب ہوتی ہی، اور جو لوگ اوسکو حرص وطمع کے ساتھ حاصل کرتے ہین اون کو برکت نصیب نہین ہوتی، اور وہ مثل اوس آدمی کے ہوتا ہے جو کھاتا تو ہی لیکن اوس کا پیٹ نہین بھرتا، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہرحال بہتر ہے"

حضرت حکیم ابن حزامؓ نے اوسی وقت عہد کر لیا کہ اب کسی سے کچھ نہ مانگون گا، اور اس عہد کو اس شدت کے ساتھ پورا کیا کہ حضرت ابو بکرؓ اون کو عطیہ دینے کے لئے طلب فرماتے تھے اور وہ انکار کر دیتے تھے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت مین اونکو عطیہ دینا چاہا، مگر اونھون نے رد کر دیا، بالآخر حضرت عمرؓ نے فرمایا، کہ مسلمانو! گواہ رہنا مین حکیم کو اونکا حق دیتا ہون اور وہ قبول نہین کرتے[1]"

حضرت مالک بن سنانؓ سوال کو اسقدر موجب ننگ و عار سمجھتے تھے کہ ایک بار تین دن تک بھوکے رہے لیکن کسی سے کچھ نہین مانگا، رسول اللہ صلعم کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ "جس شخص کو عفیف المسالہ شخص کا دیکھنا منظور ہو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے[2]"

اصحاب صفہ اگرچہ ناداری کی وجہ سے بالکل دوسرون کے دست نگر تھے، تاہم الحاح ولجاجت کے ساتھ سوال کرنا اون کی شان سے بالکل بعید تھا، یہی وجہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک مین اونکے اس مخصوص وصف امتیازی کی تعریف کی ہی،

[1] ترمذی ابواب الزہد و بخاری کتاب الزکوۃ، [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت مالک بن سنانؓ،

یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم بسیماهم لا یسئلون الناس الحافا،

جو لوگ اون کی حالت سے ناواقف ہین وہ اون کی غیر سائلانہ بے نیازی سے اونکو دولت مند سمجھتے ہین، تم صرف اونکے بشرے سے اونکو پہچان سکتے ہو کیونکہ وہ کسی سے گڑگڑا کر کچھ نہین مانگتے،

مجامع عام مین غیرون سے مانگنا تو بڑی بات ہے، صحابہ کرام کی غیرت اسکو بھی گوارا نہین کرتی تھی، کہ باپ مان سے بھری محفل مین سوال کیا جائے، حضرت فاطمہ رض گھر کے کام کاج سے تنگ آگئی تھین، رسول اللہ صلعم کے پاس کچھ لونڈی غلام آے حاضر خدمت ہوئین کہ آپ سے ایک غلام مانگین دیکھا کہ آپ سے کچھ لوگ باتین کر رہے ہین، شرم کے مارے واپس آئین[1]،

اگر کبھی سوال کا موقع بھی آتا تو صحابہ کرام شرم وحیا سے علانیہ سوال نہین کرتے تھے بلکہ صرف حسن طلب سے کام لیتے تھے، حضرت ابوہریرہ رض اصحاب صفہ مین تھے، جن کا تمغہ امتیاز صرف فقر و فاقہ تھا، اون کی حالت یہ تھی کہ بھوک کے مارے زمین پر پیٹ کے بل پڑ رہتے تھے، پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے، لیکن کسی سے علانیہ کچھ نہین مانگتے تھے، ایک روز شاہراہ عام پر بیٹھ گئے، حضرت ابوبکر رض کا گذر ہوا، تو اون سے ایک آیت پوچھی، وہ گذر گئے اور کچھ توجہ نہ کی، حضرت عمر رض کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا، اس حسن طلب سے اون کا مقصد صرف یہ تھا کہ کوئی صاحب متوجہ ہون، اور اپنے ساتھ لیجا کر کھانا کھلائین، لیکن دستگیر کونین کے سوا کون ان لطیف اشارون کو سمجھ سکتا تھا؟

[1] ابوداود کتاب الادب باب فی التسبیح،

رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا تو آپ نے فوراً اون کی ضرورت کا احساس کیا، اور ساتھ لیجا کر اون کو اور اون کے ساتھ تمام اہل صفہ کو دودھ پلایا[1]،

ایثار، صحابہ کرام جس طرح نوع انسان مین فرد کامل کی حیثیت رکھتے تھے اوسی طرح اللہ تعالیٰ نے اون کو اون اوصاف کے ساتھ متصف کیا تھا جو محاسن اخلاق کے تمام انواع و اصناف مین کمال کا درجہ رکھتے ہین، فیاضی ایک اخلاقی وصف ہی، لیکن ایثار فیاضی کی اعلیٰ ترین قسم ہے، اور وہ صحابہ کرام مین عموماً پائی جاتی تھی، ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت عمرؓ کو عطیہ دینا چاہا، لیکن اونھون نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ "یہ اوس کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو[2]"،

ایک بار ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا، سوء اتفاق سے آپ کے گھر مین پانی کے سوا کچھ نہ تھا، اسلئے آپ نے فرمایا "آج کی شب کون اس مہمان کا حق ضیافت ادا کرے گا؟ ایک انصاری نے کہا" مین یا رسول اللہ" چنانچہ اوسکو ساتھ لیکر گھر آئے، بی بی سے پوچھا کچھ ہے؟ بولین" صرف بچون کا کھانا ہی" بولے "بچون کو تو کسی طرح بہلاو، جب مین مہمان کو گھر لے آؤن تو چراغ بجھا دو اور مین اوس پر لب و دہن کی مصنوعی حرکت سے یہ ظاہر کرون گا کہ ہم بھی ساتھ کھا رہے ہین" چنانچہ اونھون نے ایسا ہی کیا، صبح کو آپ کی خدمت مین حاضر ہوے تو فرمایا کہ "رات خدا تمھارے اس حسن سلوک سے بہت خوش ہوا اور یہ آیت نازل فرمائی،

---

[1] ترمذی ابواب الزہد، [2] بخاری کتاب الزکوۃ باب من اعطاہ اللہ شیئاً من غیر مسئلۃ ولا اشراف نفس،

ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ[1]

وہ دوسرون کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہین، گو وہ خود تنگدست ہون،

حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت مین رومیون سے جنگ ہوئی، تو ایک شخص نے غنیمت مین گھڑے بھر اشرفیان پائین اور امیر الجیش کے سامنے لاکر رکھدین اونھون نے برابر حصون مین تمام مسلمانون پر تقسیم کردیا اور فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلعم کا یہ حکم نہوتا کہ خمس سے پہلے کسی کو عطیہ نہین دیا جاسکتا تو یہ اشرفیان تمھین کو دیتا، لو یہ میرا حصہ حاضر ہے" مگر اوس نے انکار کردیا،[2]

حضرت عایشہؓ نے رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے پہلو مین اپنی قبر کے لیے جگہ مخصوص کر رکھی تھی، لیکن جب حضرت عمرؓ نے اون سے درخواست کی تو اونھون نے یہ تختۂ جنت اون کو دیدیا اور فرمایا،

کنت ارید لنفسی ولاؤثرن بہ الیوم علی نفسی،

مینے خود اپنے لئے اوسکو محفوظ رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی ہون[3]،

ایک غزوہ مین حضرت عکرمہؓ حضرت حارث بن ہشامؓ، حضرت سہیل بن عمروؓ زخم کھاکر زمین پر گرے، نزع کا وقت تھا، لیکن اِس حالت مین اخلاقی روح اور بھی زیادہ زندہ ہوگئی تھی، ایک شخص پانی لایا اور حضرت عکرمہؓ کو پلانا چاہا، لیکن اونھون نے دیکھا کہ حضرت سہیلؓ بحسرت پانی کی طرف دیکھ رہے ہین، بولے "پہلے اون کو پلاآو"

---

[1] مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ و بخاری، [2] ابوداود، [3] بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ،

حضرت سہیلؓ کے پاس پانی آیا تو اونھون نے دیکھا کہ حضرت حارثؓ کی نگاہ بھی پانی کی طرف ہے، بولے "اون کو پلا آو"، بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کے مونھ مین پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گیا، اور سب نے تشنہ کامی کی حالت مین جان دیؔ،

فیاضی، اگرچہ صحابہ کرام کے تمام اخلاقی محاسن نے اسلام کو تقویت دی، لیکن سب سے زیادہ اسلام کو صحابہ کی فیاضی سے رسوخ و ثبات حاصل ہوا، مدینہ رسول اللہ صلعم کے لئے غربتکدہ تھا، لیکن انصار کی فیاضی نے آپ کو اپنی آنکھون مین جگہ دی، مہاجرین کو اپنے گھرون مین ٹھہرایا اور اون کو اپنے مال و دولت کا شریک و سہیم بنادیا، چنانچہ جب مہاجرین مدینہ مین آئے تو انصار نے اپنی تمام زمینین اور باغات اون کو اِس شرط پر دیدیئے کہ یہ لوگ کمائین اور سال مین نصف پیداوار تقسیم کر لیا کرین، حضرت ام سلیمؓ نے اپنا نخلستان خاص رسول اللہ صلعم کے لئے وقف کر دیا،

حضرت سعد بن الربیعؓ نے جائداد کے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کو اپنی ایک بی بی بھی دینا چاہی، لیکن اونھون نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا،[۲]

یہ حالت غزوہ خیبر یعنی ۷ھ ہجری تک قایم رہی لیکن جب خیبر فتح ہوا تو مہاجرین نے انصار کے باغ واپس کر دیئے[۳]،

رسول اللہ صلعم کی شان استغنا نے اگرچہ انصار سے خدا کے گھر کے لئے بھی زمین مانگی تو قیمت دینا چاہی لیکن انصار کی فیاضی نے اس کا معاوضہ صرف خدا سے لینا چاہا،

[۱] استیعاب تذکرہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل، [۲] بخاری، [۳] مسلم کتاب الجہاد باب رد المہاجرین الی الانصار منائحہم من الشجر والثمر حین استغنوا عنہا بالفتوح،

اور نہایت فراخ حوصلگی کے ساتھ کہا،

لا نطلب ثمنه الا الی اللّٰه، ہم اوس کی قیمت صرف خدا سے مانگتے ہین،

اسلام مین عمری ایک خاص قسم کا ہبہ ہے، جس کے معنی یہ ہین کہ ایک شخص عمر بھر کے لئے کسی پر کوئی چیز ہبہ کر دے، مدینہ مین مہاجرین آئے تو انصار نے ہر قسم کی اعانت و امداد کے ساتھ مہاجرین کو بہت سی جائداد بطور عمری کے دینی چاہی، لیکن رسول اللہ صلعم نے منع فرمادیا،[۲]

انصار مین حضرت سعد بن عبادہؓ فیاضی مین عام طور پر مثل تھے، روزانہ یہ معمول تھا کہ جب شام ہوتی تو ایک آدمی پکارتا کہ جس کو گوشت اور چربی کی خواہش ہو وہ اون کے یہان آئے، رسول اللہ صلعم مدینہ مین آے تو زیادہ تر وہی کھانا تیار کروا کے بھیجتے تھے، اصحاب صفہ کی معاش کا زیادہ تر دار مدار اونھی کی فیاضی پر تھا، چنانچہ جب شام ہوتی تو اور صحابہ اون مین سے ایک دو کو لیجاتے، لیکن وہ اسی آدمیون کو لیجا کر کھانا کھلاتے،[۳]

مہاجرین مین حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے ساتھ ہجرت کی تو اپنا کل مال جس کی تعداد پانچ یا چھ ہزار تھی نیک کامون مین صرف کرنے کے لئے ساتھ لیتے گئے، اون کے والد ابو قحافہ گھر مین آئے تو کہا "تم لوگون کو وہ مصیبت مین مبتلا کر کے چلا گیا"، حضرت اسماءؓ نے اون کی تسکین کے لئے بہت سی کنکریان جمع کین اون کو طاق مین رکھا اور

[۱] ابو داود کتاب الصلوٰۃ باب فی بناء المسجد، [۲] مسلم کتاب الفرایض باب العمری، [۳] اصابہ تذکرہ حضرت سعد بن عبادہؓ،

ایک کپڑے سے ڈہانک کر کہا کہ" ہاتھ سے ٹٹول لیجئے"، (وہ اندھے تھے) سب کچھ چھوڑ گئے ہین[1]

مہاجرین مین حضرت عثمانؓ جس طرح بہت بڑے دولت مند تھے، بہت بڑے فیاض بھی تھے، عہد نبوت مین جب مسلمانون کی تعداد مین اضافہ ہوا تو آپ نے مسجد کو وسیع کرنا چاہا، مسجد کے متصل ایک قطعہ زمین تھا، جس کی نسبت آپ نے فرمایا کون اسکو خرید کر خدا کے حوالے کرتا ہے؟ حضرت عثمانؓ نے اوسکو ۲۰ ہزار درہم پر خرید کر وقف مسجد کر دیا، مسلمانون کو پانی کی تکلیف تھی، بیر رومہ کو خرید کر وقف عام فرما دیا، غزوہ تبوک مین ایک متمدن سلطنت کا مقابلہ تھا، اور صحابہ کرام کے پاس سامان جہاد بہت کم تھا، اونھون نے تنہا نہایت فیاضی کے ساتھ تمام سامان مہیا کیا،[2]

غزوہ تبوک کے زمانہ مین آپ کی خدمت مین ہرقل کا قاصد آیا، چونکہ آپ عموماً قاصدون سے لطف و مراعات کے ساتھ پیش آتے تھے، اسلئے آپ نے معذرت کی کہ "ہم لوگ اس وقت سفر مین ہین، اگر ممکن ہوا تو ہم تمھین صلہ دین گے،، حضرت عثمانؓ نے سُنا تو پکارے کہ مین صلہ دونگا، چنانچہ اپنے توشہ دان سے ایک حلہ صفوریہ نکالکر اوس کو دیا، پھر آپ نے فرمایا کہ کون اسکو اپنا مہمان بنائیگا؟ ایک انصاری نے کہا مین اس کے لیے حاضر ہون[3]،،

تقویت اسلام کے علاوہ ذاتی طور پر بھی صحابہ کرام کی فیاضیون کا دریا عموماً بہتا رہتا تھا، حضرت مقدادؓ ایک صحابی تھے، وہ چند رفقاء کے ساتھ حضرت امیر معاویہؓ کے

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۵۰، [2] نسائی کتاب الجہاد فضل من جہز غازیا، [3] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۴۲،

دربار مین حاضر ہوئے، اور اونھون نے اون کو ایک بڑا مالی عطیہ دیا، لیکن اونھون نے اپنے تمام رفقا، پر برابر برابر تقسیم کر دیا[1]،

حضرت قیس بن سعدؓ نہایت فیاض اور بہادر صحابی تھے، غزوات مین انصار کا علم اونہی کے ہاتھ مین رہتا تھا، اور وہ اس عزت کو اپنی فیاضی سے قایم رکھتے تھے، ایک غزوہ مین وہ قرض لیکر فوج کو کھانا کھلاتے تھے، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اس فوج مین شریک تھے، دونون بزرگون نے مشورہ کیا، کہ اگر ان کو اسی حال پر چھوڑ دیا گیا، تو اپنے باپ کا تمام سرمایہ برباد کر دینگے، اسلئے اون کو روکنا چاہا، حضرت سعدؓ کو معلوم ہوا تو رسول اللہ صلعم کے پیچھے کھڑے ہو کر کہا کہ "مجھکو ابن قحافہ اور ابن خطاب سے کون بچائیگا؟ یہ میرے بیٹے کو بخیل بنانا چاہتے ہین[2]"،

حضرت عدیؓ حاتم طائی کے بیٹے تھے، ایک بار اون سے ایک شخص نے سو درہم مانگے تو بولے "حاتم کے بیٹے سے صرف سو درہم مانگتا ہی، خدا کی قسم نہ دونگا[3]"،

حضرت عائشہؓ اس قدر فیاض تھین کہ جو کچھ ہاتھ مین آجاتا تھا، اوس کو صدقہ کر دیتی تھین، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اون کو روکنا چاہا، تو اس قدر برہم ہوئین کہ اون سے بات چیت کرنے کی قسم کھالی، حضرت اسماءؓ بھی اسی درجہ کی فیاض تھین، لیکن دونون بہنون کے طرز عمل مین اختلاف تھا، حضرت عائشہؓ کا معمول یہ تھا، کہ جمع کرتی جاتی تھین، جب معتد بہ سرمایہ جمع ہوجاتا تھا تو اُسکو تقسیم کر دیتی تھین، لیکن حضرت اسماءؓ کل کے لئے

---

[1] ابوداود کتاب اللباس باب فی جلود النمور، [2] اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۵ تذکرہ حضرت قیس بن سعدؓ، [3] مسلم کتاب النذر باب نذر من حلف یمینا فرای غیرھا خیرا منہا ان یاتی الذی ہو خیر ویکفر عن یمینہ، [4] بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش،

کچھ نہ رکھ چھوڑتی تھین، جو کچھ ملتا تھا روز کار و زصرف کر دیا کرتی تھین[1]،

ایک بار حضرت منکدر بن عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہوئے بولین کہ "تمھارے کوئی لڑکا ہی"، اونھون نے کہا "نہین" فرمایا اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو مین تم کو دیدیتی، حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اونکے پاس روپے بھیجے، بولین "کس قدر جلد میری آزمایش ہوئی" فوراً آدمی بھیجکر اون کو بلوایا اور دس ہزار درہم دیدئے، اونھون نے اِس رقم سے ایک لونڈی خرید لی اور اوس سے اون کے متعدد بچے پیدا ہوئے[2]،

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ اگر اون سے کوئی سایل سوال کرتا اور اون کے پاس کچھ نہ ہوتا، تو اوس کو دستاویز لکھدیتے، کہ جب ہو گا تو دیا جائیگا، ہر جمعہ کو اپنے بھائی بند کو جمع کرتے اون کو کھانا کھلاتے، خلعت پہناتے اور اون کے گھرون پر صلے بھیجتے، ہر جمعرات کو کوفہ کی مسجد مین ایک غلام کے ہاتھ اشرفیون کے توڑے بھیجتے، کہ نمازیون کے آگے رکھ آئے، اِس بنا پر اوس دن مسجد مین نمازیون کا ازدحام ہو جاتا، مرتے وقت اون پر اسی ہزار اشرفیون کا قرض تھا، بیٹے نے پوچھا یہ قرض کیونکر ہوا بولے "کسی شریف کی حاجت روائی کی، کسی حیادار آدمی کو اوس کے سوال کرنے سے پہلے دیدیا، اوسی مین یہ قرض ہوا[3]،

حضرت قیس بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ اِس قدر فیاض تھے کہ اون کے پاس ایک پیالہ تھا

---

[1] ادب المفرد باب السخاوۃ، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ منکدر بن عبداللہ، [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ،

وہ جہان جاتے تھے، اوس مین ایک آدمی گوشت اور مالیدہ بھر کے لے چلتا تھا اور پکارتا جاتا تھا، کہ هلموا الی اللحم والثرید، یعنی آؤ اور گوشت اور مالیدہ کھاؤ، ایک بار ایک بڑھیا نے اون سے کہا کہ میرے گھر مین چوہے نہین رہتے، بولے "کیا خوب کنایہ ہی، اسکا گھر روٹی، گوشت، گھی اور کھجور سے بھردو[1]"

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی فیاضی کا یہ حال تھا، کہ ایک بار اون کے پاس ۲۰ ہزار درہم سے زیادہ آئے، اونھون نے اوسی مجلس مین بیٹھے بیٹھے لوگون کو دیدیا یہان تک جب کل خرچ ہو چکا تو ایک شخص کو اونہی مین سے قرض لیکر دیا وہ اکثر روزے سے رہتے تھے، لیکن جب کوئی مہمان آجاتا تھا تو روزہ توڑ دیتے تھے کہ فیاضی کی وجہ سے کھانا کھلانا اون کو بہت پسند تھا، اون کے دسترخوان پر اس کثرت سے لوگ جمع ہوجاتے تھے کہ بعض لوگون کو کھڑے کھڑے کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تھا، ایک بار اون کی خواہش سے مچھلی پکائی گئی، سامنے آئی تو ایک سایل آیا اونھون نے اوس کو اوٹھا کر دیدیا، ایک بار بیمار ہوئے، لوگون نے اون کے لئے ایک درہم پر پانچ انگور خریدے سامنے سے سایل گذرا اونھون نے اوس کو دینا چاہا، لوگون نے کہا کہ "ہم اوس کو دیدینگے" لیکن نہ مانے بالآخر بعد کو لوگون نے اوس سے خرید لیا[2]،

کف لسان، حدیث شریف مین آیا ہی،

من وقاہ اللہ شر اثنتین ولج الجنۃ — جس شخص کو خدا نے دو چیزونکی برائی سے محفوظ رکھا وہ

[1] حسن المحاضرہ جلد اصفحہ ۹۵، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ،

ما بین لحییہ وما بین رجلیہ (موطا امام مالک) جنت مین داخل ہوا یعنی زبان اور شرمگاہ،

اسلئے صحابہ کرام غیبت، بدگوئی، نکتہ چینی، فحاشی سب وشتم اور لایعنی باتون سے نہایت احتراز کرتے تھے،

حضرت حارث بن ہشام رض نہایت کم سخن تھے، ایک بار اونھون نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ کوئی ایسا عمل بتایئے جس کا مین التزام کرلون، آپ نے زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ "اسکو قابو مین رکھو" وہ پہلے ہی سے کم سخن تھے اونھون نے کہا کہ یہ نہایت آسان کام ہے، لیکن اون کا بیان ہو کہ "جب مین نے اس پر عمل کرنا چاہا تو وہ نہایت دشوار معلوم ہوا"[1]

ایک بار حضرت عبدالرحمان بن حارث رض نے حضرت عائشہ رض وحضرت ام سلمہ رض کی سند سے مروان کے سامنے ایک حدیث بیان کی، اس کے پہلے حضرت ابوہریرہ رض اس کے مخالف روایت کرچکے تھے، مروان نے اون کو قسم دلائی کہ رد و قدح کے ذریعہ سے ابوہریرہ رض کو جاکر دق کرو، لیکن اونھون نے اسکو پسند نہین کیا،

ایک روز اتفاق سے حضرت ابوہریرہ رض مل گئے، اونھون نے نہایت نرمی سے کہا "مین تم سے ایک بات کہتا ہون اور اگر مروان نے قسم نہ دلائی ہوتی تو نہ کہتا،" اسکے بعد حضرت عائشہ رض اور حضرت ام سلمہ رض کی روایت بیان کی،[2]

ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت جابر بن سلیم رض کو چند نصیحتین کین جن مین ایک

---

[1] استیعاب تذکرہ حضرت حارث بن ہشام رض، [2] بخاری کتاب الصوم باب الصایم یصبح جنبا،

یہ تھی، کہ کسی کو بُرا بھلا نہ کہو، وہ فرماتے ہین کہ "اِس کے بعد مین نے اِنسان تو اِنسان اونٹ اور بکری کی نسبت بھی نا ملائم الفاظ استعمال نہین کیے[1]"۔

ایک بار حضرت شداد بن اوسؓ سفر مین تھے، منزل پر اوترے تو غلام سے کہا کہ "چھری لاؤ اوس سے کھیلین" چونکہ یہ فعل عبث تھا حضرت حسان بن عطیہؓ نے اس پر نکتہ چینی کی، بولے کہ "جب سے مین اسلام لایا بجز اس کلمہ کے جو بات کہتا تھا اوس کو لگام اور مہار دونون لگا لیتا تھا، سو تم لوگ میری اِس بات کو یاد نہ کرو[2]"۔

اگر صحابہ کرام کی زبان سے کوئی سخت لفظ نکل جاتا تھا تو اوس پر اون کو سخت ندامت ہوتی تھی، ایک بار حضرت ابو بکرؓ نے حضرت ربیعہ اسلمیؓ کو ایک سخت کلمہ کہدیا جس پر اون کو سخت ندامت ہوئی، اور حضرت ربیعہؓ سے کہا کہ "تم بھی مجھے ایسا ہی کلمہ کہو تاکہ بدلہ ہو جائے"، اونھون نے کہا "مین ایسا نہین کر سکتا"، بولے "تو پھر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین استغاثہ کرون گا"، اونھون نے اب بھی انکار کیا معاملہ آپ تک پہنچا تو آپ نے حضرت ربیعہؓ سے کہا کہ "تم نے بہت اچھا کیا، لیکن ابو بکر کے لئے استغفار کرو"، اونھون نے اون کے لئے دعائے مغفرت مانگی، تو وہ روتے ہوئے واپس آئے[3]،

ایک بار حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکرؓ مین سخت کلامی ہو گئی، بعد کو حضرت ابو بکرؓ کو ندامت ہوئی اور حضرت عمرؓ سے معافی مانگی، اونھون نے انکار کیا، تو

---

[1] استیعاب تذکرہ حضرت جابر بن سلیمؓ، [2] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۲۳، [3] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۵۸ و ۵۹،

گھبرائے ہوئے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے، آپ نے تین بار فرمایا "خدا تمھاری مغفرت کرے،" اب حضرت عمرؓ کو بھی پشیمانی ہوئی، دوڑے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے گھر آئے، اون سے ملاقات نہوئی، تو رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہے، کانپ اوٹھے اور دوزانو ہو کر کہا یا رسولؐ اللہ مین نے بڑا ظلم کیا[1]،

ان مخصوص حالات کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ عموماً تعنت لسان پر نادم رہتے تھے، اور اوس کی اصلاح کرتے تھے، ایک بار حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ وہ اپنی زبان کھینچ رہے ہین، بولے خدا آپ کی مغفرت کرے اِس فعل سے باز آئیے، بولے اسی نے تو مجھکو تباہ کیا ہے[2]،

عیب پوشی، ایک شخص ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، ہم لوگ اوس کو افسانہ بزم و انجمن بنا لیتے ہین، لیکن صحابہ کرام برائیون کو چھپاتے تھے، اور نیکیون کو نمایان کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اون کے عہد مین دنیا کے سیاہ چہرے پر عیب پوشی کی نورانی چادر پڑی ہوئی تھی، ایک دن حضرت عقبہ بن عامرؓ سے اون کے میر منشی نے کہا کہ "میرے پڑوسی شراب پیتے ہین، مین نے اون کو منع کیا، باز نہ آئے اب مین پولیس کو بُلاتا ہون" اونھون نے کہا "جانے دو" اوس نے دوسری بار پھر یہی گذارش کی بولے "جانے بھی دو مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے،

[1] بخاری کتاب المناقب فضائل ابی بکرؓ [2] موطائے امام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فیما یخاف من اللسان،

من ستر علی عورة فستر ها کان احیی موؤدةً[1]، جس نے عیوب پر پردہ ڈالا، اوس نے گویا زندہ درگور لڑکی کو جلالیا،

حضرت ابو بکرؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور زنا کا اقرار کیا، بولے اور کسی سے کہا ہی، کہا نہین، فرمایا خدا کی بارگاہ مین توبہ کرو، اور اپسر خدا کا پردہ ڈال لو، کیونکہ خدا بندون کی توبہ قبول کرتا ہی، لیکن اوس کو تسکین نہین ہوئی اور حضرت عمرؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اونھون نے بھی یہی جواب[2] دیا،

حضرت ابو بکرؓ فرماتے تھے کہ اگر مین چور کو پکڑتا تو میری سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی کہ خدا اوس کے جرم پر پردہ ڈالدے[3]،

انتقام نہ لینا

اگر دشمن کسی مصیبت مین مبتلا ہو جائے تو ہمارے لئے انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہین مل سکتا، لیکن صحابہ کرام کے دل مین خدا اور رسولؐ کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟

حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ مین باہم نوک جھونک رہتی تھی، لیکن جب حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا گیا اور رسول اللہ صلعم نے حضرت زینبؓ سے اون کی اخلاقی حالت دریافت فرمائی تو بجائے اس کے کہ وہ انتقام لیتین، بولین کہ مین اپنے کان اور آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہون، مجھے اون کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہین ہی، حضرت عائشہؓ کو خود اعتراف ہی کہ،

[1] ابو داؤد کتاب الادب باب فی الستر علی المسلم، [2] موطاے امام محمد باب الاقرار بالزنا، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ زبید بن الصلت،

وھی التی تسامینی فعصمہا اللہ یا لورع[۱] وہ اگرچہ میری حریف مقابل تھین لیکن خدانے تورع کیوجہ سے اونکو بچالیا

انتقام تو بڑی چیز ہی، صحابہ کرام اپنے دشمنون سے بغض رکھنا بھی پسند نہین کرتے تھے، حضرت معاویہ بن خدیج نے حضرت عایشہؓ کے بھائی محمدؓ بن ابی بکرؓ کو قتل کر دیا تھا، ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، حضرت عایشہؓ نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ مین معاویہ کا سلوک کیسا رہا؟ اوس نے کہا "اون مین کوئی عیب نہ تھا، سب لوگ اون کے مداح رہے، اگر کوئی اونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اوس کی جگہ دوسرا اونٹ دیتے تھے، اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اوس کی جگہ دوسرا گھوڑا دیتے تھے، اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو وہ اوس کی جگہ دوسرا غلام دیتے تھے، حضرت عایشہؓ نے یہ سنکر کہا "استغفر اللہ اگر مین اون سے اِس بنا پر دشمنی رکھون کہ اونھون نے میرے بھائی کو قتل کیا، مین نے خود رسول اللہ صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سُنا ہے، کہ خداوندا جو شخص میری اُمت کے ساتھ ملاطفت کرے تو بھی اوس کے ساتھ ملاطفت کر، اور جو اون پر سختی کرے تو بھی اوس پر سختی کر[۲]،

مسلمانون کی ایذا رسانی سے اجتناب، حدیث شریف مین آیا ہی،

المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ — مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہین،

بعض صحابہ اِس حدیث پر اس شدت سے عمل کرتے تھے کہ حضرت عایذ بن عمرؓ اپنے

[۱] بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضھن بعضا، [۲] اسد الغابہ تذکرہ حضرت معاویہ بن خدیجؓ،

گھر کا پانی بھی گھر سے باہر نہین نکلنے دیتے تھے، لوگون نے اس کی وجہ پوچھی تو بولے کہ مسلمانون کے راستے مین پانی گرانے سے زیادہ مجھے یہ پسند ہے، کہ اپنے ہی حجرے مین اپنے طشت کو ڈھال دون[1]"،

حلم، فیض تربیت نبوی نے صحابہ کرام کو نہایت نرم خو حلیم، اور بردبار بنا دیا تھا، ایک بار ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو برا بھلا کہا وہ خاموش رہے اوس نے دوسری بار پھر کلمات ناشایستہ کہے وہ چپ رہے، تیسری بار پھر اون کا اعادہ کیا تب اوس کا جواب[2] دیا،

ایک بار ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے سامنے حضرت ابو بکرؓ کو برا بھلا کہنا شروع کیا، وہ خاموش تھے اور آپ اوس کی جرأت پر تعجب کے ساتھ مسکراتے جاتے تھے، جب وہ حد سے گذر گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے بھی جواب دیا، آپ سخت برہم ہوئے اور فرمایا کہ "جب تک تم خاموش تھے تمھاری طرف سے ایک فرشتہ اوس کا جواب دیتا تھا، لیکن جب تم نے جواب دیا تو بیچ مین شیطان آگیا[3]"،

حضرت سلمان فارسیؓ مداین کے گورنر تھے، لیکن حلم و بردباری کا یہ حال تھا کہ ایک بار راستے مین جا رہے تھے، ایک شخص بانس کا بوجھ لئے جا رہا تھا اوس سے اون کا بدن چھل گیا، اوس کے پاس پھر کے آے اور اوس کا شانہ ہلا کر کہا کہ "جب تک نوجوانون کی حکومت کا زمانہ نہ دیکھ لو تمھین موت نہ آئے[4]"، وہ عبا پہن کر نکلتے تو لوگ

[1] اصابہ تذکرہ حضرت عایذ بن عمرو بن ہلالؓ، [2] ابوداود کتاب الادب باب فی الانتصار، [3] مشکوۃ کتاب الآداب،
[4] یعنی وہ میری طرح اس کے متحمل نہ ہون گے،،

اون کو دیکھکر کہتے: "کرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہین؟ لوگ کہتے کہ "آپ کو ایک کھلونے سے تشبیہ دیتے ہین" لیکن وہ یہ سنکر صرف اس قدر کہتے کہ اون کا کوئی جرم نہین، نیکی آج کے دن کے بعد ہے"

راستے مین بچے اون کو کھیل سمجھ کر گھیر لیتے، لوگ کہتے، کہ امیر کے پاس سے ہٹ نہین جاتے،، فرماتے" اونکو جانے دو،،

ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، چند نوجوان سپاہیون کے سامنے سے گذرے تو وہ سب اُن کو دیکھکر ہنس پڑے اور تمسخر آمیز لہجے مین کہا کہ" یہی تمھارے سپہ سالار ہین" ایک شخص نے کہا کہ دیکھئے تو یہ لوگ کیا کہتے ہین؟ بولے، جانے بھی دو۱،

مہمان نوازی، | مہمان نوازی اہل عرب کے محاسن اخلاق کا نہایت نمایان جزو تھی، اور اسلام نے اوس کو اور بھی نمایان کر دیا تھا، اسلئے صحابہ کرام کی زندگی مین مہمان نوازی کی بکثرت مثالین ملتی ہین، رسول اللہ صلعم کی خدمت مین ایک بار وفد بنو منتفق حاضر ہوا سو اتفاق سے آپ گھر مین موجود نہ تھے، لیکن حضرت عائشہؓ نے فوراً خزیرہ (عرب کا ایک کھانا تھا) کے تیار کرنے کا حکم دیا، اور مہمانون کے سامنے ایک طبق مین کھجورین رکھوادین، آپ تشریف لائے تو حسب معمول سب سے پہلے دریافت فرمایا کہ کچھ ضیافت کا سامان ہوا یا نہین؟ اون لوگون نے کہا" یہ تو ہو چکا۲،،

ایک بار ایک شخص حضرت ابو ذرؓ کی خدمت مین حاضر ہوا، اونھون نے باصرار

۱ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ، ۲ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الاستنثار،

کھانا منگوایا، اور کہا کہ "کھاؤ مین روزہ سے ہون[1]"

ایک بار حضرت ابو الدرداءؓ کی خدمت مین ایک شخص آیا، اونھون نے کہا کہ "اگر آپ قیام کرین تو ہم آپ کے ناقہ کو چرنے کے لئے چھوڑ دین اور اگر جانا چاہین تو اوس کو چارہ کھلا دین" وہ بولا کہ "مین جانا چاہتا ہون" فرمایا تو مین تم کو ایک زاد راہ دیتا ہون، اگر اس سے بہتر کوئی زاد راہ ہوتا تو مین اوس کو تمھارے ساتھ کر دیتا" یہ کہکر ایک حدیث بیان[2] کی،

رسول اللہ صلعم کی خدمت مین جو وفود آتے تھے، آپ اون کو صحابہ کرام کے سپرد کر دیتے تھے، اور وہ نہایت فیاضی کے ساتھ اون کی مہمانی کرتے تھے، آپ کی خدمت مین وفد عبد القیس حاضر ہوا تو آپ نے انصار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا" اپنے بھائیون کی خاطر مدارات کرو، کیونکہ شکل مین، صورت مین، وضع مین اور اسلام مین وہ تم سے بہت کچھ مشابہ ہین، اور بلا جبر و اکراہ اسلام لائے ہین" انصار نے اون کو ہاتھون ہاتھ لے لیا، صبح کے وقت وہ لوگ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا "تمھارے بھائیون نے تمھاری خاطر مدارات کیسی کی؟ بولے" بڑے اچھے لوگ ہین، ہمارے لئے نرم بچھونے بچھائے، عمدہ کھانے کھلائے اور رات بھر کتاب و سنت کی تعلیم دیتے رہے" آپ نہایت خوش ہوئے، اور ہر ایک نے جو کچھ پڑھا تھا اوس کو سنایا[3]،

حضرت ام شریکؓ نہایت دولت مند اور نہایت فیاض صحابیہ تھین، اونھون نے

---

[1] ادب المفرد باب من قدم الی ضیفہ طعاما فقام یصلی، [2] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۹۶، [3] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۳۲،

اپنے مکان کو مہمان خانہ بنا دیا تھا، رسول اللہ صلعم کی خدمت مین باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر اونھین کے مکان پر ٹھہرتے تھے[۱]،

تحفظ عزت، حضرت محمد بن مسلمہؓ جب کعب بن اشرف کے قتل کے لئے آئے، اور اوس سے قرض لینے کا بہانہ کیا تو اوس نے اپنی ونارت طبعی سے اون کی آل اولاد کو گرو کردانا چاہا، لیکن وہ بولے سبحان اللہ لوگ ہماری اولاد کو طعنہ دینگے کہ دو وسق غلہ پر گرو تھے[۲]،

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ جس روز شہید ہوئے، اوس روز اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس تشریف لے گئے، اونھون نے اون کو دیکھا تو بولین، بیٹا قتل کے خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط نہ قبول کر لینا جس مین تم کو ذلت برداشت کرنا پڑے، خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مرجانا اِس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کرلی جاے،

شاعرون کی حوصلہ افزائی اگرچہ صحابہ کرام کے تقدس کے خلاف تھی، تاہم تحفظ عزت کے لئے وہ اس فرقہ کو بھی محروم نہین کرتے تھے، ایک بار حضرت عمران بن حصینؓ کی خدمت مین ایک شاعر آیا جس کو اونھون نے صلہ دیا، لوگون نے کہا آپ شاعر کو انعام دیتے ہین؟ بولے اپنی عزت کو قایم رکھتا ہون[۳]،

صبر و ثبات، مردون پر نوحہ و بکا کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، مدتون مرثیہ خوانی کرنا، عرب کا قومی شعار تھا، لیکن فیض تربیت نبویؐ نے صحابہ کرام کو صبر کا اسقدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کا لڑکا بیمار ہوا اور وہ صبح کے وقت اوس کو بیمار چھوڑ کر کام

[۱] نسائی کتاب النکاح باب الخطبۃ فی النکاح، [۲] ابوداود کتاب الجہاد باب فی العدو یوتی علی غرۃ ویتشبہ بہم و بخاری کتاب المغازی، [۳] ادب المفرد باب اعطاء الشاعر اذا خاف شرہ،

کاج کے لئے باہر چلے گئے، اور اون کی عدم موجودگی مین لڑکا جان بحق تسلیم ہوگیا، اون کی بی بی نے لوگون سے کہدیا تھا کہ ابوطلحہ سے نہ کہنا، وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہی؟ بولین "پہلے سے زیادہ سکون کی حالت مین ہی" یہ کہکر سامنے کھانا لائین، اور اونھون نے کھانا کھایا، اس کے بعد معمول سے زیادہ بن ٹھن کے سامنے آئین، اور اون کے ساتھ ہم بستر ہوئین، صبح ہوئی تو استعارۃً کہا کہ "اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریۃً دے اور پھر اوسکا مطالبہ کرے تو کیا اوس کو اوس کے روک رکھنے کا حق حاصل ہی؟" بولے "نہین" بولین "تو پھر اپنے بیٹے کو صبر کرو"[۱]

رسول اللہ صلعم غزوہ اُحد سے واپس ہوئے تو تمام صحابیات اپنے اپنے اعزہ واقارب کا حال پوچھنے آئین، انہی مین حضرت حمنہ بنت جحش رضؓ بھی تھین، وہ آئین تو آپ نے فرمایا کہ "حمنہ اپنے بھائی عبداللہ بن جحش کو صبر کرو" اونھون نے انا للہ پڑھا اور اون کے لئے دعاء مغفرت کی، پھر فرمایا کہ "اپنے ماموں حمزہؓ بن عبدالمطلب کو بھی صبر کرو" اونھون نے اِس پر بھی انا للہ پڑھا اور دعائے مغفرت کرکے خاموش ہو رہین[۲]،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے واقد بن عبداللہ نے انتقال کیا تو اونھون نے تجہیز وتکفین کے بعد بدؤون کو بلایا اور اون کے ساتھ دوڑ مین آگے نکل جانے کی بازی لگائی، اِس پر حضرت نافع نے کہا کہ "ابھی آپ واقد کو دفن کرکے آئے ہین اور ابھی بدون

[۱] مسلم کتاب الآداب باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ وحملہ الی صالح یحنکہ وجواز تسمیتہ یوم ولادتہ واستحباب التسمیتہ بعبداللہ وابراہیم وسایر اسماء الانبیاء علیہم السّلام وکتاب الفضایل باب من فضایل ابی طلحۃ الانصاری وبخاری کتاب الجنایز، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمنہ بنت جحش رضؓ،

کے ساتھ دوڑنا چاہتے ہین" فرمایا" اے نافع جب مشیت ایزدی اپنا کام کرچکی تو اوس کے نتائج کو کسی نہ کسی طرح بہلا ہی دینا چاہئے[1]"

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب حجاج سے معرکہ آرا ہوئے تو اون کی والدہ حضرت اسماءؓ بیمار تھین، وہ اون کے پاس آئے اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ "مرنے مین آرام ہے" بولین "شاید تم کو میرے مرنے کی آرزو ہے لیکن جب تک دو باتون مین سے ایک نہو جائے مین مرنا پسند نہ کرون گی، یا تم شہید ہوجاؤ اور مین تم کو صبر کرلون یا فتح وظفر حاصل کرو کہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون" چنانچہ جب وہ شہید ہوچکے تو حجاج نے اون کو سولی پر لٹکا دیا، حضرت اسماءؓ باوجود پیرانہ سالی کے اِس عبرت گاہ مین آئین، اور بجائے اِس کے کہ روتی پیٹتین، حجاج کی طرف مخاطب ہو کر کہا، کیا اِس سوار کے لئے ابھی تک وہ وقت نہین آیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اوتر آئے[2]،

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ایک سفر مین تھے، اسی حالت مین اپنے بھائی حضرت قثم ابن عباسؓ کے انتقال کی خبر سُنی، پہلے انا للہ پڑھا، پھر راستے سے ہٹ کر دو رکعت نماز ادا کی، نماز سے فارغ ہو کر اونٹ پر سوار ہوئے اور یہ آیت پڑھی،

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین[3]،	صبر اور نماز کے ساتھ طلب اعانت کرو نماز بجز خشوع وخضوع کرنے والون کے سب پر گران ہے،

اسی صبر وثبات کا یہ نتیجہ تھا کہ جب کفار نے حضرت خبیبؓ کو شہید کرنا چاہا تو اوﻬون نے

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ واقد بن عبداللہ، [2] استیعاب تذکرہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت قثم ابن عباسؓ،

نہایت اطمینان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ اگر تم کو یہ خیال نہو تا کہ مین مرنے سے ڈرتا ہون تو ان رکعات کو اور طویل کرتا،" اس کے بعد یہ اشعار پڑھے،

ولست ابالی حین اقتل مسلماً[1] | علی ای شق کان للہ مصرعی
جبکہ مین مسلمان ہو کر مرتا ہون، | تو اس کی کیا پرواکہ میرا دھڑ کس بل گریگا
وذلک فی ذات الالہ وان یشاء | یبارک علی اوصال شلو ممزع
یہ مرنا تو خدا کے لیئے ہی، اگر وہ چاہے، | تو ان کٹے ہوئے جوڑون پر برکت نازل کرسکتا ہے

جرائت وشجاعت، جرائت وشجاعت کا اظہار کبھی دشمنون کے ہجوم مین ہوتا ہی، کبھی میدان جنگ مین اور کبھی ظالم بادشاہون کے سامنے، صحابہ کرام مین یہ اخلاقی جوہر موجود تھا اسلئے اوس کا ظہور ان تمام موقعون پر ہوتا تھا،

حضرت ابوذر غفاریؓ نہایت قدیم الاسلام صحابی ہین، وہ مکہ مین آکر ایمان لائے تو رسول اللہ صلعم نے اون کو ہدایت کی کہ اِس وقت اپنے وطن کو واپس جاؤ اور اپنی قوم کو میری بعثت کی خبر کرو، لیکن اونھون نے نہایت پرجوش لہجے مین کہا کہ "اوس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہی مین کفار مکہ کے سامنے ہی اپنے عقیدہ کا اعلان کرون گا،" حالت یہ تھی کہ وہ غریب الوطن تھے، مکہ مین اون کا کوئی حامی ومددگار نہ تھا، لیکن باایں ہمہ وہ مسجد حرام مین آئے اور بآواز بلند کہا "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ" اِس آواز کا سننا تھا کہ کفار ٹوٹ پڑے اور

[1] بخاری کتاب الجہاد باب قتل الاسیر،

کنکر سے، پتھر سے، ہڈی سے مارنا شروع کیا، یہان تک کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑے، اوٹھے تو خون آلود جسم سُرخ بُت معلوم ہوتا تھا، لیکن اونھون نے دوسرے دن پھر اسی جوش کے ساتھ خانۂ کعبہ مین اپنے اسلام کا اعلان کیا، اور کفار نے پھر اسی طرح یورش کی[1]،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ چھٹے[2] مسلمان ہین، اون سے پہلے کوئی مسلمان خانہ کعبہ مین علانیہ تلاوت قرآن کی جرائت نہین کر سکتا تھا، لیکن وہ اسلام لائے تو ایک روز تمام صحابہ نے جمع ہو کر کہا کہ ابتک قریش نے قرآن مجید کو کسی کی زبان سے علانیہ نہین سُنا اِس کی جرات کون کر سکتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا "مین" صحابہ کرام نے کہا کہ "ہم کو تمھاری نسبت خوف ہے، ہم ایسا آدمی چاہتے ہین جس کا قبیلہ ہو تا کہ کفار حملہ کرین تو وہ اوس کی طرف سے مدافعت کر سکے" بولے "مجھے جانے دو، خدا میری حفاظت کرے گا" اوٹھے اور ٹھیک دوپہر مین آئے، خانہ کعبہ مین قریش انجمن آرا تھے، مقام کے پاس پہونچکر باآواز بلند کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الرحمٰن علم القرآن، "کفار نے سُنا تو کہا کہ ابن ام عبد کیا کہتا ہے؟ غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیتین ہین، دفعۃً تمام کفار ٹوٹ پڑے اور زد و کوب کرنے لگے وہ پلٹے تو چہرے پر زخمون کے نشان دیکھکر صحابہ نے کہا کہ "ہم کو اسی کا تو ڈر تھا" بولے "خدا کے دشمن آج سے زیادہ مجھے کبھی کمزور نظر نہین آئے، اگر کہو تو کل بھی اسی طرح اون کو علانیہ قرآن سُنا آؤن[2]،

[1] بخاری کتاب المناقب باب اسلام ابیؓ ذر، [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،

حضرت عمرؓ اسلام لائے تو پہلے اپنے ماموں کے گھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، اوںھوں نے دروازہ کھولا تو کہا "تمھیں معلوم ہی مین صابی ہوگیا"، وہان سے ایک سردار قریش کے پاس آئے اور وہان بھی یہی گفتگو ہوئی، وہان سے نکلے تو ایک آدمی نے کہا کہ تم اپنے اسلام کا اعلان کرنا چاہتے ہو؟ بولے "ہان"، اوس نے کہا تو اس کی صورت یہ ہی کہ جب کفار خانہ کعبہ مین حجر اسود کے پاس جمع ہون تو تم وہان جاؤ، اون مین ایک آدمی ہی، جو افشاے راز مین بدنام ہی، اوس کے کان مین یہ راز کہدو وہ اعلان کردیگا"
اوںھوں نے خانہ کعبہ مین جاکر اوس کے کان مین کہا تو وہ آواز بلند پکارا کہ "عمر بن الخطاب صابی ہوگیا"، کفار دفعتہً ٹوٹ پڑے، اور باہم زدوکوب ہونے لگی، بالآخر اون کے ماموں نے اپنی آستین سے اشارہ کیا کہ مین اپنے بھانجے کو اپنی پناہ مین لیتا ہون، اب کفار رُک[1] گئے،

غزوات مین صحابہ کرام نے جس طرح داد شجاعت دی، صحابیات کے بہادرانہ کارنامے اوس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہین، غزوہ حنین مین کفار نے اِس زور شور سے حملہ کیا تھا، کہ میدان جنگ لرز اوٹھا تھا، لیکن حضرت ام سلیمؓ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ مین خنجر لئے ہوئے منتظر تھین کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اوس کا کام تمام کردین، چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اون کے ہاتھ مین خنجر دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہی؟ بولین "چاہتی ہون کہ کوئی کافر قریب آئے تو پیٹ مین بھونک دون[2]"،

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عمرؓ، [2] ابو داود کتاب الجہاد باب فی السلب یعطی القاتل،

غزوہ خندق مین رسول اللہ صلعم نے تمام بی بیون کو ایک قلعہ مین کر دیا تھا، ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا، حضرت صفیہؓ نے دیکھا تو حضرت حسانؓ سے کہا یہ جاسوس معلوم ہوتا ہی جاؤ اور اوس کو قتل کردو" بولے "تمھین تو یہ معلوم ہی کہ مین اس میدان کا مرد نہین، اب حضرت صفیہؓ خود اوترین اور خیمہ کی ایک مینخ اوکھاڑ کر اوس کو ایسا مارا کہ وہین ٹھنڈا ہوگیا[1]،

تمام عرب حجاج کے ظلم وستم سے کانپتا تھا، لیکن جب اوس نے عبداللہ بن زبیرؓ کو پھانسی دی اور اون کی والدہ حضرت اسماءؓ کو بلوا بھیجا تو اونھون نے آنے سے انکار کیا، دوسری بار آدمی بھیجا کہ اگر اب کی نہ آئین تو بال پکڑ کر گھسٹوا بلواؤن گا"، اونھون نے پھر انکار کیا اور کہا کہ "اون لوگون کو بھیجدو جو بال پکڑ کر مجھے گھسیٹ لیجائین" مجبوراً حجاج خود آیا اور کہا کہ "دیکھا مین نے خدا کے دشمن کے ساتھ کیا کیا؟ بولین" ہان دیکھا، تم نے اوس کی دنیا خراب کی اوس نے تمھاری آخرت کو برباد کیا، مجھے معلوم ہوا ہی کہ تم اوس کو طنزاً ابن ذو النطاقین کہتے تھے، (دو پٹکون والی عورت کا لڑکا) خدا کی قسم ذو النطاقین مین ہی ہون، ایک پٹکے مین مین نے ہجرت کے وقت رسول اللہ صلعم اور حضرت ابو بکرؓ کا زادراہ باندھا تھا، اور دوسرا پٹکا عورت کا معمولی پٹکا ہے، جس سے وہ بے نیاز نہین ہوسکتی، آپ نے فرمایا ہی کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک ہلا کو پیدا ہوگا، کذاب (مسیلمہ) کو تو ہم دیکھ چکے، میرا خیال ہی کہ ہلا کو تو ہے،، حجاج اوٹھ کھڑا ہوا

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ،

اور کچھ جواب نہ دیا،

اعتراف گناہ، اگرچہ صحابہ کرام چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی بڑا سمجھتے تھے اور اوس سے اجتناب کرتے تھے، چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہین،

انکم لتعملون اعمالا ھی ادق فی اعینکم من الشعر ان کنا نعدھا علی عھد النبی صلعم من الموبقات[2]،

تم لوگ بہت سے کام کرتے ہو جو تمھین بال سے بھی زیادہ باریک یعنی حقیر نظر آتے ہین، لیکن ہم لوگ عہد نبوت مین اون کو ھلاک ترین گناہ مین شمار کرتے تھے،

تاہم بمقتضاے بشریت اون سے کبھی کبھی بعض گناہ سرزد ہوجایا کرتے تھے، لیکن ہم مین اور اون مین یہ فرق ہی کہ ہم گناہ کرتے ہین تو طرح طرح کے ریاکارانہ طریقون سے اوسکو چھپاتے ہین، لیکن صحابہ کرام، نہایت صداقت اور راست بازی کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے گناہون کا اعتراف کرتے تھے اور طالب مغفرت ہوتے تھے،

ایک بار ماہ رمضان مین حضرت سلمہ بن صخرؓ نے اپنی بی بی سے ظہار کیا، یعنے ایک ماہ کے لئے تعلقات منقطع کر لئے، ایک روز بی بی چاندنی رات مین مصروف خدمت تھی اوس سے مقاربت کر لی، چونکہ اس حالت مین مقاربت ناجائز تھی، پہلے اپنی قوم کو اس واقعہ کی خبر کی اور کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین لے چلو، لوگون نے

---

[1] مسلم کتاب الفضائل، باب ذکر کذاب ثقیف ومبیرہا، [2] بخاری کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب،

انکار کیا تو خود گئے اور آپ کو واقعہ سے اطلاع دی، آپ نے فرمایا" تم اور ایسا کام؟ بولے" ہان یا رسولؐ اللہ مین خدا کے حکم پر صابر رہون گا، جو فیصلہ ہو صادر فرمائیے،[۱]

ایک بار روزے کے دن مین حضرت عمرؓ نے بی بی کا بوسہ لے لیا، رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آئے اور کہا کہ" مین نے بڑا قصور کیا ہی" آپ نے فرمایا" اگر تم روزے کی حالت مین کلی کر لو تو اوس کی نسبت تمھارا کیا خیال ہی؟ بولے" اِس مین تو کوئی ہرج نہین" ارشاد ہوا کہ اسی طرح اس کو بھی جانے دو،[۲]

ایک بار رمضان کے دن مین رسول اللہ صلعم مسجد مین تشریف فرما تھے ایک صحابی نے آکر کہا" یا رسولؐ اللہ مین تو جل بھنا" آپ نے پوچھا کیا حال ہی؟ بولے بی بی سے مقاربت کر لی"[۳]

صداقت، حضرت عایشہؓ فرماتی ہین کہ" جھوٹ سے زیادہ کوئی خلق اصحاب رسولؐ اللہ کے نزدیک مبغوض نہ تھا، اگر کوئی شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت مین جھوٹ بول دیتا، تو صحابہ کرام کے دل مین اوس وقت تک اس کی کھٹک باقی رہتی، جب تک وہ توبہ نہ کر لیتا[۴]

مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلعم نے تمام مال غنیمت قریش کو دیدیا، انصار کو خبر ہوئی تو بولے" یا للعجب" ہماری تلوارون سے جن کا خون ٹپک رہا ہے ہمارا مال غنیمت اونھین کو دیا جا رہا ہے،" آپ کو معلوم ہوا تو تمام انصار کو جمع کر کے پوچھا کہ یہ کیا بات ہی؟ صحابہ کرام آپ کے خوف و ادب سے کانپتے رہتے تھے، اسلئے آپ کے سامنے اس گستاخی کا

[۱] ابو داود کتاب الطلاق باب فی الظہار، [۲] ابو داود کتاب الصیام باب القبلۃ للصائم، [۳] ابو داود کتاب الصیام باب کفارۃ من اتی اہلہ فی رمضان، [۴] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۱۵۲،

اقرار اون کے لئے نہایت مشکل تھا، تاہم تمام انصار نے صاف کہدیا کہ "جو کچھ آپ کو معلوم ہوا واقعہ وہی ہی"، اِس حدیث کے راوی حضرت انس بن مالکؓ اِس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہین،

وکانوا لایکذبون[1]، یہ اقرار اِس بنا پر تھا کہ صحابہ جھوٹ نہین بولتے تھے،

غزوہ تبوک کی عدم شرکت پر رسول اللہ صلعم نے بازپرس فرمائی، تو منافقین نے جھوٹی سچی معذرت کر دی، اور آپ نے اوس کو قبول کر لیا، لیکن حضرت کعب بن مالکؓ نے سچ سچ کہدیا کہ "اگر مین کسی دنیادار آدمی کے پاس ہوتا تو چرب زبانی سے اوسکی ناراضی سے بچ جاتا، لیکن اگر مین کوئی جھوٹا عذر کر کے آپ کی ناراضی سے بچ جاؤن تو ممکن ہی کہ خدا آپ کو مجھپر ناراض کر دے (یعنی بذریعہ وحی اصل حقیقت سے خبر کر دے) لیکن اگر سچ بولون تو گو آپ مجھپر ناراض ہو جائین گے، تاہم مجھکو خدا سے عفو و مغفرت کی توقع رہیگی، خدا کی قسم مین بالکل معذور نہ تھا، خدا کی قسم مین اوس زمانے سے زیادہ کبھی متمول اور چاق وچست نہ تھا، آپ نے فرمایا اس نے "سچ کہا"، بالآخر آپ نے اون پر سخت ناراضی کا اظہار کیا، لیکن جب خدا نے اون کی توبہ قبول کر لی تو اون کو خود اِس صداقت پر ناز ہوا، چنانچہ خود فرماتے ہین،

ما انعم اللہ علی من نعمۃ قط بعد ان هدانی للاسلام اعظم فی نفسی من

اسلام لانے کے بعد خدا نے مجھپر کوئی ایسا احسان نہین کیا جس کی عزت میرے دل مین اوس سچائی سے زیادہ ہو جس کا

[1] مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفۃ قلوبهم علی الاسلام

صدقی لرسول اللہ ان لا اکون	اظہار مین نے آپ کے سامنے کیا، اگر مین جھوٹ بولتا
کذبتہ فاھلک کما ھلک الذین	تو اوسی طرح ہلاک ہو جاتا، جس طرح وہ لوگ ہلاک ہوئے
کذبو[1]	جو جھوٹ بولے تھے یعنی منافقین،

صداقت کی اِس سے زیادہ نمایان مثال کیا ہوسکتی ہو کہ جب حضرت قدامہ بن مظعونؓ نے شراب پی اور حضرت عمرؓ نے اون کو حد مارنی چاہی تو خود اون کی بی بی نے اِس کی شہادت دی[2]،

صحابہ کرام جھوٹ کو اپنے دامن کا اس قدر بدنما داغ سمجھتے تھے کہ اگر اون پر کبھی کذب و دروغ کا اتہام لگ جاتا تو اون کے گھر مین صف ماتم بچھ جاتی، ایک بار عبداللہ ابن سلول اپنے رفقا سے کہہ رہا تھا کہ اصحاب رسول اللہ کو کچھ نہ دو، یہان تک کہ وہ بھاگ جائین، اب ہم اگر مدینہ کو لوٹ کر جائین گے تو وہان سے معزز لوگ ذلیل لوگون کو نکال دین گے"، حضرت زید بن ارقمؓ نے سن لیا اور اپنے چچا سے اس کا ذکر کیا، اونھون نے اِس واقعہ کو رسول اللہ صلعم تک پہنچایا، آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا، تو اوس نے حلف اوٹھایا کہ مین نے ایسا نہین کہا، آپ نے اوس کے قول کا اعتبار کر لیا، اور حضرت زید بن ارقمؓ کی تکذیب کی، اس کا اون کو اس قدر صدمہ ہوا کہ عمر بھر کبھی نہوا تھا، یہان تک کہ وہ اِس صدمہ مین خانہ نشین ہو گئے، اور فرط غم سے گردن جھک گئی، اس کے بعد جب سورہ منافقون نازل ہوئی، تو آپ نے اون کو طلب فرمایا اور کہا کہ" خدا نے

[1] بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک، [2] اصابہ تذکرہ حضرت قدامہ بن مظعونؓ،

تمھاری تصدیق کی"[1]

دیانت۔ ایک بار حضرت ابی بن کعبؓ نے سو اشرفیون کا توڑا پایا، اور کمال دیانت کے ساتھ اوس کو رسول اللہ صلعم کی خدمت مین پیش کیا، آپ نے فرمایا، کہ "ایک سال تک مالک کی جستجو مین منادی کرتے رہو" اونھون نے تعمیل ارشاد کی، دوسرے سال پھر حاضر خدمت ہوئے، آپ نے یہی حکم دیا، وہ حکم بجالائے، پھر تیسرے سال آئے، آپ نے پھر یہی ارشاد فرمایا، جب اب کی بھی مالک نہین ملا تو آپ نے فرمایا کہ "بحفاظت رکھ لو، اگر مالک مل گیا تو خیر ورنہ خود خرچ کر ڈالو"[2]

ایک بار حضرت مقدادؓ بضرورت بقیع خنجبہ مین گئے دیکھا کہ چوہا بل سے اشرفیان نکال کر ڈھیر کر رہا ہی، اونھون نے گنا تو اٹھارہ نکلین، اوٹھا لائے، اور آپ کی خدمت مین پیش کر کے کہا کہ "اس کا صدقہ لے لیجیے"، فرمایا خود تو بل سے نہین نکالا تھا؟ بولے "نہین" ارشاد ہوا "خدا تمھین برکت دے"[3]

ایک بار حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی نے کسی کا توشہ دان پایا، تو حضرت عمرؓ کے پاس لائے، اونھون نے فرمایا کہ "ایک سال تک اعلان کرو، اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو وہ تمھارا ہی" سال بھر تک مالک کا پتہ نہ لگا تو وہ پھر آئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا "تو وہ اب تمھارا ہی"، بولے "مجھے ضرورت نہین" آخر کار حضرت عمرؓ نے اوس کو بیت المال مین داخل کر دیا[4]

[1] ترمذی ابواب تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ المنفقین، [2] ابوداود و بخاری کتاب اللقطہ، [3] ابوداود کتاب الخراج والامارۃ باب ماجاء فی الرکاز، [4] مسند دارمی کتاب البیوع باب فی اللقطہ،

ایک بار حضرت جریرؓ کا چرواہہ گایون کو چرا کر لایا، تو ساتھ ساتھ کسی دوسرے کی ایک گائے بھی آگئی، بولے یہ کس کی ہی؟ چرواہے نے کہا "خبر نہین گلے کے ساتھ آکر مل گئی" فرمایا "اسکو نکال دو، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ بھولے بھٹکے جانور کو صرف گمراہ پناہ دیتا ہی"[1]

ایک صحابی کی اونٹنی گُم گئی، اور اونھون نے دوسرے صحابی سے کہدیا کہ ملے تو پکڑ لینا، اون کو اونٹنی مل گئی، لیکن اوس کا مالک کہین چلا گیا، اونھون نے اونٹنی اپنے یہان رکھ چھوڑی کہ مالک آئے تو حوالے کردین، اسی اثنا مین اونٹنی بیمار ہوئی، بی بی نے کہا "ذبح کر ڈالو" فقر و فاقہ کی یہ حالت تھی، کہ مردار کھانے پر مجبور تھے چنانچہ اونٹنی مرگئی، تو رسول اللہ صلعم نے اون کو اوس کے گوشت کھانے کی اجازت بھی دیدی، لیکن کمال دیانت سے ذبح کرنے پر راضی نہ ہوئے، مالک آیا تو اونھون نے تمام سرگذشت کہہ سُنائی، اوس نے کہا ذبح کیون نہین کر ڈالا؟ بولے تم سے شرم آتی تھی[2]

حضرت زبیرؓ کی دیانت کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اون کے پاس امانت رکھتا تو کہتے کہ "مبادا کہین یہ ضایع نہو جائے، اسلئے یہ ہم پر قرض رہی" اِس طرح اون پر کئی لاکھ کا قرض ہو گیا، متعدد صحابہ نے اون کی حفاظت مین اپنا مال دیا تھا، اور وہ اس دیانت سے اوس کی نگہداشت کرتے تھے کہ خود اپنے مال سے اون کے اہل وعیال کے نان نفقہ کا انتظام کرتے تھے مگر اون کا مال صرف نہین کرتے تھے[3]

[1] ابوداود کتاب اللقطہ، [2] ابوداود کتاب الاطعمہ باب فی المضطر الی المیتتہ، [3] اصابہ تذکرہ زبیر بن عوامؓ، و بخاری کتاب الجہاد باب فی برکتہ الغازی فی مالہ حیا و میتا،

ایک صحابی کے پاس کسی کی امانت محفوظ تھی، اونھون نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ "میرے پاس قبیلہ ازد کے ایک شخص کی وراثت محفوظ ہی، مین کسی ازدی کو نہین پاتا کہ اوس کے حوالہ کرون"، ارشاد ہوا کہ "جاؤ اور ایک سال تک تلاش کرو"، اخیر سال مین پھر آئے اور کہا کہ "نہین ملتا"، پھر یہی حکم ہوا، ایک سال کے بعد پھر آئے اور کہا کہ "نہین ملتا"، فرمایا "کہ پہلے جس خزاعی کو پاؤ اوس کو سونپ دو[۱]"،

حضرت عقیل بن ابی طالبؓ غزوۂ حنین سے پلٹے تو بی بی نے کہا کہ مال غنیمت مین کیا لائے؟ اونھون نے اون کو ایک سوئی دی کہ اس سے کپڑا سینا، اتنے مین رسول اللہ صلعم نے منادی کروائی، کہ "دھاگا اور سوئی تک دیدو"، اونھون فوراً سوئی لیلی اور مال غنیمت مین داخل کردیا[۲]،

یہ دیانت مال و دولت تک محدود نہ تھی، بلکہ اوس کا اثر صحابہ کرام کی ہر چیز سے نمایان ہوتا تھا، حضرت عمرؓ کا آخری وقت آیا تو ایک خاص ضرورت سے حضرت عایشہؓ کے پاس ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ "عمر کا سلام کہو، امیرالمومنین نہ کہنا، کیونکہ مین اب امیرالمومنین نہین ہون[۳]"،

خاکساری، اگرچہ دنیا صحابہ کرام کی خاک پا کو آنکھ کا سرمہ بناتی تھی، لیکن با اینہمہ وہ نہایت فروتن، متواضع، اور خاکسار تھے، ایک بار محمدؒ بن حنفیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ "رسول اللہ صلعم کے بعد کون شخص افضل الناس ہے؟" بولے

---

[۱] ابو داؤد کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام، [۲] اسد الغابہ تذکرہ فاطمہ بنت سودہ، [۳] بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق، علی عثمان،

"ابوبکرؓ پھر پوچھاکہ" اون کے بعد؟ بولے "عمرؓ" اس کے بعد وہ خود کہہ اُٹھے کہ اون کے بعد" آپ" فرمایا" مین تو مسلمانون کا ایک معمولی فرد ہوںؓ"

حضرت سلمان فارسیؓ مداین کے گورنر تھے، لیکن طرز معاشرت اس قدر سادہ رکھاتھا کہ کوئی پہچان نہین سکتا تھا، ایک بار کسی شخص نے گھاس خریدی اوران کو بیگار پکڑ کر گٹھیا سر پر لاددی، وہ چلے تو لوگون نے کہا یہ امیر ہین صاحب رسولؐ اللہ ہین" اوس نے کہا معاف فرمائیے، مین نے آپ کو پہچانا نہین بوجھ سر سے رکھدیجئے، بولے" نہین اب تو تمھارے گھر پہنچا کر اوتارون گاؓ"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نہایت خاکسارانہ زندگی بسر کرتے تھے، ایک بار اون کے پاس کسی نے ہروی کپڑے ہدیۃً بھیجے اونھون نے واپس کر دیا اور کہاکہ ہم غرور کے خوف سے اس کو نہین پہن سکتے، اگر کسی مجلس مین جاتے اور کوئی اون کی تعظیم کو اوٹھتا تو وہانؓ نہ بیٹھتے،

حضرت امیر معاویہؓ کو جاہ پسند کہا جاتا ہے لیکن ایک بار ابن عامر اون کی تعظیم کے لیے اوٹھے تو اونھون نے منع کیاؓ،

عفو و درگذر، صحابہ کرام کی زندگی اِس آیت کی حقیقی تفسیر ہے،

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس، (آل عمران) غصے کے ضبط کرنے والے، اور لوگون سے درگذر کرنے والے ہین،

ؓ ابوداؤد کتاب الاعتصام بالسنتہ باب فی التفضیل، ؓ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ، ؓ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، ؓ طحاوی فی قیام الناس بعضہم لبعض،

ایک بار حضرت صفوانؓ مسجد مین چادر بچھا کر سو رہے تھے، ایک شخص آیا، اور اون کی چادر کو چرا لیجانا چاہا، اونھون نے اوس کو پکڑا اور رسول اللہ صلعم کی خدمت مین لاے، آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، تو بولے "کیا ۳۰ درہم (چادر کی یہی قیمت تھی) کےلئے آپ اوس کا ہاتھ کاٹتے ہین؟ مین یہ چادر اوس کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہون، قیمت بعد کو ادا کریگا" فرمایا میرے پاس لانے سے پہلے ہی کیون نہ معاف کر دیا"

ایک بار رسول اللہ صلعم نے صدقہ رمضان کی حفاظت حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق کی، رات کو تین چار بار ایک چور آیا اور غلہ چرا کرلے چلا، حضرت ابوہریرہؓ نے اوس کو پکڑا لیکن اوس نے منت وسماجت کی اسلئے چھوڑ دیا، اخیر مین معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا،

حضرت عروہ بن مسعودؓ جب رسول اللہ صلعم کی خدمت مبارک سے مشرف باسلام ہوکر اپنے وطن طائف مین واپس آئے تو اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دی وہ لوگ دشمن ہوگئے، اور اون کے قتل کا تہیہ کر لیا، چنانچہ صبح کے وقت اونھون نے اذان دی، تو قبیلہ بنو مالک کے ایک شخص نے تیر مارا اور وہی زخم منجر الی الشہادۃ ہو گیا، اون کے خاندان والون کو خبر ہوئی تو ہتھیار سج سج کے آئے اور کہا کہ "ہم ایک ایک کرکے مرجائین گے لیکن جب تک اون کے عوض مین بنو

ـــــــــ

ـلـه ابوداود کتاب الحدود باب فی من سرق من حرز، ـعـه بخاری کتاب الوکالۃ باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا،

مالک کے دس سردار نہ قتل کر لین گے ہم کو چین نہ آئیگا، لیکن حضرت عروہؓ نے فرمایا کہ میرے بارے مین جنگ وجدل نہ کرو، مین نے باہمی اصلاح کے لیئے اپنے خون کو معاف کر دیا[۱]"

حضرت عمرؓ اگرچہ مذہبی معاملات مین نہایت سخت تھے لیکن ایک بار طایف کے دو شخصون نے مسجد نبوی مین شور وغل کیا، تو اونھون نے اون کو طلب کیا اور کہا کہ "مسجد نبوی مین شور کرتے ہو، اگر شہر کے رہنے والے ہوتے تو مین تم کو سزا دیتا[۲]"،

عصبیت اور حمیت قومی، اسلام نے اگرچہ تمام صحابہ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا تاہم اون مین عصبیت اور قومی حمیت باقی تھی اور جب موقع آجاتا تھا تو دفعۃً یہ چنگاری سلگ اوٹھتی تھی، حضرت محلم بن جثامۃ اللیثیؓ نے قبیلہ اشجع کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا، حضرت عینہ بن حصنؓ قبیلہ اشجع کے سردار تھے، اسلئے اونھون نے مقتول کی حمایت کی، حضرت اقرع بن حابسؓ کا تعلق قبیلہ بنو لیث سے تھا، اسلئے وہ قاتل کی حمایت مین اوٹھے، باہم سخت شور وغل ہوا، بالآخر رسول اللہ صلعم نے فرمایا" عینہ دیت قبول کر لو" صحابہ کرام اگرچہ آپ کی اطاعت کو فرض عین سمجھتے تھے، لیکن اِس موقع پر عینہ نے کہا "خدا کی قسم جس طرح اوس نے ہماری عورتون کو سوگ مین مبتلا کیا ہو اوسی طرح مین اوس کے قبیلہ کی عورتون کو سوگوار کر کے چھوڑون گا"، پھر باہم سخت کشمکش ہوئی، آپ نے حضرت عینہ کو پھر دیت لینے پر آمادہ کرنا چاہا لیکن اونھون نے پھر وہی پہلا جواب دیا،

---

۱ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عروہ بن مسعودؓ، ۲ بخاری کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت فی المسجد،

بالآخر آپ نے خود دیت دلادی[1]،

واقعہ افک کے متعلق جب آپ نے فرمایا من یعذ رنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی تو حضرت سعد بن معاذؓ اوٹھے، اور فرمایا کہ خدا کی قسم اگر وہ ہمارے قبیلے اوس کا ہوگا تو ہم اوس کی گردن اوڑا دین گے، اور اگر قبیلہ خزرج کا ہوگا تو آپ جو حکم دین گے تعمیل ارشاد کرینگے، حضرت سعد بن عبادہؓ قبیلہ خزرج کے سردار تھے، اون کی حمیّت قومی نے جوش مارا اور بولے "جھوٹ بکتے ہو، خدا کی قسم تم اوس کے قتل کرنے کی طاقت نہین رکھتے" حضرت اسید بن حضیر اوسیؓ کو بھی جوش آگیا، بولے "تم جھوٹ بکتے ہو ہم خدا کی قسم اوس کو ضرور قتل کر ڈالین گے"، بات اس قدر بڑھی کہ اگر آپ نہ روکتے تو دونون قبیلون مین مٹ بھیڑ ہوجاتی[2]،

شکر الٰہی، ایک انسان کا بیٹا مرجاتا ہی، دولت لٹ جاتی ہی، جائداد تباہ ہوجاتی ہے، تو وہ ابتدا مین بدحواس ہوجاتا ہی، لیکن مایوسی مجبوراً صبر کا خوگر بنادیتی ہی کہ الیاس احدی الراحتین، لیکن جب خدا ایک لاولد شخص کو بیٹا دیتا ہی ایک مفلس کو دولت مل جاتی ہی ایک ذلیل شخص معزز ہوجاتا ہی تو وہ دفعۃً اس قدر مغرور اور خودپسند ہوجاتا ہی کہ اس حالت مین اوس کو خدا یاد نہین آتا اسلئے بعض صوفیہ کا قول ہی کہ "صبر آسان اور شکر مشکل ہی" لیکن اسلام کے تمام دور صحابہ کرام کے سامنے تھے وہ بھی جس مین وہ سخت مفلس محتاج اور ذلیل تھے اور وہ بھی جس مین وہ دولت مند متمول اور معزز ہوگئے تھے، پہلے دور مین اونھون نے صبر کیا تھا اور دوسرے دور مین خدا کا شکر ادا

[1] ابوداود کتاب الدیات باب الامام یامر بالعفو فی الدم، [2] بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضھن بعضا،

کرتے تھے ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے یتیمی میں نشو و نما پائی، مسکینی کی حالت مین ہجرت کی، کھانے پر ابنۃ غزوان کا ملازم تھا جب وہ لوگ منزل پر اوترتے تھے تو اون کے لئے لکڑیان چن لاتا تھا اور جب وہ اونٹ پر سوار ہوتے تھے تو اون کی حدی خوانی کرتا تھا لیکن خدا کا شکر ہی کہ اب مذہب نے قوت حاصل کرلی ہی اور ابو ہریرہ امام بنگیا ہی[۱]"

ایک بار مدینہ کے کچھ لوگ اون کی خدمت مین آئے تو اونھون نے ایک شخص کو بھیجا کہ جاؤ گھر سے کھانا مانگ لاؤ وہ گئے تو اون کی والدہ نے تین روٹیان زیتون کے تیل کیساتھ بھیجدین، وہ سب کے سامنے رکھی گئین تو حضرت ابو ہریرہؓ نے تکبیر کا نعرہ مارا اور کہا کہ "اوس خدا کا شکر ہی جس نے روٹی سے ہمارا پیٹ بھرا حالانکہ اس سے پہلے ہماری غذا کھجور اور پانی کے سوا کچھ نہ تھی[۲]،

حضرت سلمان فارسیؓ کھانا کھاتے تھے تو کہتے تھے" اوس خدا کا شکر ہی جو ہمارا کفیل ہوا اور ہمارے رزق مین وسعت دی[۳]"،

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے نیا کپڑا اپہنا تو فرمایا کہ مین اوس خدا کا شکر کرتا ہون جس نے مجھکو وہ کپڑا اپہنایا جس سے مین اپنی شرمگاہ کو چھپاتا ہون اور زندگی مین زینت حاصل کرتا ہون[۴]"

استغنا | کیمیا اگر خاک کو سونا بنادیتی ہی تو، استغنا، اور بے نیازی سونے کے ڈلے کو تودۂ خاک بنادیتے ہین صحابہ کرام کو اسی کیمیا کا نسخہ ہاتھ آگیا تھا اسلئے وہ ہوس پرست کیمیا گرون کی طرح سونے کی حرص مین خاک کے ذرے نہین چھانتے تھے بلکہ ان کے سامنے لعل و

---

[۱] سنن ابن ماجہ ابواب الرہون باب اجارۃ الاجیر علی طعام بطنہ، [۲] ادب المفرد باب ان الغنم برکۃ و موطائے امام مالک کتاب الجامع باب جامع ماجاء فی الطعام و الشراب، [۳] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت سلمانؓ فارسی [۴] ترغیب و ترہیب جلد ۲ صفحہ ۵۸،

گھر بھی آجاتے تھے تو اون کو بے پروائی کے ساتھ سنگریزون کی طرح ٹھکرا دیتے تھے،

مال خمس مین سے ایک حصہ اہل بیت کو ملتا تھا جس کا انتظام رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ کے متعلق کر دیا تھا شیخین کے زمانے مین بھی وہ اسی خدمت پر مامور تھے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے زمانے مین کہین سے بہت سا مال آیا اور اونھون نے حسب معمول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دینا چاہا تو بولے "مین نہین چاہتا" فرمایا "یہ تو تمھارا حق ہی" بولے اس سال ہم تو اس سے بے نیاز ہین البتہ مسلمانون کو اس کی ضرورت ہی اونھین کو دیدیجئے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اوسکو بیت المال مین داخل کر دیا، حضرت عمرؓ کے بعد پھر کسی نے اون کو یہ خدمت تفویض نہین کی حضرت عباسؓ نہایت دور اندیش تھے اون کے دل مین اوسی وقت یہ کھٹکا پیدا ہوا تھا چنانچہ جس وقت وہ حضرت عمرؓ کے پاس سے نکلے تو فوراً کہا "علیؓ، تم نے ہم کو آج ایسے حق سے محروم کر دیا جو دوبارہ پھر کے واپس نہ آئیگا[1]،

ایک بار عبد العزیز بن مروان نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو لکھا کہ میرے دربار مین اپنی ضرورتین پیش کیجئے اونھون نے جواب مین لکھا کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے خیرات اوس شخص سے شروع کرو جس کے تم کفیل ہو نہ مین تم سے کچھ مانگتا اور نہ اوس رزق کو واپس کرتا جو خدا مجھکو تمھارے ذریعہ سے دیتا ہی[2]،

ایک بار حضرت وائل بن حجرؓ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس آئے اونھون نے نہایت تپاک سے اون کا خیر مقدم کیا اور اون کو عطیہ دینا اور وظیفہ مقرر کرنا چاہا لیکن اونھون نے

[1] ابو داود کتاب الخراج والامارۃ باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربیٰ، [2] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴

کہا کہ "ہم اس سے بے نیاز ہین جو اس کے ہم سے زیادہ مستحق ہین وہ اس کو قبول کرینگے[1]"،

ایک بار حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن ارقم رض کو تین[2] ہزار درہم دینا چاہے مگر اوںھون نے انکار کر دیا[3]،

شرم وحیاء، حدیث شریف مین آیا ہے،

الحیاء شعبۃ من الایمان — حیا ایمان کی شاخ ہے،

صحابہ کرام کے کشت دل مین ایمان کی یہ شاخ اسقدر سرسبز وشاداب تھی کہ بعض صحابہ کو بیوی کے ساتھ ہم بستر ہونے مین بھی شرم آتی تھی قضاے حاجت کی حالت مین بھی حیا دامنگیر ہوتی تھی چنانچہ یہ آیت انہی لوگون کی شان مین نازل ہوئی، الا انھم یثنون صدورھم لیستخفوا منہ[3]،

حضرت عثمان رض کی شرم وحیا کا یہ حال تھا کہ گھر کا دروازہ بند ہوتا تھا لیکن کپڑا اوتار کر نہین نہاتے تھے کیونکہ جھک کر پانی اوٹھانے مین اونھین شرم آتی تھی[4] نہانے کے بعد اون کی بی بی کی لونڈی کپڑے پہننے کے لئے لاتی تھی تو کہدیتے تھے کہ میری طرف نہ دیکھنا کیونکہ تمھارے لئے یہ جائز نہین[5]، خود رسول اللہ صلعم اون کی شرم وحیا کا لحاظ رکھتے تھے ایک بار آپ کی خدمت مین حضرت ابوبکر رض وحضرت عمر رض بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی ران کھلی ہوئی تھی، لیکن جب حضرت عثمان رض آئے تو آپ نے اوسکو ڈھانک لیا اور فرمایا کہ "مین اوس شخص سے کیون نہ حیا کرون جس سے خود خدا حیا کرتا ہی[6]"،

---

[1] استیعاب تذکرہ وائل بن حجر، [2] استیعاب تذکرہ عبداللہ بن ارقم، [3] بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر ہذہ الآیۃ، [4] مسند ابن حنبل جلد اصفحہ ۶۸، مسند عثمان، [5] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عثمان رض [6] مسلم وبخاری کتاب المناقب،

حضرت ابو موسی اشعریؓ اندھیرے گھر مین نہاتے تھے، تاہم شرم کے مارے سیدھے نہین کھڑے ہوتے تھے بلکہ سکڑے رہتے تھے، ایک دفعہ چند لوگون کو دیکھا کہ حوض مین بغیر تہ بند باندھے ہوئے نہا رہے ہین بولے "مجھے یہ پسند ہے کہ مر کر زندہ ہون پھر مرون پھر زندہ ہون پھر مرون پھر زندہ ہون، لیکن یہ بیحیائی پسند نہین[1]، اون کو ستر عورت کا اس قدر خیال تھا کہ کبھی برہنہ نہین سوتے تھے کہ مبادا حالت خواب مین کشف عورت ہو جائے[2]،

ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حمام مین گئے دیکھا کہ کچھ لوگ برہنہ نہا رہے ہین آنکھ بند کر کے فوراً واپس آئے حمّامی کو معلوم ہوا تو اوس نے سب کو نکالکر اور حمام کو خوب پاک وصاف کر کے ان کو بلوایا اور کہا کہ اب حمّام مین کوئی نہین اندر داخل ہوئے تو پانی نہایت گرم تھا بولے کتنا برا گھر ہے جس سے حیا نکال دیگئی ہے اور کتنا اچھا گھر ہے جس سے آدمی چاہے تو عبرت حاصل کر سکتا ہے یعنی دوزخ کو یاد کر سکتا ہے، ایک دن اون سے کسی نے کہا کہ آپ حمّام کیون نہین کرتے؟ بولے مین یہ پسند نہین کرتا کہ میری شرمگاہ پر کسی کی نگاہ پڑے" اوس نے کہا تو تہ بند باندھ لیجئے بولے "مین کسی دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی پسند نہین کرتا[3]"

حضرت عبد اللہ بن عامرؓ ایک روز غسل کر رہے تھے اون کے والد حضرت عامرؓ ایک یتیم بچے کی پرورش کرتے تھے وہ بھی ساتھ نہا رہا تھا دونون ایک دوسرے کے بدن پر پانی ڈالتے تھے حضرت عامرؓ نے دیکھا تو کہا کہ "ایک دوسرے کی شرمگاہ کو

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ،

دیکھ رہے ہو خدا کی قسم ہم تم کو اپنے آپ سے اچھا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ عہد اسلام مین پیدا ہوے ہین جاہلیت کے زمانے مین نہین پیدا ہوئے، لیکن خدا کی قسم تم لوگ بڑے ناخلف ہو،[۱]

طہارت ونظافت، صحابہ کرام نہایت طہارت ونظافت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، اہل عرب عموماً قضائے حاجت کے بعد پانی سے استنجا نہین کرتے تھے، لیکن اسلام نے مخصوص عبادت گذار صحابہ کا ایک گروہ پیدا کردیا تھا، جو اہل صفہ کے نام سے موسوم تھا، یہ لوگ جن فضایل ومناقب کی بنا پر اہل عرب سے ممتاز تھے، اون مین ایک فضیلت یہ تھی کہ وہ لوگ پانی سے استنجا، کرتے تھے، عرب کی حالت کے لحاظ سے یہ ایک ایسی عظیم الشان فضیلت تھی کہ اوس کے متعلق قرآن پاک مین ایک خاص آیت نازل ہوئی،

فیہ رجال یحبون ان یتطہروا — مسجد قبا مین ایسے لوگ ہین جو طہارت کو پسند کرتے ہین

واللہ یحب المتطہرین[۲] — اور خدا بھی طہارت کرنے والون کو محبوب رکھتا ہی،

ان کے علاوہ اور صحابہ بھی طہارت کا نہایت خیال رکھتے تھے،

حضرت ابوموسی اشعریؓ کو طہارت کا اس قدر خیال تھا کہ شیشے مین پیشاب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ "بنو اسرائیل کے جسم پر اگر پیشاب کی چھینٹین پڑ جاتی تھین تو اوسکو قینچی سے کتر دیتے تھے"[۳]

---

[۱] موطائے امام محمد باب الرجل ینظر الی عورۃ الرجل، [۲] ابوداود کتاب الطہارۃ باب الاستنجا بالماء حدیث مین آیت کا آخری ٹکڑا نہین ہی ہم نے بڑھا دیا ہے

[۳] مسلم کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین، لیکن بخاری کتاب الوضو مین شیشے کی تصریح نہین ہی،

حضرت عثمان رض کو طہارت کا اس قدر خیال تھا کہ جب سے اسلام لائے معمولاً ایک بار روزانہ غسل کرتے تھے،[1]

حضرت صرمہ بن انس رض کی طہارت پسندی کا یہ حال تھا کہ جس گھر مین کوئی جنب مرد یا حائضہ عورت ہوتی تھی اوس کے اندر نہین جاتے تھے،[2]

صحابہ کرام اگرچہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے، تاہم غسل و طہارت کے لئے حضرت انس رض کے گھر مین ایک حمام موجود تھا،[3]

نجاست کی حالت مین رہنا صحابہ کو اس قدر گران تھا کہ جب یہ حالت زائل ہو جاتی تھی تو گویا اون کے سر کا بار اوتر جاتا تھا،

حضرت ابوذر رض ربذہ مین صدقہ کی بکریان چراتے تھے، چونکہ میدان مین پانی میسر نہین آتا تھا، اور اون کو یہ معلوم نہ تھا کہ حالت جنابت مین بھی تیمم کیا جاسکتا ہی، اسلئے جب اون کو حاجت غسل ہوتی تھی، تو پانچ پانچ چھہ چھہ روز تک ناپاک رہجاتے تھے، لیکن اون پر یہ نجاست کا زمانہ اس قدر شاق گذرتا تھا کہ جب اون کو رسول اللہ صلعم نے اس غلطی پر تنبیہ کی اور پانی منگوا کر نہلوایا تو اون کو محسوس ہوا کہ

فکانی القیت عنی جبلاً،[4]

گویا مجھ پر ایک بوجھل پہاڑ لدا ہوا تھا جس کو اب مین نے اپنے اوپر سے پھینکدیا،

سخت سی سخت خود فراموشانہ مصیبت مین بھی صحابہ کرام کو طہارت و نظافت کا خیال رہتا تھا، کفار جب حضرت خبیب رض کو گرفتار کرکے لے گئے اور قتل کرنا چاہا، تو

---

[1] مسند ابن حنبل جلد اصفحہ ۶۷، مسند عثمان، [2] اصابہ تذکرہ حضرت صرمہ بن انس رض، [3] بخاری کتاب الصوم باب اغتسال الصائم، [4] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الجنب تیمم،

اونھون نے اِس آخری وقت مین سب سے پہلے استرہ طلب[1] کیا،
حضرت ابو سعید خدریؓ کی نزع کا وقت آیا، تو صاف ستھرے نئے کپڑے منگا کر پہنے اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص جس کپڑے مین مرے گا اوسی مین اوس کا حشر[2] ہوگا"،

اگرچہ صحابہ کرام کو زیب و زینت کی پروانہ تھی، تاہم وہ طہارت و نظافت کی وجہ سے بالکل راہبانہ زندگی بھی بسر کرنا پسند نہین کرتے تھے، حضرت ابو قتادہ انصاریؓ[3] نے بال رکھ چھوڑے تھے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا کہ "مین بالون مین کنگھی کرون؟" فرمایا "ہان اوس کو سنوارو" اس کے بعد یہ حالت ہوگئی کہ وہ بسا اوقات دن مین دو دو بار بالون مین تیل لگاتے تھے[4]، حضرت عمرؓ ریزہائے مشک کا استعمال کرتے تھے[5]،

زندہ دلی، اسلام نے صحابہ کرام کے جذبات کو تر و تازہ، شگفتہ اور زندہ کر دیا تھا، اسلئے اون مین زندہ دلی پائی جاتی تھی، اور وہ مختلف طریقون سے اوس کا اظہار کرتے تھے، تمام صحابہ عید کے دن خوشیان مناتے تھے، دعوتین کرتے تھے اور ہمسایون کو کھانا کھلاتے تھے، قربانی نماز کے بعد کی جاتی ہے، لیکن ایک صحابی نے نماز سے پہلے ہی قربانی کر دی، اور آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یہ کھانے پینے کا دن تھا، اسلئے مین نے جلدی کی، خود کھایا، بچون اور ہمسایون کو کھلایا[6]،

[1] ابوداود کتاب الجنائز باب المریض یوخذ من اظفارہ و عانتہ، [2] ابوداود کتاب الجنائز باب تطہیر ثیاب المیت، [3] موطائے امام مالک کتاب الجامع باب اصلاح الشعر، [4] موطائے امام محمدؒ ابواب الجمعہ، [5] ابوداود کتاب الضحایا باب مایجوز فی الضحایا من السن،

عید کے دن معمولاً چھوکرے اور چھوکریان رسول اللہ صلعم کے پاس جمع ہوکر باجے بجاتے تھے اور مسرت کے ترانے گاتے تھے،[1]

اخیر زمانے مین جب اس کا رواج جاتا رہا تو حضرت قیس بن سعدؓ نے فرمایا "آپ کے عہد کی کل چیزین مجھکو نظر آتی ہین، بجز اس کے کہ مین عید کے دن بچون کو گاتے بجاتے نہین دیکھتا" حضرت عیاض اشعریؓ انبار مین تھے، عید کا دن آیا تو تعجب سے پوچھا کہ جس طرح آپ کے سامنے بچے گاتے بجاتے تھے، اوسی طرح تم لوگ کیون نہین گاتے بجاتے،[2]

رسول اللہ صلعم کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مصلی پر بیٹھے رہتے تھے، اس حالت مین صحابہ کرام زمانہ جاہلیت کے واقعات کا ذکر کرتے تھے، اشعار پڑھتے تھے اور ہنستے تھے، آپ ان تذکرون کو سنکر مسکراتے تھے،[3]

حضرت رباحؓ ایک صحابی تھے، جو عرب کی ایک لے کے بڑے ماہر تھے، وہ ایک سفر مین حضرت عبدالرحمٰنؓ کے ساتھ تھے اونھون نے الاپنا شروع کیا، تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا یہ کیا؟ بولے "کوئی ہرج نہین، اِس سے دل بہلاتے ہین اور راستہ کی کلفت دور کرتے ہین[4]"،

ایک بار حضرت عمرؓ اپنے عہد خلافت مین حج کو نکلے، قافلہ کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے، لوگون نے حضرت خواتؓ سے کہا کہ "ضرار بن خطاب کے اشعار گاؤ" حضرت عمرؓ بولے کہ "ان کو اپنے ہی نتیجہ افکار

---

[1] بخاری کتاب العیدین باب سنتہ العید بن لاہل الاسلام [2] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ماجا فی التقلیس یوم العید و بخاری، [3] نسائی کتاب الامامۃ باب قعود الامام فی مصلاہ بعد التسلیم، [4] اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ تذکرہ رباح بن المغرف،

سنانے دو"، چنانچہ وہ صبح تک متصل گاتے رہے، صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "اب بس کرو[1]"

کبھی کبھی یہ زندہ دلی سنجیدہ ظرافت کی صورت اختیار کرلیتی تھی، ایک بار حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے پوچھا تمھارا کیا نام ہے؟ بولا "جمرہ" (چنگاری) پوچھا باپ کا نام، کہا "شہاب" (شعلہ) پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ بولا "حرقہ" (جلن) پوچھا مکان کس جگہ ہی؟ بولا "حرۃ النار" (آگ کی سرزمین) پوچھا وہ کس جگہ ہی؟ بولا "ذات نظی" (شعلہ والی زمین)، فرمایا گھر والون کی تو خبر لو وہ جل بھنے، اوس نے جاکر دیکھا تو واقعی ایسا ہی معاملہ تھا،[2]

ایک بار حضرت صہیبؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے، سامنے روٹی اور کھجور رکھی ہوئی تھی آپ نے پاس بلاکر اون کو شریک کرلیا، وہ کھجور کھانے لگے، کھجور آشوب چشم کے لئے مضر ہے، اسلئے آپ نے ٹوکا کہ تمھاری آنکھون مین آشوب ہی، بولے "یا رسول اللہ آنکھ کے اوس گوشہ سے کھاتا ہون جس مین آشوب نہین"، آپ مسکرادیئے[3]،

غزوہ تبوک کے زمانہ مین آپ ایک نہایت تنگ اور چھوٹے سے خیمے مین مقیم تھے، ایک صحابی آئے اور سلام کیا، آپ نے جواب سلام کے بعد فرمایا "اندر آجاؤ"، بولے "اپنے پورے جسم کے ساتھ یا رسول اللہ[4]"، یعنی اس مین یہ ظریفانہ تعریض تھی کہ خیمہ اسقدر

---

[1] اصابہ تذکرہ حضرت خوات بن جبیرؓ، [2] موطائے امام مالک کتاب الجامع باب مایکرہ من الاسماء، [3] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۶۱،
[4] ابوداود کتاب الادب باب ماجاء فی المزاح،

تنگ ہی کہ پورا جسم بہ مشکل اوس کے اندر آسکتا ہی،

غزوات مین باہم دوڑ مین مردانہ وار مسابقت کرتے تھے، ایک انصاری صحابی تھے، جن کا دوڑ مین کوئی مقابلہ نہین کرسکتا تھا، ایک غزوہ مین وہ فخریہ لہجے مین بار بار کہہ رہے تھے "کیا کوئی مدینہ تک دوڑ مین میرا مقابلہ کرے گا؟ کیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟" حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے کان مین یہ صدا پہنچی، تو بولے، تم کسی معزز شخص کی عزت نہین کرتے؟ کسی شریف آدمی سے نہین ڈرتے؟ جواب دیا کہ "رسول اللہ صلعم کے سوا کسی سے نہین"، بالآخر حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے آپ سے اجازت لیکر دوڑ مین اون کا مقابلہ کیا اور بازی جیت لی،[1]

کبھی کبھی سیر و شکار بھی کر لیتے تھے، حضرت ابو قتادہؓ رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر حج مین تھے، لیکن احرام نہین باندھا تھا، راہ مین ایک جنگلی گدھا نظر آیا، گھوڑے پر سوار ہوئے، ہاتھ مین نیزہ لیا، اور گدھے کو جا کر ایسا برچھا مارا کہ وہ مونھ کے بل گر پڑا،[2]

ایک بار ٹڈی دل اوٹھا تمام صحابہ نے کوڑون سے مار مار کر اون کو گرانا شروع کیا، چونکہ حالت احرام مین تھے بعض لوگون نے منع کیا، لیکن رسول اللہ صلعم نے فرمایا "یہ دریائی شکار ہی"[3]

حضرت صفوان بن محمد نے ایک بار دو خرگوشون کا شکار کیا اور اون کو پتھر سے ذبح کیا، آپ سے دریافت فرمایا تو آپ نے اون کو حلال قرار دیا،[4]

---

[1] مسلم کتاب الجہاد باب غزوۂ ذی قرد وغیرہا، [2] ابو داود کتاب المناسک باب لحم الصید للمحرم، [3] ابو داود کتاب المناسک باب الجراد للمحرم، اس حدیث کا ایک راوی ضعیف ہی، [4] ابو داود کتاب الجہاد باب الذبیحۃ بالمروۃ،

صحابہ کرام مین حضرت عدی ابن حاتمؓ اور حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ مشہور شکاری تھے، اِس غرض سے باز اور کتے پال رکھے تھے اور اون کو اس فن کی تعلیم دی تھی، تیر وکمان سے بھی شکار کرتے تھے، اور تین تین دن تک شکار کے پیچھے پیچھے دوڑتے رہتے تھے لیکن یہ زندہ دلی اوسی وقت تک تھی جب تک کوئی مذہبی کام پیش نہین آتا، لیکن جب کوئی مذہبی کام پیش آجاتا، تو یہ تمام چیزین خواب فراموش ہو جاتین، اور صحابہ کرام اوسکی ذمہ داریون کی گرانباری سے بدحواس ہو جاتے ادب المفرد مین ہی،

لم یکن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متحزقین ولا متماوتین و کانوا یتناشدون الشعر فی مجالسھم ویذکرون امر جاھلیتھم فاذا ارید احد منھم من شئی من امر اللہ دارت حالیق عینیہ کانہ مجنون[۲]

اصحاب رسول اللہ مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے اپنی صحبتون مین اشعار پڑھتے اور جاہلیت کے واقعات کا تذکرہ کرتے تھے، لیکن جب کوئی مذہبی ذمہ داری کا کام آپڑتا تو اون کی آنکھین اس طرح اولٹ جاتین کہ گویا وہ پاگل ہین،

پابندی عہد، معاہدہ ایک نازک رشتہ ہی جس کو صرف اخلاقی طاقت ہی قایم رکھ سکتی ہی، صحابہ کرام مین یہ اخلاقی طاقت موجود تھی، اسلئے وہ نہایت شدت کے ساتھ اِس رشتہ کو قایم رکھتے تھے، ایک دفعہ امیر معاویہؓ نے رومیون کے ساتھ معاہدہ کیا تھا، ابھی مدت معاہدہ گذرنے بھی نہ پائی تھی کہ حملہ کی تیاریان کردین کہ مدت گذرنے کے ساتھ ہی حملہ شروع کردیا جائے فوج روانہ ہوئی تو حضرت عمرؓ بن عنبسہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے،

---

[۱] ابوداود کتاب الضحایا باب فی الصید، [۲] ادب المفرد باب الکبر،

اور فرمایا "اللہ اکبر" وفا کرنی چاہئے بیوفائی اور بدعہدی سزاوار نہین[1]،

امیہ بن خلف اسلام کے الد الاعدا مین تھا غزوہ بدر سے پہلے اوس مین اور حضرت عبد الرحمان بن عوفؓ مین تحریری معاہدہ ہوا تھا کہ وہ مکہ مین اون کی جان کی حفاظت کرے گا اور وہ مدینہ مین اوس کی جان کی حفاظت کرینگے، غزوہ بدر پیش آیا اور لوگ سو گئے تو وہ اوس کی حفاظت کو نکلے حضرت بلالؓ نے اِس کو دیکھ لیا اور انصار کی ایک مجلس مین آکے کہا "کہ اگر امیہ بچ کے نکل گیا تو میری جان کی خیر نہین" انصار کے کچھ لوگ اون کے ساتھ ہو لئے اب حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ گھبرائے، کہ کہین وہ لوگ ہمارے پاس نہ پہونچ جائین مجبوراً امیہ کے بیٹے کو اسلئے پیچھے کر دیا کہ لوگ اوسی کے قتل مین ادلجھے رہین انصار نے اوس کو قتل کر کے اون لوگون کا پیچھا کیا امیہ نہایت فربہ آدمی تھا جب وہ لوگ پاس آگئے تو حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے اس سے کہا کہ بیٹھ جاؤ" وہ بیٹھ گیا تو اپنے آپ کو اس کے اوپر ڈالدیا لیکن صحابہ نے ان کو بچا کر اِدھر ادھر سے تلوارین لگائین یہان تک کہ اوس کو قتل کر دیا اور خود ان کے پانؤن مین زخم آئے[2]،

معاہدہ تو ایک بڑی چیز ہی صحابہ کرام معمولی سے معمولی وعدے کو بھی لازمی طور پر پورا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت انسؓ سے کہا کہ "مین سفر کرنے والا ہون میرے سفر کا سامان کر دو" اونھون نے سامان کرنا شروع کیا جب

[1] ابوداود کتاب الجہاد باب فی الامام یکون بینہ وبین العدو العہد فیسیر نحوہ [2] بخاری کتاب الوکالۃ باب اذا وکل المسلم حربیا فی دار الحرب او فی دار الاسلام

روانگی کا دن آیا تو بولے" کہ ذراسی کسر رہگئی ہے اگر آپ ٹھہر جاتے تو مین اوس کو پورا کر دیتا"، بولے اب اگر ان سے جھوٹ بولتا ہون تو وہ بھی مجھ سے جھوٹ بولینگے ان سے خیانت کرتا ہون تو وہ بھی مجھ سے خیانت کرینگے ان سے وعدہ خلافی کرتا ہون تو وہ بھی مجھ سے وعدہ خلافی کرینگے چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور اس کی کچھ پروانہ کی کہ سامان سفر نامکمل ہے،[۱]

راز داری، راز داری ایک امانت ہے اور دنیا مین بہت کم لوگ ہین جو اس امانت کا بار اوٹھا سکتے ہین لیکن صحابہ کرام کا سینہ راز کا مدفن تھا جس سے وہ قیامت تک باہر نہین نکل سکتا تھا ایک دن حضرت انس بن مالک رضی بچون کے ساتھ کھیل رہے تھے رسول اللہ صلعم آئے اور اون کو کسی ضرورت سے بھیجدیا، اس کے پورے کرنے مین دیر ہو گئی گھر آئے تو ماں نے پوچھا کہان رہگئے تھے؟ بولے" آپ نے ایک ضرورت سے بھیجا تھا" بولین وہ کیا؟ اونھون نے کہا" وہ ایک راز ہے" بولین" آپ کا راز کسی سے نہ کہنا" چنانچہ حضرت انس بن مالک رض نے اوس کو اس طرح محفوظ رکھا کہ جب حضرت ثابت رض سے یہ حدیث بیان کی تو فرمایا کہ" مین نے اگر وہ راز کسی سے بیان کیا ہوتا تو تم سے ضرور کہتا"،[۲]

ایک دن آپ کی خدمت مین تمام ازواج مطہرات جمع تھین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اسی حالت مین آگئین آپ نے اون کو مرحبا کہا اور اپنے دائین جانب بٹھا لیا اور آہستہ سے اون کے کان مین ایک بات کہی وہ چیخ مار کر رو پڑین پھر آہستہ سے ایک بات کہی جس سے وہ ہنس پڑین آپ چلے گئے تو تمام بیویون نے اس کی وجہ پوچھی

[۱] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابوموسی اشعری، [۲] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۵۳،

بولین آپ کی زندگی مین مین آپ کا راز فاش نہین کرسکتی[1]،

حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئین تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے اون کی شادی کرنی چاہی لیکن اونھون نے کہا مین اس سے معذور ہون" اب اونھون نے حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی وہ خاموش ہورہے حضرت عمرؓ کو پہلی ناکامیابی کے بعد دوسری ناکامیابی بہت زیادہ ناگوار ہوئی اس کے چندروز کے بعد رسول اللہ صلعم نے خود نکاح کا پیغام بھیجا نکاح ہوگیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ "میری خاموشی تو تم کو ناگوار ہوئی ہوگی لیکن اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ رسول اللہ صلعم نے حفصہ کا ذکر مخفی طور پر کیا تھا لیکن مین آپ کا راز فاش کرنا پسند نہین کرتا تھا اگر آپ نکاح نہ کرتے تو مین ضرور نکاح کرلیتا[2]،

رسول اللہ صلعم نے تمام صحابہ مین منافقین کے نام حضرت حذیفہؓ کو بتائے تھے اسلئے وہ صاحب "سر رسول اللہ" کے لقب سے ممتاز تھے[3] حضرت حذیفہؓ نے اس راز کو عمر بھر فاش نہین کیا ایک بار حضرت عمرؓ نے اون سے پوچھا کہ میرے عمال مین کوئی منافق بھی ہی بولے ایک شخص ہی لیکن نام نہ بتاؤن گا[4]، ایک بار اونھون نے مجمع عام مین کہا کہ "اب صرف چار منافق رہگئے ہین" ایک بدو نے کہا کہ آپ لوگ اصحاب رسول اللہؐ ہین ہم کو ان کی کچھ خبر نہین ہی آپ ہم کو اون کے نام بتائیے آخر کون لوگ ہین جو ہمارے گھرون مین نقب لگاتے ہین اور اسباب چرالیجاتے ہین؟ بولے یہ تو فاسق لوگ ہین منافق صرف چار ہین جن مین ایک اسقدر بوڑھا ہوگیا ہی کہ اگر ٹھنڈا پانی بھی پئے تب بھی اوسکو اسکی برودت کا احساس نہو[5]،

[1] مسلم کتاب الفضائل مناقب فاطمہؓ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حفصہؓ، [3] بخاری کتاب الاستیذان باب من القی لہ وسادۃ، [4] اسد الغابہ تذکرہ حذیفہ، [5] بخاری کتاب التفسیر تفسیر قولہ قاتلوا ائمۃ الکفر،

جانورون پر شفقت، صحابہ کرام جس طرح انسانون کے درد دکھ کو نہین دیکھ سکتے تھے، اسی طرح اون کو جانورون کی اذیت وتکلیف بھی گوارا نہ تھی حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہین کہ جب ہم منزل پر اوترتے تھے تو پہلے اونٹون کا کجاوہ کھول لیتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے،[1]

ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ ایک چرواہا ایک جگہ اپنی بکریان چرا رہا ہے ان کو دوسری جگہ اوس سے بہتر نظر آئی تو اوس سے کہا کہ "وہان لیجاؤ کیونکہ قیامت کے دن ہر راعی سے اوس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائیگا،[2]

ایک دن آپ سے ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ مجھے بکری ذبح کرنے پر رحم آتا ہے فرمایا اگر اسپر رحم کروگے تو خدا تم پر بھی رحم کرے گا،[3]

ایک دن کچھ لوگ حضرت عبید اللہؓ اور حضرت عبد اللہ بن بشرؓ کی خدمت مین آئے اور پوچھا کہ "ایک شخص گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور اوس کو کوڑا مارتا ہے اس کے متعلق آپ نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی روایت سنی ہے؟" بولے نہین" اندر سے ایک خاتون بولین خدا خود کہتا ہے،

وما من دابة فی الارض ولا طایر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم،	زمین کے جانور اور ہوا کی چڑیان بھی تمہاری ہی طرح ایک امت ہین،

یعنی وہ بھی قابل رحم ہین،

دونون نے کہا یہ ہماری بڑی بہن ہین،[4]

---

[1] ابو داود کتاب الجہاد باب ما یومر بہ من القیام علی الدواب والبہائم، [2] ادب المفرد باب من اشار علی اخیہ وان لم یستشر، [3] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۴ [4] اصابہ تذکرہ عبید اللہ بن بشر المازنی،

غیرت، صحابہ کرام اگرچہ فخر، غرور اور تکبر سے سخت نفور تھے تاہم اونھون نے نہایت غیور طبیعت پائی تھی،

ایک بار رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ کے حجرے مین جلوہ افروز تھے حضرت صفیہؓ نے آپ کے لئے ایک پیالے مین کھانا بھیجا حضرت عائشہؓ نے اوس کو پٹک دیا اور وہ چور چور ہوگیا اسپر آپ نے فرمایا،

غارت امکم، تمھاری مان کو غیرت آگئی،

حضرت عمرؓ اس قدر غیور تھے کہ

ایک بار آپ نے فرمایا کہ مجھے خواب مین جنت نظر آئی جس مین ایک محل تھا اور اوس محل کے ایک گوشے مین ایک عورت وضو کر رہی تھی مینے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ عمر کا مین نے اس مین داخل ہونا چاہا لیکن عمر کی غیرت کے خیال سے واپس آیا،[1]

جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی،

والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوابا	جو لوگ پاکدامن بی بیون پر تہمت لگاتے ہین اور اسپر
ربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین	چار گواہ نہین لاتے ان کو اسّی کوڑے مارو اور
جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا	ان کی شہادت نہ قبول کرو،

تو حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا "یا رسول اللہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی ہے؟

[1] بخاری کتاب النکاح باب الغیرۃ،

آپ نے انصار سے کہا دیکھو تمھارے سردار کیا کہتے ہین ؟ انصار نے کہا یا رسول اللہ ان کو ملامت نہ کیجئے وہ سخت غیور آدمی ہین باکرہ عورت کے سوا کسی سے نکاح نہین کیا کبھی کسی عورت کو طلاق نہین دی کہ مبادا اوس سے کوئی دوسرا نکاح کرلے، حضرت سعد بن عبادہؓ بولے یا رسول اللہ بخدا مجھے یقین ہو کہ یہ آیت حق ہو اور خدا کی جانب سے نازل ہوئی ہو لیکن مجھے تعجب اسپر ہوا کہ مین ایک عورت کو دیکھون کہ اوسے ایک شخص اپنی ران پر بٹھائے ہوئے ہو اور اوس کو مین اوس وقت تک کچھ نہ کہہ سکون جب تک چار گواہ نہ جمع کرلون[1]"

[1] مسند ابن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۲۸، ومسند ابی داؤد الطیالسی صفحہ ۳۴۷،

حُسن معاشرت

صلہ رحم، تمدن کی ابتدا درحقیقت صلہ رحمی سے ہوتی ہی، اگر باپ بیٹے کو، بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو چھوڑ دے تو نوع انسان جانورون کا ایک ریوڑ بنجائے، اس بنا پر قرآن مجید اور حدیث دونون مین صلہ رحمی کی نہایت فضیلت بیان کی گئی ہی اور صحابہ کرام مین یہ فضیلت عموماً پائی جاتی تھی،

حضرت مسطحؓ حضرت ابوبکرؓ کے قرابت دار تھے، اسلئے اونھون نے اون کا دائمی وظیفہ مقرر کردیا تھا[1] حضرت حفصہؓ نے اپنا گھر زید بن خطاب کی بیٹی کو عمر بھر کے لیئے دے دیا تھا[2]،

ایک صحابی تھے جو اپنے قرابت دارون کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے، احسان کرتے تھے، اور اون کے ساتھ حلم و بردباری کے ساتھ پیش آتے تھے، مگر اودھر سے ان تمام چیزون کا جواب اولٹا ملتا تھا، اونھون نے رسول اللہ صلعم سے اسکی شکایت کی" تو" فرمایا کہ جب تک تم اِس حالت کو قایم رکھوگے خدا کی جانب سے

[1] بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضہن بعضا، [2] موطاء امام مالک کتاب الاقضیہ باب فی الصدقہ،

اون کے مقابل مین تمھارا ایک مددگار رہیگا[1]؛

حضرت زینبؓ اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ نہایت سلوک کرتی تھین، حضرت عائیشہؓ فرماتی ہین،

ولم ادا مرآۃ قط خیرا فی الدین من زینب	مینے زینب سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ سچی
واتقی اللہ واصدق حدیثا واوصل للرحم[2]	اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہین دیکھی،

ایک بار حضرت عمرؓ نے اون کی خدمت مین اون کا سالانہ وظیفہ جس کی مقدار بارہ ہزار تھی، بھیجا، تو اونھون نے یہ رقم اپنے اعزہ کو تقسیم کر دی[3]،

حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانۂ خلافت مین اپنے اعزہ و اقارب کے ساتھ جو فیاضیان کین اونکا محرک یہی صلہ رحمی تھی، جس کا اظہار اونھون نے عام طور پر کر دیا[4] تھا،

حضرت اسماءؓ نے ایک جائداد حضرت عائیشہؓ سے وراثۃً پائی تھی اور اون کو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہؓ نے دی تھی، لیکن اونھون نے اِس مال و جائداد کو حضرت قاسم بن محمدؒ اور حضرت ابن ابی عتیق پر ہبہ[5] کر دیا،

صحابہ کرام کو صلہ رحمی کا اس قدر خیال تھا کہ حضرت عمرؓ صبح کے وقت اپنے بچون سے کہتے تھے کہ الگ الگ کھیلو، مل جل کر رہو گے تو تم مین جھگڑا فساد ہوگا اور قطع رحم کرو[6] گے،

---

[1] ادب المفرد باب فضل صلۃ الرحم، [2] مسلم کتاب الفضائل باب فضل عائیشہؓ، [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت زینب بنت جحش، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عثمانؓ، [5] بخاری کتاب الھبہ باب ہبۃ الواحد للجماعۃ، [6] ادب المفرد باب التفرقہ بین الاحداث،

یہ حُسن سلوک صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا، بلکہ صحابہ کرام اپنے اون اعزہ واقارب کے ساتھ بھی جو کافر تھے اسی قسم کا فیاضانہ برتاو کرتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت عمرؓ کو ایک ریشمی جوڑا دیا، تو اونھون نے اوس کو اپنے ایک مشرک بھائی کے پاس بھیجدیا، جو کفرزار مکہ مین اقامت گزین[1] تھا،

حضرت اسماءؓ ہجرت کر کے مدینہ گئین تو اون کی والدہ جو کافرہ تھین اون کے پاس آئین اور مالی مدد مانگی، حضرت اسماءؓ نے رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ اون کے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہین؟ آپ نے فرمایا "ہان[2]"،

حضرت حفصہؓ نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لئے ایک جائداد کی وصیّت کی[3] تھی،

فتح مکہ مین حضرت ام ہانیؓ نے اپنے گھر مین اپنے دو مشرک دیورون کو پناہ دی[4] تھی،

عبداللہ ابن ابی السرح حضرت عثمانؓ کا رضاعی بھائی تھا، رسول اللہ صلعم نے جن بدبختون کو فتح مکہ مین اپنے فیض عمیم سے محروم رکھا اون مین وہ بھی تھا جب آپ نے اوس کے قتل کا اعلان فرمایا تو وہ حضرت عثمانؓ کے یہان جاکر پناہ گزین ہوا، اونھون نے صلہ رحمی کی بنا پر اوس کو پناہ دی، اورخود رسول اللہ صلعم کی خدمت مین بیعت کے لئے حاضر کیا لیکن اوس کا جرم کچھ ایسا تھا کہ معاف نہوا[5]،

[1] ابوداود کتاب الصلوٰة باب لبس الجمعة وبخاری کتاب الجمعہ، [2] صحیح مسلم کتاب الزکوة باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین، [3] مسند دارمی کتاب الوصایا باب الوصیة لاہل الذمہ، [4] مشکوة، [5] ابوداود کتاب الجہاد باب قتل الاسیر ولا یعرض علیہ الاسلام،

البر بالوالدین، | صحابہ کرام والدین کی خدمت، اطاعت اعانت اور ادب و احترام کا نہایت لحاظ کرتے تھے، ایک صحابی رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے، اور کہا کہ "میرے پاس دولت ہی، اور میرا باپ اوس کا محتاج ہی" ارشاد ہوا "تم اور تمہاری دولت دونون تمہارے باپ کے ہین[1]"

ایک دوسرے صحابی نے ایک باغ کو اپنی مان پر وقف کر دیا[2]،

ایک بار کفار نے رسول اللہ صلعم کی گردن مین اونٹ کی اوجھڑی ڈالدی، حضرت فاطمہؓ دوڑ کے آئین، اوس کو آپ کے اوپر سے اوتار کر پھینکدیا، اور کفار کو برا بھلا کہا[3]،

ایک صحابی نے خانہ کعبہ تک پا پیادہ چلنے کی نذر مانی تھی، لیکن بڑھاپے کی وجہ سے بغیر سہارے کے نہین چل سکتے تھے، اس لئے اون کے دونون لڑکے اون کو ٹیک کر لائے اور حج کرایا، رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو فرمایا کہ "سوار ہو جاؤ، خدا کو تمہاری اور تمہاری اِس نذر کی ضرورت نہین[4]"،

ایک بار رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آئی اور کہا کہ "میرا شوہر میرے لڑکے کو چھین لینا چاہتا ہی، حالانکہ وہ مجھے فائدہ پہونچاتا تھا، اور میرے لئے کنوین سے پانی بھر لاتا تھا"، آپ نے حکم دیا کہ قرعہ اندازی کر لو، باپ نے کہا کہ "میرے لڑکے مین کون دعویدار ہو سکتا ہے؟ آپ نے لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری مان ہے، جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو"، لڑکے نے مان کا ہاتھ پکڑ لیا[5]،

---

[1] ابوداود کتاب البیوع باب فی الرجل یاکل من مال لدہ، [2] ابوداود کتاب البیوع باب من قال فیہ ولعقبہ [3] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیامن الاذی، [4] مسلم کتاب النذر باب من نذران یمشی الی الکعبہ، [5] مشکوٰۃ کتاب الطلاق بروایت ابوداود و نسائی و دارمی،

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اگرچہ جنگ صفین مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف حصہ لینا پسند نہین کرتے تھے، تاہم جب اون کے والد نے اصرار کیا تو اطاعت کے خیال سے مجبوراً شریک ہو گئے،

ایک بار حضرت امام حسین علیہ السّلام نے اون سے اس کی وجہ پوچھی، تو بولے "مجھ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ روزہ رکھو، نماز پڑھو، سوؤ، اور اپنے باپ کی اطاعت کرو، تو صفین کی شرکت کے لئے میرے باپ نے مجبور کیا اسلئے مین شریک ہوا، لیکن نہ تلوار اوٹھائی نہ نیزہ مارا نہ تیر چلایا[۱]"

حضرت عثمانؓ کے زمانے مین کھجور کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی، لیکن ایک بار حضرت اسامہ بن زیدؓ نے کھجور کے ایک درخت مین شگاف کیا اور اوس سے جمار نکالا لوگون نے کہا "ایسا کیون کرتے ہو؟ کھجور کا درخت تو بہت بیش قیمت ہو گیا ہے،" بولے "میری مان نے مجھ سے اس کی فرمایش کی تھی، اور جہان تک ہو سکتا ہے اون کی فرمائشون کی تعمیل کرتا ہون[۲]"

مروان اکثر حضرت ابوہریرہؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا کرتا تھا، اس تعلق سے وہ ایک بار ذی الحلیفہ مین مقیم تھے، اور اون کی والدہ الگ دوسرے خیمے مین تھین جب وہ اپنے خیمے سے نکلتے تو اون کے خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے "السّلام علیکم یا امتاہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" وہ فرماتین "وعلیک یا بنی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" پھر وہ

[۱] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسامہ بن زیدؓ،

فرماتے "خدا تم پر اوسی طرح رحم کرے جس طرح تم نے میرے ساتھ سلوک کیا" جب گھر مین داخل ہوتے تب بھی اسی طرح آداب بجالاتے[1]،

صحابہ کرام کے دلون مین والدین کی محبت تا دم مرگ بلکہ بعد مرگ بھی قایم رہتی تھی، اور اس مین کافرہ و مومنہ کی تخصیص نہ تھی، حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ جب تک زندہ رہین اونھون نے اون کو چھوڑ کر حج کرنا پسند نہین[2] کیا،

حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کی والدہ نصرانیہ تھین، لیکن جب اون کا انتقال ہوا تو اونھون نے اون کے جنازے مین شریک ہونا چاہا اور رسول اللہ صلعم سے اجازت طلب[3] کی،

حضرت ابوہریرہؓ کی ماں کافرہ تھین، وہ اون کو دعوت اسلام دیتے تھے، لیکن کچھ اثر نہوتا تھا، ایک روز اونھون نے اسی طرح اون کو اسلام کی ترغیب دی تو اونھون نے رسول اللہ صلعم کی نسبت بعض ناشایستہ کلمات کہے لیکن اونھون نے اپنی ماں کو ایک حرف بھی نہین کہا بلکہ روتے ہوئے آپ کے پاس آئے اور کہا کہ دعا فرمائیے کہ خدا "میری ماں کو ہدایت دے[4]"،

حضرت ابوہریرہؓ کو باپ ماں کے ادب و احترام کا اسقدر خیال تھا کہ ایک بار دو آدمیون کو دیکھا تو ایک سے پوچھا "یہ تمھارا کون ہے؟ بولا" باپ" فرمایا" اوس کا نام لیکر نہ پکارو، اوس کے آگے نہ چلو، اور اوس سے

---

[1] ادب المفرد باب جزاء الوالدین، [2] مسلم کتاب النذر باب ثواب العبد اجرہ اذا نصح لسیدہ واحسن عبادۃ اللہ، [3] دارقطنی صفحہ ۱۹۲ لیکن اس حدیث کا ایک راوی ابومعشر ضعیف ہی، [4] مسلم کتاب المناقب فضائل ابی ہریرہؓ،

پہلے نہ بیٹھو[1]،

باپ کے تعلق سے باپ کے دوست و احباب بھی قابل تعظیم و مستحق خدمت ہو جاتے ہین، اسلیئے حدیث شریف مین آیا ہے،

ابرالبران یصل الرجل ود ابیہ — سب سے زیادہ نیکی یہ ہو کہ آدمی اپنے باپ کے دوست سے رشتہ جوڑے

صحابہ کرام اس حدیث پر اس شدت سے عمل کرتے تھے، کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ سفر مین تھے، راہ مین ایک بدو ملا، اونھون نے اوس کے سر پر اپنا عمامہ باندھا اور اوس کو اپنے گدھے پر سوار کرایا، لوگون نے کہا، یہ تو بدو ہین، ذراسی چیز مین راضی ہو جاتے ہین، بولے اسکا باپ عمر ابن الخطاب کا دوست تھا، اور حدیث مین ہو کہ باپ کے دوست کے ساتھ سلوک کرنا بڑی نیکی کا کام ہو[2]،

حضرت ابوالدرداءؓ مرض الموت مین مبتلا ہوئے تو حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلامؓ سفر کرکے اون کی عیادت کو گئے، اونھون نے پوچھا کہ اس شہر مین کیون آئے؟ بولے "کوئی ذاتی ضرورت نہ تھی، صرف اس بنا پر آیا کہ آپ مین اور میرے والدین دوستانہ تعلقات[3] تھے"،

بھائی سے محبت، صحابہ کرام بھائیون سے نہایت محبت رکھتے تھے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر کا مقام حبشی مین انتقال ہوا اور لاش مکہ مین دفن ہوئی تو حضرت عائشہؓ فرط محبت سے ان کی قبر تک آئین اور ایک مشہور مرثیے کے یہ اشعار پڑھے،

---

[1] ادب المفرد باب لایسمی الرجل اباہ ولا یجلس قبلہ ولا یمشی امامہ، [2] مسلم کتاب البر والصلہ والآداب باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوہما، [3] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۵۰،

وکنا کندمانی جذیمة حقبةً — من الدھر حتی قیل لن یتصدعا؟

اور ہم دونون ایک مدت تک جذیمہ کے دونون ہمنشینونکی طرح تھے — یہان تک کہ لوگون نے کہا کہ اب کبھی جدائی نہوگی

فلما تفرقنا کانی ومالکا — لطول اجتماع لم نبت لیلة معا؟

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی، کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہین کی تھی

اور فرمایا "اگر مین موت کے وقت موجود ہوتی توتم وہین دفن ہوتے جہان انتقال کیا تھا، اور مین تمھاری زیارت کو نہ آتی[1]،

حضرت عمرؓ کو اپنے بھائی زیدؓ سے نہایت محبت تھی وہ غزوہ یمامہ مین شہید ہوے تو اون کو اس قدر صدمہ ہوا کہ عمر بھر ان کا داغ دل سے نہ مٹ سکا فرمایا کرتے تھے کہ "جب پورواہوا چلتی ہی تو اوس سے مجھے زید کی خوشبو آتی ہی[2]"،

حضرت حمزہؓ غزوہ احد مین شہید ہوئے تو اون کی بہن حضرت صفیہؓ آئین کہ مقتل مین ان کا پتہ لگائین پہلے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ سے ملاقات ہوئی لیکن اون کی پریشانی کے خیال سے ان لوگون نے یہ ظاہر کیا کہ ہم کو ان کی نسبت کچھ معلوم نہین، رسول اللہ صلعم کے پاس آئین تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہین اون کی عقل نہ جاتی رہے اسلئے اون کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اون کے لئے دعا کی اونھون نے انا للہ پڑھا اور رونے لگین کفن بھی ساتھ لائین تھین اوس کو لیکر چلین تو آپ نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ ان کو روک لو لیکن بھائی کی محبت مین از خود رفتہ تھین بولین نہ یہ زمین تمھاری ہی نہ تمھاری مان ہی[3]،

---

[1] ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الزیارة للقبور للنساء [2] اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ تذکرہ زید بن الخطاب، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمزہؓ،

محبت اولاد، اولاد اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہی اسلئے صحابہ کرام اولاد سے نہایت محبت رکھتے تھے، ایک بار ایک صحابی نے بی بی کو طلاق دی اور بچے کو اوس سے لے لینا چاہا وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا کہ "میرا پیٹ اوسکا ظرف، میری چھاتی اوس کا مشکیزہ، اور میری گود اوسکا گھروندا تھا، اور اب اوس کے باپ نے مجھے طلاق دی اور اوس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے،" آپ نے فرمایا "جب تک نکاح نہ کرلو، تم بچے کی سب سے مستحق ہو[1]"،

ایک بار حضرت عائشہؓ کے پاس ایک عورت آئی، اونھون نے اوس کو تین کھجورین دین، اوس نے ایک ایک بچون کو دیدی اور ایک اپنے لئے رکھ چھوڑی، بچے کھجور کھاچکے تو مان کی طرف دیکھنے لگے، اوس نے اپنے حصے مین سے بھی دو قاشین کین اور ایک ایک بچون کو دیدی، حضرت عائشہؓ نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، تو فرمایا تمھین تعجب کیا ہے؟ اس رحم کے بدلے مین جو اوس نے اپنے بچون پر کیا خدا نے اوس پر بھی رحم کیا[2]،

ایک بار حضرت عائشہؓ بخار مین مبتلا ہوئین، حضرت ابوبکرؓ اون کے پاس آئے، حال پوچھا اور منہ چوم لیا[3]،

ایک صحابی کا بچہ جاتا رہا اون کو سخت صدمہ ہوا، اونھون نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا کوئی ایسی بات بتاؤ جس سے یہ غم غلط ہوجائے، بولے آپ نے فرمایا ہے کہ بچے جنت کے کیڑے ہین[4]،

---

[1] ابوداود کتاب الطلاق باب من احق بالولد، [2] ادب المفرد باب الوالدات رحیمات و بخاری وغیرہ، [3] ابوداؤد کتاب الادب باب فی قبلۃ الخد، [4] ادب المفرد باب فضل من مات لہ الولد،

ایک صحابی آپ کی خدمت مین اپنے بچے کو لیکر حاضر ہوئے اور اوس کو چمٹانے لگے آپ نے فرمایا تم کو اس سے محبت ہی؟ بولے "ہان"۔ فرمایا "اِس سے زیادہ تم سے ارحم الراحمین کو محبت ہی؛[1]

حضرت عثمانؓ کا عام قاعدہ یہ تھا کہ جب اون کے کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو اوسکو منگاتے اور فرط محبت سے سونگھتے،[2]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اپنے بیٹے سالم کے ساتھ اسقدر محبت تھی کہ لوگ اونکو اس شیفتگی پر ملامت کرتے، لیکن وہ ان ملامتون کو سنکر فرماتے،

یلوموننی فی سالم والومہم[3] وجلدۃ بین العین والانف سالم

مجھے لوگ سالم کے بارے مین ملامت کرتے ہین، اور مین لوگون کو ملامت کرتا ہون کیونکہ سالم کا چہرہ آنکھ اور ناک کے درمیان تمام عیوب سے پاک ہی؛

اسی محبت کی بنا پر صحابہ کرام کو بچے کے پیدا ہونے کی بڑی تمنا رہتی تھی حضرت سہل بن حنظلہؓ ایک صحابی تھے جو ترک دنیا کر کے بالکل عزلت گزین ہو گئے تھے تاہم اولاد کی اس قدر خواہش تھی کہ فرماتے تھے کہ" اگر میرے ایک ادھورا بچہ بھی پیدا ہو جاتا تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا"[4]،

اگر کوئی شخص اپنی اولاد سے محبت کا اظہار نہ کرتا تو صحابہ اوس کو نہایت بُرا سمجھتے، ایک بار حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو عامل مقرر فرمایا، اوس نے کہا" میرے

---

[1] ادب المفرد باب ارحم من فی الارض، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عثمانؓ، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ سالم بن عبداللہ، [4] استیعاب تذکرہ حضرت سہل بن حنظلہؓ.

متعدد لڑکے ہین، مگر مین نے کسی کو نہین چوما"، بولے "خدا صرف محبّت کیش آدمیون پر رحم کرتا ہے"[1]

یہ محبّت صرف اپنے ہی بچون کے ساتھ مخصوص نہ تھی، بلکہ صحابہ کرام عموماً بچون سے نہایت محبّت رکھتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو لہو و لعب سے سخت نفرت تھی، لیکن ایک بار راستے سے گذرے دیکھا کہ حبشی لڑکے کھیل رہے ہین اون کو دو درہم دئیے[2]، اونھون نے ایک لونڈی کو آزاد کر دیا تھا، لیکن جب اوس کے بچہ پیدا ہوا تو اوس کو گود مین لیکر چوما، اور کہا کہ "واہ واہ اِس سے اوس لونڈی کی خوشبو آتی ہے"[3]،

بچون کی پرورش، صحابہ کرام بچون کی پرورش مین اپنے عیش و آرام کو بھی فراموش کر دیتے تھے، حضرت جابر بن عبداللہ کے والد نے متعدد صغیر السن لڑکیون کو چھوڑ کر انتقال کیا تو حضرت جابرؓ نے اون کی پرورش کی غرض سے ایک ثیبہ عورت سے شادی کی، رسول اللہ صلعم نے فرمایا "کنواری لڑکی سے کیون نہین شادی کی، وہ تم سے کھیلتی، تم اوس سے کھیلتے"، بولے "باپ شہید ہوا، اور صغیر السن لڑکیان چھوڑین، اگر اونھین کی سی کمسن عورت سے شادی کرتا تو وہ نہ اون کو ادب سکھلاتی، نہ اون کی خبرگیری کرتی[4]، اسلئے ایسی عورت سے نکاح کرنا پسند کیا جو اون کو ڈرا دھمکا کے اکٹھا رکھے، اون کے بالون مین کنگھی کرے، اون کے سر سے جوئین نکالے، اون کے کپڑے پھٹ جائین تو اوسکو سی دے" اور اون کے تمام کام انجام دے[5]،

---

[1] ادب المفرد باب من لایرحم لم یُرحم، [2] ادب المفرد باب لعب الصبیان بالجوز، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، [4] مسلم کتاب البیوع، باب بیع البعیر و استثناء رکوبہ، [5] مسلم کتاب الطلاق باب استحباب نکاح البکر و بخاری کتاب البیوع و مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۵۰،

حضرت ام سلیمؓ بیوہ ہوئین تو حضرت انس بن مالکؓ بچے تھے، اسلیے اونھون نے یہ عزم بالجزم کر لیا کہ جب تک اون کی نشو و نما کامل طور پر نہو جائیگی وہ دوسرا نکاح نہ کرینگی، چنانچہ اونھون نے اِس ارادہ کو پورا کیا، حضرت انسؓ خود سپاس گزارانہ لہجے مین اعتراف کرتے ہین، کہ اللہ تعالی میری مان کو جزاے خیر دے کہ اوس نے میری ولایت کا حق اداؔ کیا،

رسول اللہ صلعم صحابیات کو دنیا کی تمام چیزون سے زیادہ محبوب تھے، لیکن باین ہمہ جب آپ نے حضرت ام ہانیؓ سے نکاح کا پیغام دیا تو اونھون نے معذرت کی کہ "یارسول اللہ آپ مجھے میری آنکھون سے بھی زیادہ عزیز ہین، لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہی، اسلیے مجھے خوف ہی کہ اگر مین شوہر کا حق ادا کرون گی، تو بچون کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑے گی، اور اگر بچون کی پرورش مین مصروف، ہونگی تو شوہر کا حق ادا نہ کرسکون گی"،

یہ وصف اگرچہ تمام صحابیات مین عموماً پایا جاتا تھا لیکن اس مین قریشی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین، اسلیے رسول اللہ صلعم نے قریشی عورتون کی اس فضیلت کو خاص طور پر بیان فرمایا،

خیر نساء رکبن الابل نساء	عرب کی عورتون مین قریش کی عورتین سب سے
قریش احناھن علی ولد فی	اچھی ہین کہ بچون سے نہایت محبت رکھتی ہین

۱؎ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیمؓ، ۲؎ طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام ہانیؓ،

فی صغرہ وارعاہ علی الزوج[1] اور شوہرون کے مال واسباب کی نگہداشت کرتی ہین

صحابہ کرام نہ صرف اپنی اولاد کی بلکہ اپنے اعزہ، اپنے متعلقین بلکہ غیرون کی اولاد کی پرورش بھی اسی دلسوزی سے کرتے تھے،

حضرت سعید بن اطولؓ کے بھائی نے انتقال کیا اور تین سو دینار اور چند صغیر السن بچے چھوڑے، اونھون نے اس رقم کو ان بچون کی پرورش مین صرف کرنا چاہا، لیکن بھائی پر لوگون کا قرض آتا تھا، اسلئے رسول اللہ صلعم کے ارشاد سے پہلے اوس کو ادا کیا[2]،

حضرت حارث بن ہشامؓ نے طاعون عمواس مین انتقال کیا، تو حضرت عمرؓ نے اون کی بی بی فاطمہ بنت ولید سے نکاح کرلیا، اور اون کے بیٹے حضرت عبد الرحمان بن حارث کی عمر اگرچہ اس وقت ۱۰ برس کی تھی، تاہم اون کو بھی اپنے آغوش تربیت مین لے لیا، اور اس لطف ومحبت کے ساتھ اون کی تربیت فرمائی کہ خود حضرت عبد الرحمانؓ کا بیان ہے کہ "مین نے عمر بن الخطاب سے بہتر کوئی مربی نہین دیکھا[3]"

جب حضرت زید بن حارثہؓ مکہ سے حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی کو لائے تو اون کی پرورش کے متعلق حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ مین اختلاف ہوا، حضرت جعفرؓ کہتے تھے کہ "مین اسکا مستحق ہون وہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور میرے نکاح مین

[1] بخاری کتاب النفقات باب حفظ المراۃ زوجہا فی ذات یدہ والنفقۃ علیہ، [2] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۳۶، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد الرحمان بن حارثؓ،

اوس کی خالہ ہی، جو بمنزلہ ماں کے ہے" حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ "وہ میرے بھی چچا کی لڑکی ہی، اور میرے نکاح مین خود رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی ہین، جو لڑکی کی سب سے زیادہ مستحق ہین" اب حضرت زیدؓ بھی مدعی ہوگئے، اور کہا کہ "مین اوس کا مستحق ہون، مین نے اوس کے لئے سفر کیا ہی اور اوس کو یہان لایا ہون" بالآخر رسول اللہ صلعم نے حضرت جعفرؓ کے حق مین فیصلہ کیا[۱]،

ایک عورت نے آپ کی خدمت مین زنا کا اقرار کیا، اوس کے گود مین بچہ تھا، آپ نے فرمایا "بچہ دودھ چھوڑدے تو آنا" بچے نے دودھ چھوڑ دیا تو وہ آئی اور کہا کہ "مجھپر حد شرعی جاری فرمائیے"، آپ نے فرمایا "تمھارے بچہ کی پرورش کون کرے گا"، ایک انصاری بولے "مین یا رسول اللہ" اب آپ نے اوس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا[۲]،

اگر کوئی شخص پرورش اولاد سے آزادی چاہتا تو صحابہ کرام اوس کو سخت لعنت و ملامت کرتے، کسی شخص کے متعدد لڑکیان تھین، اوس نے اون کی موت کی آرزو کی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سخت برہم ہوئے، اور کہا کیا تم اون کو روزی دیتے ہو[۳]،

پرورش یتامیٰ، یتیمون کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہی، حدیث شریف مین آیا ہی،

انا وکافل الیتیم کھاتین — ہم اور یتیمون کی پرورش کرنے والے جنت مین اسقدر

---

[۱] بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء اور دوسرے ابواب مین باختلاف عبارت یہ حدیث موجود ہی، [۲] دارقطنی صفحہ ۳۴۰ کتاب الحدود، [۳] ادب المفرد باب من کرہ ان یتمنی موت البنات،

فی الجنۃ،

قریب ہونگے جس قدر یہ دونون انگلیان قریب ہین،

صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے اِس نیک کام کی توفیق دی تھی، اسلئے وہ اپنے بچون کی طرح یتیمون کی پرورش کرتے تھے،

حضرت زینبؓ متعدد یتیمون کی پرورش کرتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور پوچھا کہ" مین اپنے شوہر اور ان یتیمون پر صدقہ کرون تو جائز ہے؟ ایک دوسری صحابیہ بھی اسی غرض سے در دولت پر کھڑی تھین، حضرت بلالؓ نے اطلاع کی، تو آپ نے فرمایا کہ" اون کو دوہرا ثواب ملیگا، ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا"[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کسی یتیم کی شرکت کے بغیر کھانا نہین کھاتے تھے، ایک یتیم اکثر اون کے ساتھ شریک طعام ہوا کرتا تھا، ایک دن اونھون نے کھانا منگوایا تو اتفاق سے وہ موجود نہ تھا، کھانے سے فارغ ہوچکے تو وہ آیا، اونھون نے اور کھانا منگوانا چاہا، مگر گھر سے جواب آیا اب ستو اور شہد لائے اور کہا" لو، کچھ نقصان مین نہین رہے"[2]

حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابوبکر کے بچے یتیم ہوگئے تھے اور حضرت عائشہؓ اون کی پرورش فرماتی تھین[3]،

پرورش کے علاوہ صحابہ کرام اور طریقون سے بھی یتیمون کے ساتھ سلوک کرتے تھے

[1] بخاری کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ علی الزوج والایتام فی الحجر، [2] ادب المفرد باب فضل من یعول یتیما، [3] موطائے امام مالک کتاب الزکوۃ باب مالا زکوۃ فیہ من الحلی والتبر والعنبر،

ایک یتیم نے ایک شخص پر ایک نخلستان کے متعلق دعویٰ کیا، لیکن رسول اللہ صلعم نے اوس کے خلاف فیصلہ کیا، وہ رو پڑا، آپ کو اوس پر رحم آگیا، اور مدعا علیہ سے فرمایا کہ "اوس کو یہ نخلستان دیڈالو، خدا تم کو اس کے بدلے مین جنت مین نخلستان دیگا" لیکن اوس نے انکار کردیا، حضرت ابو الدحداح ؓ بھی موجود تھے، اونھون نے اوس سے کہا کہ "تم میرے باغ کے عوض مین اپنے باغ کو بیچتے ہو" اوس نے کہا "ہان" وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ "جو نخلستان آپ یتیم کے لئے مانگتے تھے اگر مین دیدون تو اوس کے بدلے مجھے جنت مین نخلستان ملے گا؟ ارشاد ہوا "ہان"[۱]،

عام قاعدہ ہو کہ لوگ اپنی لڑکیون کی شادی یتیم بچون سے کرنا پسند نہین کرتے لیکن صحابہ کرام کو یتیمون سے اس قدر محبت تھی کہ وہ اس معاملہ مین اونھین ترجیح دیتے تھے، حضرت صالح ؓ کی صاحبزادی سے حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ نے منگنی کی، اون کی بی بی بھی اِس نسبت کو پسند کرتی تھین، لیکن اونھون نے انکار کردیا اور ایک یتیم بچے کے ساتھ جو اون کی زیر تربیت تھا صاحبزادی کا نکاح کردیا[۲]،

یتیمون کے مال کی نگہداشت، یتیمون کے مال و متاع کی حفاظت اور نگہداشت صرف اونکے اولیاء پر موقوف ہو، اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین یتیمون کے مال و متاع کی حفاظت و نگہداشت کی طرف اون کے اولیاء کو خاص طور پر توجہ دلائی ہو،

وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان — یتیمون کو آزماؤ یہان تک کہ جب وہ شادی کے قابل ہوجائین

---

[۱] استیعاب تذکرہ حضرت ابو الدحداح، [۲] مسند جلد ۲ صفحہ ۹۷،

آنستم منهم رشدا فادفعوا الیهم	اور اون مین تم کو آثار رشد نظر آئین تو اونکا مال اون کو
اموالهم ولا تاکلوها اسرافا	سونپ دو اور اس خوف سے کہ کہین وہ بڑے نہ ہو جائین
وبدارا ان یکبروا ومن کان غنیا	جھپٹ کے اسراف کے ساتھ انکا مال نہ کھا جاؤ جو لوگ
فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف	متمول ہون وہ ان کے مال کے کھانے سے احتراز کرین،
فاذا دفعتم الیهم اموالهم فاشهدوا	اور جو لوگ محتاج ہین وہ حفاظت مال کے بدلہ مین نیکی
علیهم وکفی باللہ حسیبا ان الذین	کے ساتھ کچھ کھالین جب اون کا مال اون کے حوالہ کرو تو
یاکلون اموال الیتامی ظلما	اپنر گواہ بنالو اور خدا خود حساب کے لئے کافی ہو جو لوگ
انما یاکلون فی بطونهم نارا	ظلم کے ساتھ یتیمون کا مال کھاتے ہین وہ اپنے پیٹ مین
وسیصلون سعیرا ولا تقربوا	آگ بھرتے ہین وہ جہنم مین جلائے جائینگے، یتیمون کے
مال الیتیم الا بالتی ھی احسن	مال کے پاس نہ پھٹکو مگر عمدہ طریقے کے ساتھ یہانتک
حتی یبلغ اشدہ واوفوا	کہ وہ بالغ ہو جائین اور عہد کو پورا کرو عہد کے
بالعهد ان العهد کان مسؤلا	متعلق سوال کیا جائیگا،

اِس بنا پر صحابہ کرام نہایت دیانت کے ساتھ یتیمون کے مال کی نگہداشت کرتے تھے اور اون کو ضائع ہونے سے بچاتے تھے اور اوس کو ترقی دیتے تھے حضرت عمرؓ کا عام حکم تھا

اتجروا فی اموال الیتامی لا تاکلها الزکوٰۃ[1]	یتیمون کے مال سے تجارت کرو کہ زکوٰۃ اوسے کھا نہ جائے

حضرت عائشہؓ یتیمون کے مال کو لوگون کو دے دیتی تھین کہ تجارت کے ذریعہ سے اوسکو ترقی دین[1]

[1] موطائے امام مالک کتاب الزکوۃ اموال الیتامی والتجارہ لہم فیہا،

شوہر کی محبت، صحابیات اپنے شوہرون کے ساتھ نہایت محبت رکھتی تھین، حضرت زینبؓ کی شادی، ابو العاص سے ہوئی تھی، وہ حالت کفر مین تھے کہ بدر کا واقعہ پیش آگیا اور وہ گرفتار ہوگئے آپ نے اسیران جنگ کو فدیہ لیکر رہا کرنا چاہا تمام لوگون نے اپنے اپنے فدیئے پیش کئے حضرت زینبؓ کے پاس ایک یادگار ہار تھا جس کو حضرت خدیجہؓ نے رخصتی کے وقت دیا تھا، لیکن اونھون نے ابو العاص کے فدیہ مین اوس ہار کو بھیجدیا، آپ نے اوس کو دیکھا تو سخت رقت طاری ہوئی اور صحابہ کے مشورے سے اون کو آزاد کر دیا اور ہار بھی واپس دیدیا[1]،

حضرت حمنہ بنت جحشؓ کے شوہر شہید ہوے اور اون کو اون کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو فرط محبت سے چیخ اوٹھین[2]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انتقال ہوا تو امام حسین علیہ السلام کی بی بی حضرت عائشہؓ بنت خلیفہ الخشعمیہ نے کہا "آپ کو حکومت مبارک ہو" سخت برہم ہوئے اور کہا کہ تم مجھے امیر المومنین کے انتقال پر مبارکباد دیتی ہو اور اسی غصہ کی حالت مین طلاق بائن دیدی اونھون نے شرم و افسوس کے ساتھ منھ ڈھانک لیا اور کہا کہ مینے تو یہ نیک نیتی سے کہا تھا، بعد کو اونھون نے مہر وغیرہ کی رقم بھیجی تو اوس کو دیکھکر رو پڑین اور کہا کہ "جدا ہونے والے دوست کے مقابل مین یہ نہایت حقیر چیز ہے[3]"،

حضرت عمرؓ کو اہل وعیال کے ساتھ بہت زیادہ شغف نہ تھا، تاہم اون کی بی بی

[1] ابو داود کتاب الجہاد باب فی فداء الاسیر بالمال [2] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی البکاء علی المیت،
[3] دار قطنی صفحہ ۴۳۴ کتاب الطلاق،

حضرت عاتکہؓ روزے کے دنون مین فرط محبت سے اون کے سر کا بوسہ لیتی تھین[1]،

حضرت عاتکہؓ کو اپنے شوہر حضرت عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے نہایت محبت تھی چنانچہ جب وہ غزوہ طائف مین شہید ہوے تو عاتکہ نے ایک پر درد مرثیہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے

فالیت لا تنفک عینی حزینة علیک و لا ینفک جلدی اغبرا

مین نے قسم کھائی ہو کہ تیرے غم مین میری آنکھ ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اون سے شادی کی دعوت ولیمہ مین حضرت علیؓ بھی شریک تھے اونھون نے عاتکہ کو یہ شعر یاد دلایا تو وہ رو پڑین، حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو اونکا بھی نہایت پُر درد مرثیہ لکھا اِس کے بعد اون سے حضرت زبیرؓ نے شادی کی اور وہ بھی شہید ہوئے تو عاتکہ نے ان کا بھی نوحہ لکھا[2]،

شوہر کی خدمت، صحابیات شوہر کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتی تھین اور نہایت پابندی کے ساتھ اِس فرض کو بجالاتی تھین، ازواج مطہرات مین حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلعم کو نہایت محبوب تھین، لیکن اِس محبوبیت کا کوئی اثر رسول اللہ صلعم کی خدمت پر نہین پڑتا تھا، بلکہ سب سے زیادہ اونہی کو آپ کا شرف خدمت حاصل ہوتا تھا، رسول اللہ صلعم کمال طہارت کی وجہ سے مسواک کو بار بار دھلوایا کرتے تھے، اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہؓ ادا فرماتی تھین[3]،

ایک بار آپ کمل اوڑھکر مسجد مین آئے، ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ

---

[1] موطا کتاب الصیام باب ماجار فی الرخصة فی القبلة للصیام، [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عاتکہ، [3] ابوداود کتاب الطہارة باب غسل السواک،

اس پر دہبہ نظر آتا ہے،، آپ نے اوس کو غلام کے ہاتھ حضرت عائیشہؓ کے پاس بھیجدیا کہ دھوکر خشک کر کے میرے پاس بھیجدین، حضرت عائیشہؓ نے کٹورے مین پانی منگایا، خود اپنے ہاتھ سے دھویا، خشک کیا اور اوس کے بعد آپ کے پاس بھیج دیا[1]،

جب رسول اللہ صلعم احرام حج باندہتے تھے اور احرام کھولتے تھے تو وہ جسم مبارک مین خوشبو لگاتی تھین[2]،

جب آپ خانہ کعبہ کو ہدی بھیجتے تھے تو وہ اون کے گلے کا قلادہ بٹتی تھین[3]،

صحابہ کرام جب تمام دنیا کی خدمت واعانت سے محروم ہوجاتے تھے، تو اس بیکسی کی حالت مین صرف اون کی بی بیان اون کا ساتھ دیتی تھین،

رسول اللہ صلعم تخلف غزوہ تبوک کی بنا پر حضرت ہلال بن اُمیہؓ سے ناراض ہوئے اور اخیر مین تمام مسلمانون کی طرح اون کی بی بی کو بھی تعلقات کے منقطع کرلینے کا حکم دیا، وہ حاضر خدمت ہوئین اور کہا کہ "وہ بوڑہے آدمی ہین اون کے پاس نوکر چاکر نہین اگر مین اون کی خدمت کرون تو آپ ناپسند فرمائین گے؟ ارشاد ہوا" نہین[4]"

عورت کتنی ہی اطاعت کیش اور فرمانبردار ہو، لیکن اگر اوس سے تعلقات منقطع کر لئے جائین تو وہ شوہر کی طرف مائل نہین ہوسکتی، لیکن صحابیات نے اپنی

[1] ابوداود باب الاعادہ من النجاستہ یکون فے الثوب، [2] ابوداود کتاب المناسک باب الطیب عند الاحرام، [3] ابوداود کتاب المناسک باب من بعث بہدیہ واقام، [4] بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک،

اطاعت گذاری سے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا، ایک صحابی نے اپنی بی بی سے ظہار کیا، یعنی ایک مدت معینہ کے لئے اون کو اپنے اوپر حرام کرلیا، تاہم اس حالتمین بھی وہ اون کی خدمتگذاری مین مصروف رہتی تھین[1]،

شوہر کے مال واسباب کی حفاظت، مرد وزن کے معاشرتی تعلقات پر اسکا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہی کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال واسباب کی حفاظت کرے اور صحابیات مین عموماً یہ دیانت پائی جاتی تھی، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی وہ گھر مین تھین کہ ایک غریب سوداگر آیا کہ "اپنے سایہ دیوار مین مجھکو سودا بیچنے کی اجازت دیجئے" وہ عجیب کشمکش مین مبتلا ہوئین فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھین لیکن شوہر کے حکم کے بغیر اجازت نہین دسکتی تھین، بولین اگر مین اجازت دیدون اور زبیرؓ انکار کردین تو مشکل پڑے گی، زبیر کی موجودگی مین آؤ اور مجھ سے سوال کرو" وہ اسی حالت مین آیا اور کہا یا ام عبداللہ مین محتاج آدمی ہون، آپ کی دیوار کے سایہ مین کچھ سودا بیچنا چاہتا ہون" بولین تم کو مدینہ مین میرا ہی گھر ملتا تھا" حضرت زبیرؓ نے کہا "تمھارا کیا بگڑتا ہی جو ایک محتاج کو بیع وشراء سے روکتی ہو؟ وہ تو چاہتی ہی تھین اجازت دیدی[2]، وہ نہایت فیاض تھین اسلئے صدقہ وخیرات کرنا بہت پسند کرتی تھین لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال مین بلا اجازت تصرف نہین کرسکتی تھین مجبوراً رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا

[1] ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی الظہار، [2] مسلم کتاب الادب باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا عیت فی الطریق،

کہ مین زبیر کی آمدنی مین سے کچھ صدقہ کرون تو کیا کوئی گناہ کی بات ہی؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہو سکے دو[1]، ایک دفعہ رسول اللہ صلعم نے عورتون سے بیعت لی تو اون مین ایک خاتون اوٹھین اور کہا کہ "ہم اپنے باپ، بیٹے اور شوہر کے محتاج ہین اون کے مال مین سے ہمارے لئے کس قدر لینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اس قدر کہ کھالو اور ہدیہ دو[2]،

اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا لیکن اِس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین، چنانچہ خود رسول اللہ صلعم نے اپنی زبان مبارک سے ان کی اِس خصوصیت کو نمایان کیا،

نعم النساء نساء قریش احناهن على الولد وارعاهن على الزوج،	قریش کی عورتین کس قدر اچھی ہین، بچون سے محبت رکھتی ہین اور شوہرون کے مال و اسباب کی نگرانی کرتی ہین،

شوہر کی خوشنودی، صحابیات اپنے شوہرون کی رضامندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھین، حضرت حولاءؓ عطر فروش تھین، ایک دن حضرت عائشہؓ کی خدمت مین آئین اور کہا کہ "مین ہر رات کو خوشبو لگاتی ہون، بناؤ سنگار کر کے دولھن بن جاتی ہون، اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جا کر سو رہتی ہون، لیکن پھر بھی وہ متوجہ نہین ہوتے اور منھ پھیر لیتے ہین، پھر اون کو متوجہ کرتی ہون اور وہ اعراض کرتے ہین، رسول اللہ صلعم آئے تو آپ سے بھی اِس کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا "جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو[3]،

[1] مسلم کتاب الزکوۃ باب الحث علی الصدقہ ولو بالقلیل، [2] ابوداود کتاب الزکوۃ باب المرأۃ تصدق من بیت زوجہا،
[3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت حولاءؓ،

ایک روز آپ نے حضرت عایشہؓ کے ہاتھ مین چاندی کے چھلے دیکھے، فرمایا عائشہ یہ کیا ہی؟ بولین "مین نے اس کو اسلئے بنایا ہی کہ آپ کے لئے بناؤ سنگار کرون[1]"

ایک صحابیہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین، اون کے ہاتھ مین سونے کے کنگن تھے، آپ نے اون کے پہننے سے منع فرمایا، بولین "اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگار نہ کرے گی تو اوس کی نگاہ سے گر جائیگی[2]"

بی بی کی محبت۔ جس طرح صحابیات اپنے شوہرون سے بیحد محبت کرتی تھین، اوسی طرح صحابہ کرام بھی بی بیون سے نہایت محبت رکھتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی بی بی کو اسقدر چاہتے تھے، کہ جب حضرت عمرؓ نے اون کو طلاق دینے پر مجبور کیا تو اونھون نے صاف انکار کر دیا، معاملہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین پیش ہوا تو آپ نے اطاعت والدین کے خیال سے اون کو طلاق دینے کا حکم دیا[3]،

ایک بار وہ سفر مین تھے، معلوم ہوا کہ اون کی بی بی سخت بیمار ہین، اون کے پاس آنے کے لئے اونٹ کو نہایت تیزی سے دوڑایا اور عشاء و مغرب کی نماز ایک ساتھ جمع کی[4]،

ایک بار حضرت امام حسنؓ نے اپنی بی بی حضرت عایئشہ بنت خلیفۃ الخثعمیہ کو غصہ کی حالت مین طلاق بائن دیدی، بعد کو مہر کی رقم بھیجی تو وہ اوس کو دیکھکر رو پڑین اور کہا کہ "جدا ہونے والے دوست کے مقابل مین یہ نہایت حقیر چیز ہے"،

[1] ابوداود کتاب الزکوۃ باب الکنز ماہو و زکوۃ الحلی، [2] نسائی کتاب الزینۃ، [3] ابوداود کتاب الادب باب فی برالوالدین، [4] بخاری کتاب الجہاد باب السرعۃ فی السیر،

قاصد نے حضرت امام حسنؓ کو اس کی خبر دی تو بے اختیار رو پڑے اور فرمایا کہ اگر طلاق بائن نہ دیچکا ہوتا تو رجعت کر لیتا[1]،

حضرت عبد اللہ بن ابی بکرؓ کو اپنی بی بی عاتکہؓ سے اسقدر محبت تھی، کہ اون کے عشق مین جہاد تک کو ترک کر دیا تھا، اس خیال سے حضرت ابو بکرؓ نے اون کو طلاق دینے پر مجبور کیا، پہلے تو اونھون نے ٹالا لیکن جب اون کی طرف سے سخت اصرار ہوا تو اطاعت والدین کے خیال سے طلاق دی اور یہ اشعار کہے،

اعاتک لا انساک ما ذر شارق	وما ناح قمری الحمام المطوق
اے عاتکہ جب تک سورج چمکتا	اور قمری بولتی رہیگی مین تجھے نہ بھولونگا
اعاتک قلبی کل یوم ولیلۃ	الیک بما تخفی النفوس معلق
اے عاتکہ میرا دل ہر دن اور ہر رات	بصد ہزار تمنا و شوق تجھ سے لگا ہوا ہے
ولم ار مثلی طلق الیوم مثلھا	ولا مثلھا فی غیر جرم تطلق

مجھ جیسے شخص نے اوس جیسی عورت کو کبھی طلاق نہ دی ہوگی اور نہ ایسی عورت کو بغیر گناہ طلاق دیجاتی

حضرت ابو بکرؓ پر ان اشعار کا سخت اثر ہوا، اور اونھون نے رجعت کرنے کی اجازت دیدی[2]،

حضرت مغیثؓ ایک غلام تھے، اون کی شادی حضرت بریرہؓ سے ہوئی تھی، حضرت بریرہؓ آزاد ہوگئین تو حضرت مغیثؓ سے قطع تعلق کرنا چاہا، رسول اللہ صلعم نے

[1] دار قطنی صفحہ ۴۳۴، کتاب الطلاق، [2] اسد الغابہ تذکرہ عاتکہ بنت زید،

اون کو اِس ارادہ سے روکا، لیکن بولین کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ فرمایا "نہین مین سفارش کرتا ہون" وہ راضی نہ ہوئین، حضرت مغیثؓ اون کے فراق سے بدحواس ہو گئے، اون کے رخساروں پر آنسوؤن کی چادر دیکھکر آپ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا، "مغیث کی محبّت اور بریرہ کا بغض نہایتؓ تعجب انگیز ہی"

ایک بار صحابہ حج سے واپس آرہے تھے، مدینہ کے پاس پہنچے تو انصار کے لڑکے استقبال کے لئے نکلے، انہی صحابہ مین حضرت اسید بن حضیرؓ بھی تھے، اون کے خاندان کے بچون نے اون کو بی بی کے انتقال کی خبر سُنائی، تو وہ مونھ ڈہانک کر رونے لگے، حضرت عائشہؓ نے کہا "آپ قدیم الاسلام صحابی ہو کر ایک عورت کیلئے اِس طرح روتے ہین؟ بولے "سچ ہی، سعد بن معاذ کے بعد مجھے کسی پر یون رونا نہین چاہیئےؓ،،

اِس محبت کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابہ کرام عورت کے حق محبت کا اسقدر لحاظ رکھتے تھے کہ عورت کی درشت خوئی بھی اوس کو فراموش نہین کرا سکتی تھی، حضرت صبرہؓ وفد بنو منتفق کے ساتھ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنی بی بی کی بدزبانی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا "تو پھر طلاق دیدو"، اونھون نے کہا "یا رسول اللہ مدت کا ساتھ ہی، اور اوس سے ایک بچہ بھی ہے"، فرمایا کہ "اوس کو نصیحت کرو، اگر راہ راست پر آجائے تو بہتر ہی، ورنہ اوس کو لونڈی کی طرح نہ مارو،ؓ

۱؎ ابوداود کتاب الطلاق باب فی المملوکۃ تعتق وہی تحت حر او عبد، ۲؎ مسند جلد ۴ صفحہ ۳۵۲،
۳؎ ابوداود کتاب الطہارۃ باب فی الاستنثار،

رشتہ دارون کے ساتھ سلوک، صحابہ کرام رشتہ دارون کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کرتے تھے حضرت عباسؓ کی نانہال مدینہ مین تھی وہ غزوہ بدر مین قید ہوکر آئے توانصار نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ اجازت ہوتو ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دین، لیکن آپ نے اجازت نہین دی[1]،

ہمسایون کے ساتھ سلوک، صحابہ کرام ہمسایون کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کرتے تھے اور اس مین کافر ومسلم کی تفریق روانہ رکھتے تھے، ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک بکری ذبح کی، پڑوس مین ایک یہودی رہتا تھا، گھروالون سے پوچھا کہ "تم نے ہمارے یہودی ہمسایہ کے پاس گوشت بھیجایا نہین؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایاہے کہ جبرئیل نے مجھکو ہمسایون کے ساتھ حسن سلوک کی اس شدت سے وصیّت کی کہ مین سمجھا کہ اوس کو شریک وراثت بنادین[2] گے"،

صحابہ کرام خود بھوکے رہتے تھے اور اپنے ہمسایون کو کھلاتے تھے، ایک بار حضرت عمرؓ نے حضرت جابرؓ کے پاس گوشت کی گٹھری دیکھی، تو بولے اب تم لوگ اپنی بھوکھہ کو اپنے ہمسائے اور چچازاد بھائی کے لئے نہین مارتے[3]،

اگر کوئی شخص ہمسایون کے ساتھ بُرا سلوک کرتا تو صحابہ کرام اوس کو نہایت بُرا سمجھتے، ایک بار ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے شکایت کی کہ "میرا پڑوسی مجھے ستاتاہے" آپ نے فرمایا "جاؤ اور گھر سے اپنا تمام اسباب نکالکر باہر ڈالدو"

---

[1] بخاری کتاب الشرکۃ باب اذا اسرالرجل اوعمۃ ہل تفادی اذاکان مشرکا، [2] ابوداود کتاب الادب باب فی حق الجوار،
[3] موطاے امام مالک باب جامع ماجار فی الطعام والشراب،

اوس نے تعمیل ارشاد کی، لوگون نے دیکھا تو پوچھا کیا معاملہ ہی؟ بولا "میرے پڑوسی نے مجھے ستایا ہی"، تمام صحابہ نے کہا "اوسپر خدا کی لعنت ہو"، اوس نے سنا تو کہا "گھر مین چلو اب نہ ستاؤنگا"[1]،

غلامون کے ساتھ سلوک

صحابہ کرام غلامون کے ساتھ بالکل مساویانہ برتاؤ کرتے تھے اور جو خود پہنتے تھے وہی اون کو بھی پہناتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی لڑکیون کی طرح اپنی لونڈیون کو بھی سنہری زیورات سے آراستہ کرتے تھے[2]، ایک بار کچھ لوگ اون سے ملنے آئے دیکھا کہ اون کے غلام کے گلے مین سونے کا طوق پڑا ہوا ہے، ہر ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھنے لگا، بولے "تمھاری نگاہ برائیون ہی پر پڑتی ہے[3]"

ایک بار حضرت ابوذر غفاریؓ موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے، اور غلام کو بھی ویسی ہی اوڑھائی تھی، لوگون نے دیکھا تو کہا "اگر آپ غلام کو دوسرا کپڑا پہنا کر یہ چادر اوس سے لے لیتے تو آپ کے لئے حلہ یعنی پورا جوڑا ہو جاتا"، بولے "مین نے اپنے غلام کو ایک دفعہ برا بھلا کہا، اوس نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین شکایت کی تو آپ نے فرمایا، کہ ابوذر! تم مین ابتک جاہلیت کا اثر باقی ہے، یہ لوگ تمھارے بھائی ہین، اگر تمھین پسند نہین آتے تو اون کو فروخت کر ڈالو اور خدا کے بندون کو عذاب نہ دو[4]"،

ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گاڑھے کی دو قمیصین خریدین، ساتھ مین

---

[1] ادب المفرد باب شکایۃ الجار، [2] موطاء امام مالک باب مالا زکوۃ فیہ من الحلی والتبر والعنبر، [3] ادب المفرد باب فضول النظر، [4] بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاہلیۃ مین یہ واقعہ مختصر ا ہی ور ادب المفرد باب اکسوہم مما تلبسون مین اسی قسم کی ایک روایت حضرت ابوالیسرؓ کی طرف منسوب ہے

اون کا غلام ہی تھا، بولے اس مین تمھین جو پسند ہو لیلو اوس نے ایک لیلی[1]،

صحابہ کرام غلامون کی زدوکوب کو نہایت بُرا سمجھتے تھے، ایک بار ایک شخص نے اپنے غلام کے مونھہ پر طپانچہ مارا، حضرت سوید بن مقرنؓ نے فرمایا۔ طپانچہ کے لیے تم کو صرف اوس کا چہرہ ہی ملتا تھا؟ ہمارے بھائیون مین ایک نے غلام کو مارا تھا تو آنحضرت اوس کے آزاد کرنے کا حکم دیا تھا[2]،

ایک بار حضرت سلمان فارسیؓ اپنے غلام پر غصہ ہوئے اور کہا کہ "اگر قصاص کا خوف نہوتا تو مین تم کو سزا دیتا"، ایک بار حضرت ام سلمہؓ نے اپنی لونڈی سے کسی کام کو کہا وہ کھیل کود مین مصروف ہوگئی، بولین "اگر قیامت کی سزا کا ڈر نہ ہوتا تو مین تم کو اسی مسواک سے مارتی[3]،

ایک بار ایک صحابی کے بیٹے نے غلام کو طپانچہ مارا، باپ نے دونون کو بلایا اور غلام سے کہا" اس کا بدلہ لو[4]،

زدوکوب تو بڑی بات ہی صحابہ کرام لونڈیون اور غلامون کو آدہی بات بھی کہنا پسند نہین کرتے تھے، ایک بار رات کو عبد الملک اوٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی، ادس نے آنے مین دیر لگائی تو اوس نے اوس پر لعنت بھیجی، حضرت ام الدرداؓ اوس کے محل مین تھین، صبح ہوئی تو کہا کہ "تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی حالانکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعا یا شہدا،

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت علیؓ، [2] مسلم کتاب النذر باب صحبۃ المالیک وکفارۃ من لطم عبدہ، [3] ادب لمفرد باب قصاص العبد، [4] ابوداود کتاب الادب باب فی حق المملوک،

نہ ہون لگے،

ایک بار حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اپنے ایک دوست سے ملنے آئے، وہ موجود نہ تھے، اون کی بی بی سے پانی مانگا، اوس نے لونڈی کو ہمسایہ کے گھر بھیجا کہ دودھ مانگ لاے، لونڈی نے دیر لگائی، تو اوس نے اوس پر لعنت بھیجی، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ گھر سے نکل آئے اون کے دوست آے تو کہا "آپ سے کیا پردہ تھا، گھر مین آکر بیٹھے ہوتے، کھایا پیا ہوتا" بولے "سب کچھ کر لیا، لیکن آپ کی بی بی نے لونڈی پر لعنت بھیجی، اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ "اگر لعنت بے محل ہوتی ہی تو خود لعنت بھیجنے والے پر لوٹ آتی ہی"، اسلئے مجھے خوف پیدا ہوا کہ شاید لونڈی معذور ہو اور وہ لعنت آپ کی بی بی پر لوٹ آئے اور مین اوس کا سبب بنون اِس خیال سے گھر سے باہر نکل آیا[۱]"،

صحابہ کرام غلامون کے آرام و آسایش کا نہایت خیال رکھتے تھے، ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا خانسامان (قہرمان) آیا تو اونھون نے پوچھا "غلامون کو کھانا دیا یا نہین" بولا "نہین" فرمایا "جاؤ اور دو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ "یہ تو بڑے گناہ کی بات ہی کہ آدمی غلامون کی روزی روک رکھے[۲]"،

صحابہ کرام غلامون سے کبھی سخت کام نہین لیتے تھے، ایک بار ایک شخص حضرت سلمان فارسیؓ کے یہان آیا، دیکھا کہ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہین، اوس نے کہا کہ غلام کہان ہے؟ بولے "ہم نے اوس کو ایک کام کے لئے بھیجا ہے، اسلئے یہ پسند نہین کیا

[۱] مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا، [۲] مسند ابن حنبل جلد اصفحہ ۴۰۸ مسند عبد اللہ بن مسعودؓ، [۳] مسلم کتاب الزکوۃ باب فضل النفقۃ علی العیال والمملوک،

کہ اوس سے دودو کام لین[1]،

حضرت عثمانؓ رات کو اوٹھکر خود وضو کرتے تھے، لوگون نے کہا اگر آپ کسی خادم سے کہدیتے تو وہ آپ کو وضو کرادیا کرتا، بولے "نہین، رات اون کے آرام کیلئے ہی[2]

اسی حُسن سلوک کا یہ نتیجہ تھا کہ غلام صحابہ کرام پر جان دیتے تھے اور اون کے ارشادات کی بطیب خاطر تعمیل کرتے تھے، افلح نامے حضرت ابوایوب انصاریؓ کا غلام تھا، اونھون نے اوس کو مکاتب بناکر آزاد کرنا چاہا تو تمام لوگون نے اوس کو مبارکباد دی، لیکن بعدمین حضرت ابوایوبؓ نے معاہدہ کتابت کو فسخ کرنا چاہا اور اوس کے یہان کہلا بھیجا کہ تمھین مثل سابق کے غلامی کی حالت مین رہنا ہوگا، افلح کے اہل وعیال نے کہا کہ "تم پھر غلام بننا پسند کروگے؟ حالانکہ خدا نے تم کو آزاد کردیا تھا، لیکن اوس نے کہا کہ "مین اون کی کسی بات کا انکار نہین کرسکتا، چنانچہ خود اِس معاہدہ کو فسخ کردیا، اِس کے چند ہی دنون کے بعد حضرت ابوایوبؓ نے اوس کو آزاد کردیا اور کہا کہ "جو مال تمھارے پاس ہو[3] وہ کل تمھارا ہی"،

باہمی محبّت، صحابہ کرام باہم نہایت الفت ومحبّت رکھتے تھے، اسلئے جب کسی صحابی کو کسی قسم کا دکھ درد پہنچتا، تو دوسرے صحابہ کے دل بھر آتے تھے، حضرت عمرؓ کو جب ابن لولو نے زخمی کیا تو تمام صحابہ کو اس قدر رنج ہوا کہ گویا اون پر کبھی ایسی مصیبت نہین آئی تھی، حضرت عائشہؓ الگ رورہی تھین[4]، حضرت صہیبؓ پاس آئے

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عثمانؓ، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ افلح، [4] بخاری کتاب المناقب،

اور واا خیاہ، واا خیاہ" کہکر روٹنے لگے،[1]

موت کے بعد اور بھی موثر طریقہ سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا، حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو تمام صحابہ نے اون کے تابوت کو گھیر لیا اور دعائین کرنے لگے، حضرت علیؓ آدمیون کو ڈھکیل کر پاس پہنچے، دعاے مغفرت[2] کی اور کہا "خدا تم پر رحم کرے، مجھے توقع ہی کہ خدا تم کو تمھارے دونون رفقا (حضرت ابو بکرؓ و رسول اللہ) کی معیت عطا کرے گا، کیونکہ رسول اللہ صلعم اکثر کہا کرتے تھے "مین ابو بکرؓ اور عمرؓ تھے،" "مین نے ابو بکر اور عمر نے یہ کام کیا تھا"[3]

صحابہ کرام حضرت عمرؓ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو سب کے سامنے دسترخوان بچھایا گیا، لیکن رنج و غم کی وجہ سے کسی نے کھانے کو ہاتھ لگانا پسند نہین کیا، بالآخر حضرت عباسؓ کے سمجھانے سے سب نے کھانا کھایا،[4]

ایک بار صحابہ کرام رسول اللہ صلعم کے ساتھ شہداء کے مزار کی زیارت کو نکلے، پہاڑ پر چڑھے تو قبرین نظر آئین، محبت کے لہجے مین بولے "یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائیون کی قبرین ہین"، فرمایا "ہمارے اصحاب کی قبرین ہین[5]"،

ایک بار واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ، حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے، اونھون نے نام پوچھا، اور سلسلۂ نسب مین حضرت سعد بن معاذؓ کا

---

[1] نسائی کتاب الجنائز باب النیاحۃ علی المیت و بخاری کتاب الجنائز، [2] سنن ابن ماجہ باب فضل ابی بکر الصدیق، [3] بخاری کتاب المناقب فضائل ابی بکرؓ، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عباسؓ، [5] ابو داود کتاب المناسک باب فی تحریم المدینۃ،

نام آیا تو فرمایا "تمھاری صورت سعد سے مشابہ ہی، وہ سب مین بڑے اور لمبے تھے"، یہ کہکر روے اور بہت روئے،[1]

ایک دن حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کے سامنے کھانا آیا، اون کو ابتدائے اسلام کا افلاس یاد آگیا، بولے "مصعب بن عمیر مجھ سے بہتر تھے وہ شہید ہوے، اور ایک چادر کے سوا اون کو کفن میسر نہوا، حمزہ اور ایک صحابی جو مجھ سے بہتر تھے شہید ہوئے اور ایک چادر کے سوا اون کو کفن نہ ملا، شاید دنیا ہی مین ہم کو ہمارے طیبات مل گئے"، یہ کہکر رونے لگے، اور کھانا چھوڑ دیا،[2]

باہمی اعانت، صحابہ کرام مصیبت مین، آفت مین، کشمکش مین ایک دوسرے کی اعانت فرماتے تھے، جنگ کی حالت مین ہر شخص کو اپنی ہی جان کی فکر رہتی ہی، لیکن صحابہ کرام اس موقع پر بھی دوسرون کی اعانت کے لئے اپنی جان تک کو خطرہ مین ڈال دیتے تھے، حضرت ابو قتادہؓ کا بیان ہی کہ "مین نے حنین مین دیکھا کہ ایک کافر ایک مسلمان پر غالب آجانا چاہتا ہی، مین چکر دے کے آیا اور اوس کی پشت کی جانب سے گردن پر ایک تلوار ماری، وہ میری طرف بڑھا اور مجھکو اس طرح دبوچ لیا کہ مجھے موت کی خوشبو آنے لگی، اور پھر مر ہی کے چھوڑا،[3]

قبیلہ اشعری کے لوگ مدینہ مین ہجرت کرکے آگئے تھے، ان لوگون مین باہم اسقدر تعاضد و تعاون تھا کہ جب غزوات مین جاتے تھے، یا خود مدینہ مین مبتلاے فقر و فاقہ

[1] نسائی کتاب الزینہ باب لبس الدیباج المنسوج بالذہب ترمذی کتاب اللباس باب لبس الحریر فی الحرب، [2] بخاری کتاب الجنایز باب الکفن من جمیع المال و کتاب المغازی، [3] ابوداود کتاب الجہاد باب فی السلب یعطی القاتل و بخاری کتاب الجہاد،

ہوجاتے تھے تو ہر شخص کے گھر مین جو کچھ ہوتا تھا وہ لاکر سب کے سامنے رکھدیتا تھا، اور یہ سب لوگ اوس کو برابر برابر تقسیم کر لیتے تھے[1]،

ہمسایہ عورتین اپنی پڑوسنون کو ہر قسم کی مدد دیتی تھین، حضرت اسمارؓ کو روٹی پکانا نہین آتی تھی، لیکن اون کی پڑوسنین اون کی روٹی پکا دیا کرتی تھین[2]،

ایک دن کچھ مفلوک الحال لوگ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی خدمتمین حاضر ہوئے اور کہا کہ "خدا کی قسم نہ ہم کو نفقہ ملتا، نہ سواری ملتی، نہ اسباب ملتا"، بولے "اگر چاہو تو خدا جو توفیق دے وہ ہم دین، ورنہ بادشاہ کے دربار مین تمھاری سفارش کردین اور اگر جی مین آئے تو صبر کرو، کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ "فقراء مہاجرین امراء سے چالیس سال پیشتر جنت مین داخل ہون گے" اون لوگون نے کہا "ہم صبر کرتے ہین[3]"،

حضرت زبیرؓ نے لاکھون روپے قرض چھوڑ کر انتقال فرمایا تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اوس کو ادا کرنا چاہتے تھے، ایک بار حضرت حکیم بن حزامؓ سے ملاقات ہوگئی، تو اونھون نے کہا "یہ قرض کیونکر ادا کروگے؟ اگر مجبور ہو جاؤ تو مجھ سے اعانت کی درخواست کرنا مین اعانت کرون[4] گا"،

جب عورتون کو شکایت پیدا ہوتی تھی تو وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنا درد دکھ کہتی تھین، وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین نہایت پُرزور

[1] مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الاشعریین و بخاری باب الشرکۃ فی الطعام، [2] مسلم کتاب الآداب باب ارداف المراۃ الاجنبۃ اذا اعیت فی الطریق، [3] مسلم کتاب الزہد، [4] بخاری کتاب الجہاد باب برکۃ الغازی فی مالہ حیا و میتًا،

طریقہ سے اون کی سفارش کرتی تھین، ایک بار اون کی خدمت مین ایک عورت سبز ڈوپٹا اوڑھ کر آئی، اور جسم کھول کر دکھایا، کہ شوہر نے اسقدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ پڑ گئے ہین، رسول اللہ صلعم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ "مسلمان عورتین جو مصیبت برداشت کر رہی ہین، ہم نے ویسی مصیبت نہین دیکھی، دیکھئے اس کا چمڑا اسکے ڈوپٹے سے زیادہ سبز ہو گیا ہی" بخاری کی روایت مین ہی،

والنساء ینصر بعضہن بعضاً[1]، عورتون کی یہ فطرت ہی کہ ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہین،

ایک شخص کی بی بی بیمار تھین، وہ حضرت ام الدرداؓ کے پاس آئے، انھون نے حال پوچھا تو اونھون نے کہا "بیمار ہی" اونھون نے اون کو بٹھا کر کھانا کھلایا، اور جب تک اون کی بی بی بیمار رہین حال پوچھتی اور کھانا کھلاتی رہین[2]،

حضرت ربیعہ اسلمیؓ نہایت مفلس صحابی تھے اونھون نے رسول اللہ صلعم کے حکم سے شادی کرنا چاہی، لیکن خود اون کے پاس مہر اور دعوت ولیمہ کا کوئی سامان نہ تھا، اسلئے اون کے قبیلے کے لوگون نے اعانت کی اور تمام سامان ہو گیا[3]،

ایک کے رنج و مسرت مین دوسرے کی شرکت، تالف و اتحاد نے صحابہ کرام کو ایک جان دو قالب بنا دیا تھا، اسلئے وہ ایک کے رنج کو اپنا رنج اور ایک کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتے تھے اور اوسمین شریک ہوتے تھے، ایک بار حضرت زید بن ارقمؓ نے ایک واقعہ بیان کیا، لیکن رسول اللہ صلعم نے اوس کی تصدیق نہین فرمائی اسلئے اون کو سخت صدمہ ہوا، اِس کے بعد

[1] بخاری کتاب اللباس باب الثیاب الخضر، [2] ادب المفرد باب عیادۃ الصبیان، [3] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۵۸،

قرآن مجید نے اون کی تصدیق کی جس پر اون کو نہایت مسرت ہوئی اسلیے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اون سے ملے تو اون کو مبارکباد دی[۱]،

جب حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت ہلال بن امیہؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ کی توبہ مقبول ہوئی، اور رسول اللہ صلعم کی ناراضی کا خاتمہ ہوا، تو اس بارے مین جو آیت نازل ہوئی، حضرت ام سلمہؓ نے رات ہی کو حضرت کعب بن مالکؓ کو اوس کی اطلاع دینی چاہی، لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو لوگ ٹوٹ پڑینگے، اور سونا دشوار ہو جائے[۲] گا، اسلیے آپ نے نماز فجر کے بعد اس کا اعلان کیا اوس وقت حضرت کعب بن مالکؓ کوٹھے کی چھت پر سخت پریشانی کی حالت مین بیٹھے ہوئے تھے، دفعتہً ایک آواز آئی کہ "مژدہ باد" دیکھا کہ لوگ جوق کے جوق مبارکباد دینے کے لئے آرہے ہین، ایک صحابی گھوڑا اوڑاتے ہوئے آئے، ایک اور صحابی دوڑتے ہوئے پہونچے، اور پہاڑ پر چڑھ کے بشارت دی، لوگ گروہ درگروہ آتے تھے اور کہتے تھے کہ "کعب توبہ مبارک" مسجد نبوی مین توبہ کا اعلان ہوا تھا، وہ داخل مسجد ہوئے۔ تو حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ نے دوڑ کے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی[۳]،

حضرت عائشہؓ پر جب اتہام لگایا گیا اور وہ اس رنج وغم مین رات دن مصروف گریہ وبکا رہنے لگین تو ایک صحابیہ آئین اور اون کی یہ حالت دیکھکر بے اختیار رو پڑین[۴]،

[۱] ترمذی تفسیر القرآن تفسیر سورۃ المنفقین، [۲] بخاری کتاب التفسیر باب قولہ یحلفون لکم لترضوا عنہم، [۳] بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک، [۴] بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضہن بعضاً،

حسن رفاقت، | اللہ تعالیٰ نے اپنے مخصوص بندون کی شان مین فرمایا ہے،

وحسن اولئك رفيقا — وہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہین،

صحابہ کرام بھی اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے تھے، اسلئے اونھون نے عملاً اپنے اوپر اس آیت کو منطبق کر لیا تھا،

حضرت رافع بن عمرؓو نے ایک غزوہ مین رفیق صالح کی تلاش کی، حسن اتفاق سے حضرت ابو بکر کا شرف رفاقت حاصل ہو گیا، اون کا بیان ہے کہ "وہ مجھے اپنے بستر پر سلاتے تھے، اپنی چادر اوڑھاتے تھے، مین نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی بات سکھائے جو مجھے فائدہ دے،" بولے "خدا کو پوجو، کسی کو اوس کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو، اگر مال ہو تو صدقہ دو، دارالکفر سے ہجرت کرو، اور دو شخصون کے بھی حاکم نہ بنو"[1]

بزرگون کا ادب، | حدیث شریف مین آیا ہے،

من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا فليس منا — جو لوگ ہمارے چھوٹون پر رحم اور ہمارے بزرگون کا ادب نہین کرتے وہ ہم مین سے نہین ہین،

اسلئے صحابہ کرام بزرگون کا نہایت ادب کرتے تھے، ایک بار مجلس نبوی مین تمام کبار صحابہ مثلاً حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ "مجکو اوس درخت کا نام بتاؤ جو مسلمانون سے مشابہ ہی، ہر سال پھلتا ہی اور اوس پر کبھی خزان نہین آتی" حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے دل مین آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن

---

[1] اصابہ تذکرہ رافع بن عمروؓ،

ان دونون بزرگون کے ادب سے نہ بول سکے حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو کہا "تم نے کیون نہین بتایا، اگر تم بتاتے تو وہ مجھکو فلان فلان چیزون سے بھی زیادہ محبوب ہوتا بولے "جب آپ اور حضرت ابوبکرؓ نہین بولے تو مین نے بولنا سوء ادب سمجھا[1] ایک دن وہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ چلے کسی طرف سے حضرت ابوبکرؓ بھی آ گئے، وہ دائین طرف سے ہٹ کر آپ کے بائین جانب آ گئے، تھوڑی دیر مین حضرت عمرؓ نے بھی شرف رفاقت حاصل کیا اب وہ بالکل کنارے ہو گئے[2]،

ایک بار حضرت عبد اللہ بن قیس[3] بن مخرمہؓ مسجد قبا رکے پاس سے خچر پر سوار ہو کے نکلے راہ مین حضرت عبد اللہ بن عمرؓ مل گئے اونھون نے دیکھا تو فوراً اتر پڑے اور کہا کہ چچا جان اسپر سوار ہو لیجئے[4]،

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت عمرؓ کے تربیت یافتہ خاص تھے وہ ایک سال سے اون سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتے تھے مگر ہمت نہین پڑتی تھی ایک موقع پر وہ مسئلہ پوچھا تو کہا "خدا کی قسم ۱ سال بھر سے پوچھنا چاہتا تھا مگر آپ کے خوف سے ہمت نہین پڑتی تھی" یہ حسن ادب تھا، لیکن حضرت عمرؓ نے بھی یہ شفقت آمیز جواب دیا "کہ ایسا نہ کرو، اگر تمھارا خیال ہو کہ میرے پاس کسی چیز کا علم ہی تو پوچھ لیا کرو اگر مین جانتا ہون گا تو ضرور بتا دون گا[5]"،

دوستون کی ملاقات، ملاقات ازدیاد محبت کا نہایت موثر ذریعہ ہی صحابہؓ مین باہم محبت تھی

---

[1] بخاری کتاب الادب باب اکرام الکبیر، [2] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱، [3] ان کا صحابی ہونا مشکوک ہی، [4] مسند ابن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۱۹
[5] مسلم کتاب الطلاق باب فی الایلاء، و اعتزال النساء، و تخیرہن و قولہ تعالیٰ و ان تظاہرا علیہ،

اور وہ اِس محبت کو ترقی دینا چاہتے تھے اسلئے دوستون سے اکثر ملاقات کرتے تھے حضرت ام الدرداؓ شام مین رہتی تھین لیکن ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسیؓ پاپیادہ مداین سے اون کے ملنے کو آئے[۱]،

ایک دن بہت سے صحابہ حضرت جابرؓ سے ملنے آئے اونھون نے روٹی اور سرکہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہو کہ "سرکہ بہترین سالن ہی، وہ شخص ہلاک ہوجائیگا جس کے پاس اوس کے احباب آئین اور وہ اوس چیز کو حقیر سمجھکر اون کے سامنے پیش نہ کرے جو اوس کے گھر مین موجود رہے اور وہ احباب بھی ہلاک ہوجائین گے جو اوس کو حقیر خیال کرین[۲]"،

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے ایک دوست (غالبًا صحابی ہون گے) سے ملنے آئے وہ گھر مین موجود نہ تھے آئے تو دیکھا کہ وہ دروازے پر کھڑے ہین" بولے" آپ سے کیا پردہ تھا گھر مین آکر بیٹھے ہوتے کھایا پیا ہوتا[۳]"،

ہدیہ دینا، حدیث شریف مین آیا ہو کہ ہدیہ ازدیاد محبّت کا ذریعہ ہے، اسلئے صحابہ کرام ایک دوسرے کے پاس عمومًا ہدیہ بھیجا کرتے تھے، رسول اللہ صلعم کی خدمت مین اکثر صحابہ ہدیہ بھیجا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک یہودی کے پاس ہدیۃً گوشت بھیجا تھا، حضرت نسیبہؓ انصاریہ اِس قدر مفلس تھین کہ اون پر صدقہ کا مال حلال تھا، تاہم اِس حالت مین بھی وہ ازواج مطہرات کی خدمت مین ہدیہ بھیجتی تھین،

[۱] ادب المفرد باب الزیارۃ، [۲] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۷۱، [۳] مسند ابن حنبل جلد ۱ صفحہ ۴۰۸،

ایک بار اون کے پاس صدقہ کی ایک بکری آئی، تو اونھون نے اوس کا گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس ہدیۃً بھیجا[1]، حضرت بریرہؓ کے پاس بھی جو کچھ صدقہ مین آتا تھا وہ ازواج مطہرات کو ہدیۃً دیا کرتی تھین[2]،

عیادت، | صحابہ کرام عموماً مریضون کی عیادت کو اپنا فرض خیال کرتے تھے، ایک بار حضرت سعد بن عبادہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم مین کون اون کی عیادت کرتا ہی؟ باوجودیکہ غربت و افلاس سے صحابہ کرام کے پانؤن مین جوتے نہ تھے موزے نہ تھے سر پر ٹوپی نہ تھی، بدن پر کپڑا نہ تھا، لیکن باایمہمہ دس پندرہ بزرگ پتھریلی زمین مین ننگے پانؤن اور کھلے سر گئے اور اون کی عیادت کی[3]،

ایک دن رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم مین آج کون روزے سے ہی؟ تم مین آج کس نے جنازے کی مشائعت کی ہی؟ تم مین آج کس نے مسکین کو کھلایا ہی؟ تم مین آج کس نے مریض کی عیادت کی ہی؟ حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے ہر ہر سوال کے جواب مین ہان نکلی آپ نے فرمایا جس شخص مین یہ تمام چیزین جمع ہوجائین وہ جنت مین ضرور داخل ہوگا[4]،

ایک بار اہل صفہ مین سے ایک صحابی بیمار تھے حضرت ام الدرداءؓ اونٹ پر سوار ہوکر آئین اور اون کی عیادت کی[5]،

ایک بار حضرت شداد بن اوسؓ شام کے وقت کہین جارہے تھے، کسی نے پوچھا

[1] بخاری کتاب الزکوۃ باب قدر کم یعطی من الزکوۃ و الصدقۃ ومن اعطی شاۃ، [2] مسلم کتاب الزکوۃ باب اباحۃ الھدیۃ للنبی صلعم ولبنی ہاشم وبنی عبد المطلبؓ ان کان المھدی ملکھا بطریق الصدقۃ، [3] مسلم کتاب الجنائز باب فی عیادۃ المرضی، [4] مسلم کتاب الزکوۃ باب من جمع الصدقۃ و اعمال البر مسند جلد ۲ صفحہ ۱۱ مین اس واقعہ کو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا ہی، [5] ادب المفرد باب عیادۃ النساء الرجل المریض،

کہان کا ارادہ ہی؟ بولے یہین ایک مریض بھائی کی عیادت کو جاتا ہون[۱]،،

تیمارداری، صحابہ کرام نہایت دلسوزی سے مریضون کی تیمارداری کرتے تھے، مہاجرین کے قیام کے متعلق جب قرعہ کے ذریعہ فیصلہ کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن مظعونؓ حضرت ام العلاءؓ کے حصے مین آئے وہ بیمار ہوئے تو اون کے تمام خاندان نے نہایت[۲] دلسوزی سے تیمارداری کی اون کا انتقال ہوا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام العلاءؓ نے محبت کے لہجے مین کہا تم پر خدا کی رحمت ہو مین شہادت دیتی ہون کہ خدا نے تمھاری عزت کی[۳]،

حضرت زینبؓ مرض الموت مین بیمار ہوئین تو حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات سے پوچھوایا کہ کون اون کی تیمارداری کرے گا؟ تمام بیویون نے کہا "ہم" اون کا انتقال ہو تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل و کفن دیگا؟ تمام بیویون نے کہا "ہم[۳]"،،

عزاداری، صحابہ کرام رنج وغم مین ایک دوسرے کے شریک تھے اسلئے عزاداری کو اپنا فرض بنا لیا تھا ایک بار رسول اللہ صلعم ایک صحابی کو دفن کر کے آ رہے تھے راہ مین دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ جا رہی ہین پوچھا گھر سے کیون نکلین؟ بولین اسی گھر مین عزاداری کے لیے گئی تھی[۴]،،

حضرت انس بن مالکؓ کی متعدد اولاد غزوہ حرہ مین شہید ہوئی تو حضرت زید بن ارقمؓ نے خط کے ذریعہ سے رسم تعزیت ادا کی[۵]،

عرب مین ایک طریقۂ عزاداری یہ تھا کہ عورتین برادری مین جا کر مردون پر

---

[۱] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۲۳، [۲] بخاری کتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات، [۳] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت زینبؓ، [۴] ابوداود کتاب الجنائز باب فی التعزیہ، [۵] ترمذی کتاب الفضائل فضل الانصار و قریش،

نوحہ کرتی تھین، یہ جاہلیّت کی رسم تھی لیکن اسلام نے اِس کو مٹا دیا چنانچہ جب عورتین اسلام لاتی تھین تو ان سے اس کا بھی معاہدہ لیا جاتا تھا،

ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت ام عطیہؓ سے یہ معاہدہ لینا چاہا تو" بولین فلان فلان خاندان نے زمانہ جاہلیّت مین ہمارے مردے پر نوحہ کیا ہے مجھے اس کا معاوضہ کرنا ضروری ہے" چنانچہ آپ نے ان کو اس اجازت دی[1]،

سلام کرنا، "السّلام علیکم" اگرچہ نہایت مختصر اور سادہ فقرہ ہے، لیکن جلب محبت کے لئے عمل تسخیر کا حکم رکھتا ہے، اسی بنا پر قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ نے اس کی سخت تاکید فرمائی ہے،

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا	جب تم کو سلام کیا جائے تو تم اوس سے بہتر طریقہ سے اوس کا جواب دو،
یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلھا،	مسلمانو! اپنے گھر کے سوا کسی دوسرے کے گھر مین اوس وقت تک نہ داخل ہو جب تک تم اون سے مانوس نہ ہو جاؤ اور اون کو سلام نہ کرلو،

اور اسی بنا پر رسول اللہ صلعم جب اوّل اوّل مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو سب سے پہلے یہ تعلیم دی،

اعبدوا الرحمن واطعموا الطعام وافشوا السلام تدخلوا الجنۃ بسلام[2]	خدا کو پوجو، کھانا کھلاؤ، باہم سلام کرو، اور جنت مین اطمینان سے چلے جاؤ،

[1] مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ، [2] یہ روایت حدیث کی تمام کتابون مین ہے، لیکن الفاظ مختلف ہین، بعض روایتون مین تصریح ہے کہ آپ نے مدینہ مین آکر پہلی تعلیم یہی دی تھی،

اسلئے صحابۂ کرام ہر کہ ومہ کو سلام کرتے تھے، ایک بار حضرت ابو بکرؓ اونٹ پر سوار جارہے تھے، جو شخص راہ مین ملتا وہ اوس کو سلام کرتے تو صرف "السلام علیکم" کہتے، لیکن وہ جواب مین "السّلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہتا اب وہ بھی اسی کا اعادہ کرتے، وہ لوگ اور اضافہ کے ساتھ "السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہتے، بالآخر فرمایا کہ "یہ لوگ ہم سے بہت بڑھ کے رہے[۱]"،

حضرت انس بن مالکؓ بصرہ مین نکلتے تو راستے مین ہر شخص کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے[۲]،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ بازار مین جاتے، اور ہر دوکاندار، ہر مسکین، اور ہر مسافر، غرض ہر شخص کو سلام کرتے، ایک شخص نے پوچھا کہ "بازار مین آپ نہ بھاوتاو کرتے، نہ سودا سلف خریدتے، نہ کہین بیٹھتے، پھر کس کام سے آتے ہین؟ بولے "صرف سلام کرنے کے لئے[۳]"، وہ جب سلام کا جواب دیتے تو سلام کرنیوالے کے جواب مین بعض فقرے کا اضافہ کردیتے، ایک بار ایک شخص نے سلام کیا، تو اخیر مین اونھون نے جو جواب دیا وہ بہت طویل تھا، یعنی السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وطیبۂ[۴] صلوتہ،

اگر صحابہ کے درمیان ایک درخت بھی حائل ہوجاتا تو اوسکی آڑ سے نکلنے کے بعد جب دوبارہ سامنا ہوتا تو باہم سلام کرتے[۵]،

---

[۱] ادب المفرد باب فضل السّلام، [۲] ادب المفرد باب من سلم اشارۃً، [۳] ادب المفرد باب من خرج یسلم ویسلم علیہ، وموطائے امام مالک کتاب الجامع باب جامع السلام، [۴] ادب المفرد باب [۵] ادب المفرد باب حق من سلم اذا قام،

مصافحہ، اہل یمن نہایت محبّت کیش، رقیق القلب اور مخلص لوگ تھے، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ لوگ باہم ملتے تھے تو سب سے پہلے مصافحہ کے لئے دست محبّت بڑہاتے تھے، جب یہ لوگ اسلام لانے کے لئے دربار رسالت مین حاضر ہوئے تو یہ تحفہ بھی ساتھ لائے، جو آپ کو بہت پسند آیا اور آپ نے صحابہ کرام کو اوس کا حکم دیا[1]، صحابہ کرام نے اِس پر اِس شدت سے عمل کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ صرف مصافحہ کرنے کے لئے ہمیشہ ہاتھون مین تیل ملا کرتے تھے[2]،

معاوضہ احسان، قرآن مجید مین ہی،

هل جزاء الاحسان الا الاحسان — احسان کا بدلہ صرف احسان ہی،

صحابہ کرام کی زندگی اِس آیت کی عملی تفسیر تھی، ایک غزوہ مین صحابہ کرام سخت تشنہ لب ہوکر پانی کی جستجو مین نکلے تو ایک عورت ملی جس کے ساتھ پانی تھا صحابہ کرام اوس کو استعمال مین لائے اور رسول اللہ صلعم نے اوس کو معاوضہ دلوادیا، لیکن باوجود معاوضہ دینے کے صحابہ کرام نے ہمیشہ اوس کے اس احسان کو یاد رکھا چنانچہ جب اوس کے گانون کے پاس حملہ کرتے تھے تو اوس کے گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے[3]،

سپاس گذاری، حدیث شریف مین آیا ہی،

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ — جو لوگ انسانون کا شکریہ نہین ادا کرتے وہ خدا کے بھی شکر گذار نہین ہوتے

اِس بنا پر صحابہ کرام اپنے محسنون کے نہایت سپاس گذار رہتے تھے رسول اللہ صلعم کے

---

[1] ابوداود کتاب الادب، [2] ادب المفرد باب من دھن یدہ للمصافحہ، [3] بخاری کتاب الغسل باب الصعید الطیب وضوء المسلم،

ہجرت کرنے سے پہلے بہت سے صحابہ مدینہ پہونچ گئے تھے آپ تشریف لائے تو اونھون نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ہم نے انصار سے زیادہ فیاض اور غمگسار قوم نہین دیکھی اونھون نے ہمارا بار اٹھالیا ہم کو اپنا شریک بنالیا ایسا نہ ہو کہ کل ثواب وہی لوٹ لین"، ارشاد ہوا کہ جب تک ان کے لئے خدا سے دعا کرتے رہوگے ان کی تعریف مین تر زبان رہوگے ایسا نہ ہوگا[۱]،،

حسن ظن، | صحابہ کرام ایک دوسرے کی نسبت ہمیشہ نیک گمان رکھتے تھے، ایک دفعہ کوفہ والون نے حضرت عمرؓ کی خدمت مین حضرت سعد بن وقاصؓ کی شکایت کی کہ وہ نماز صحیح طریقہ سے نہین پڑھاتے، اونھون نے ان سے دریافت کیا تو وہ بولے مین بالکل رسول اللہ صلعم کا اتباع کرتا ہون،، اونھون نے کہا "تمھاری نسبت یہی گمان تھا[۲]،،

ایک شخص جس کے ہاتھ پانؤن چوری کے جرم مین کاٹ ڈالے گئے تھے، حضرت ابوبکرؓ کا مہمان ہوا اونھون نے دیکھا کہ وہ رات کو اوٹھ کے نماز پڑھتا ہی تو بولے کہ "تمھاری رات چورون کی سی نہین معلوم ہوتی تمھارے ہاتھ پانؤن کس نے کاٹے"، اوس نے کہا "یعلی بن منیہ نے یہ ظلم کیا ہی" فرمایا "مین اس کی نسبت اون کو لکھون گا"، اس کے چند ہی دنون کے بعد حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا ایک زیور غایب ہوگیا اسکی تحقیقات کی گئی تو ایک سونار کے پاس ملا، وہ حاضر کیا گیا تو اوس نے کہا کہ اسی دست و پا بریدہ شخص نے مجھکو یہ زیور دیا" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "یہ چوری کوئی بڑی چیز نہین البتہ

---

[۱] ترمذی ابواب الزہد، [۲] ابوداود کتاب الصلوۃ باب تخفیف الاخرین و بخاری،

اِس نے مجکو اپنے مذہبی تقدس کی بنا پر جو فریب دیا وہ بہت بڑا جرم ہے اِس کے پانوٗن کاٹ ڈالو"،

واقعہ افک کو منافقین نے اگرچہ بیحد شہرت دی، تاہم صحابہ کرام کو ازواج مطہرات کے ساتھ جو حسن ظن تھا اوس کی بنا پر متعدد صحابہ نے صاف صاف کہدیا کہ

سبحانك مایکون لنا ان نتکلم بھذا — سبحان اللہ! ہمارے لئے اسکا ذکر جائز نہین سبحان اللہ

سبحانک ھذا بھتان عظیم[۲] — یہ تو بہت بڑا بہتان ہی،

بخاری مین ہو کہ اس جملے کو ایک انصاری نے کہا تھا لیکن فتح الباری مین اور صحابہ کے نام بھی گنائے ہین،

مصالحت وصفائی، بہ مقتضائے فطرت انسانی اگر صحابہ کرام مین باہم شکر رنجی ہوجاتی تھی تو وہ نہایت خلوص کے ساتھ باہم صفائی کر لیتے تھے، اور اس چندروزہ ناگواری پر اون کو اس قدر افسوس ہوتا تھا کہ جب اِس ناگوار حالت کا تذکرہ یا اوس کا خیال آتا تھا تو آنکھون سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے تھے، ایک معاملہ مین حضرت عایشہؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے اس قدر ناراض ہوگئین کہ بول چال تک کی قسم کھالی، لیکن عفو تقصیر کے بعد جب اون کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اسقدر روتی تھین کہ ڈوپٹہ تر ہوجاتا تھا[۳]،

ابتدا مین اگرچہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت نہین کی لیکن بعد کو اونھون نے خود حضرت ابوبکرؓ کو اس غرض سے بلایا اور کہا، کہ" اے ابوبکر ہم کو

[۱] دارقطنی کتاب الحدود، [۲] بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ باب قول اللہ وامرہم شوریٰ بینہم،
[۳] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ،

تمھاری فضیلت کا اعتراف ہی، اور اگر خدا نے تمپر یہ احسان (خلافت) کر دیا تو ہم کو اسپر رشک نہین، اون کی اِس مخلصانہ تقریر کا حضرت ابوبکرؓ پر یہ اثر ہوا کہ آبدیدہ ہو گئے اور باچشم تر فرمایا کہ اوس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہی رسول اللہ صلعم کی قرابت مجھکو خود اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہی ہمارے اور تمھارے درمیان جن معاملات مین اختلاف ہو گیا تھا اون مین حق سے سر مو تجاوز نہ کرون گا رسول اللہ صلعم نے جو کچھ کیا ہی اوسی کے مطابق عمل کرون گا" باہمی صفائی کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کے اعلان کے لئے سہ پہر کا وقت مقرر فرمایا ظہر کی نماز ہو چکی تو حضرت ابوبکرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر اون کے تمام عذرات جو عدم بیعت کا سبب تھے بیان کئے اس کے بعد حضرت علیؓ نے تقریر کی جس مین حضرت ابوبکرؓ کے تمام فضائل وحقوق خلافت کا اعتراف کیا اور کہا کہ مین نے جو کچھ کیا وہ اِس بنا پر نہ تھا کہ مجھکو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ رشک وحسد تھا یا مین اون کے فضائل کا منکر تھا لیکن ہم اپنے آپ کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے اسلئے ہم کو اسپر رنج ہوا اس اعلان سے تمام مسلمان خوشی کے مارے کھل گئے، اور حضرت علیؓ سے جو عام ناراضی پیدا ہو گئی تھی وہ یک لخت زائل ہو گئی[۱]،

معاصرین کی فضیلت کا اعتراف، رشک وحسد علماء کا مایۂ خمیر ہے اسلئے وہ معاصرین کی فضیلت کا اعتراف نہین کرتے محدثین اسلامی اخلاق کا بہترین نمونہ تھے لیکن باایں‌ہمہ اصول حدیث کی کتابون مین لکھا ہی کہ ایک محدث کی جرح دوسرے معاصر محدث پر قابل اعتبار نہین

[۱] مسلم کتاب الجہاد قول النبی صلعم لا نورث ما ترکنا فہو صدقہ،

کیونکہ ان مین باہم رشک وحسد اور بغض وعناد ہوتا ہی لیکن صحابہ کرام نہایت کشادہ دلی کے ساتھ معاصرین کی فضیلت کا اعتراف کرتے تھے، حضرت معاذ بن جبلؓ کا انتقال ہونے لگا تو لوگون نے کہا کہ کچھ وصیت فرمائیے بولے "چار آدمیون سے علم حاصل کرو، عویمر ابی الدرداؓ سلمان فارسی، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن سلامؓ،

ایک بار حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس کوفہ سے ایک بزرگ آئے اور کہا "کہ علم حاصل کرنے کے لئے آیا ہون"، بولے کیا تمھارے یہان سعد بن مالک، ابن مسعود، حذیفہ، عمار، اور سلمان نہین ہیںؓ؟،

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ایک فتویٰ پوچھا اونھون نے جو جواب دیا اوس پر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے اعتراض کیا اگر اس زمانہ کے علمار ہوتے تو باہم لڑ بیٹھتے لیکن حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اوس سے کہا کہ "جب تک یہ حبر (عبد اللہ بن مسعودؓ) موجود ہی مجھ سے فتوے نہ پوچھوؓ"

مساوات۔ اسلام نے ہر قسم کے تفوق وامتیاز کو مٹا دیا تھا، اسلئے صحابہ کرام ہر کہ ومہ سے مساویانہ برتاؤ کرتے تھے، اور اون کے ساتھ مساویانہ معاشرت رکھتے تھے،

ایک بار حضرت صفوان بن امیہؓ ایک خوان بھر کے کھانا لائے اور حضرت عمرؓ کے سامنے رکھدیا اونھون نے فقیرون اور غلامون کو بلایا اور سب کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا، اِس کے بعد فرمایا خدا اون لوگون پر لعنت کرے جن کو غلامون کے ساتھ

[1] ترمذی کتاب المناقب فضائل عبد اللہ بن سلامؓ، [2] ترمذی کتاب المناقب فضایل عبد اللہ بن مسعودؓ، [3] موطاے امام مالک کتاب الرضاع ماجاء فی الرضاعة بعد الکبر،

کھانا کھانے مین عار آتا ہی؛

ایک بار حضرت عمرؓ گھی مین چورا کر کے روٹی کھا رہے تھے، ایک بدو کو بلایا اور اپنے ساتھ شریک طعام کیا، وہ لقمہ توڑتا تھا تو پیالے کی تلچھٹ تک سمیٹ لیتا تھا فرمایا تم بہت ہی مفلس معلوم ہوتے ہو، بولا مدتون سے نہ گھی دیکھا نہ کوئی گھی کا کھانیوالا نظر آیا، قحط کا زمانہ تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا جب تک بارش نہ ہوگی گھی نہ کھاؤنگا،

ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ مدینہ کے اطراف مین نکلے، ساتھ ساتھ بہت سے احباب تھے، دسترخوان بچھایا گیا تو ایک چرواہا آنکلا اوس نے سلام کیا، تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اوس کو شریک طعام کرنا چاہا، اوس نے عذر کیا کہ مین روزے سے ہون، بولے ایسے گرم دن مین بکریان چراتے ہو اور پھر روزہ رکھتے ہو؟

زمانۂ جاہلیت مین حضرت خبابؓ اور حضرت بلالؓ دونون غلام رہ چکے تھے، لیکن ایک بار حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو اونھون نے اون کو اپنے گدّے پر بٹھایا اور کہا کہ ایک شخص کے سوا کوئی ان سے زیادہ اس جگہ کا مستحق نہین، لوگون نے پوچھا وہ کون؟ یا امیر المومنین فرمایا بلالؓ،

ایک دن سرداران قریش مین حضرت ابوسفیان بن حرب اور حضرت حارث بن ہشامؓ وغیرہ حضرت عمرؓ کی خدمت مین حاضر ہوے استیذان کے بعد اونھون نے سب سے پہلے اہل بدر کو جن مین حضرت صہیبؓ حضرت بلالؓ اور حضرت عمارؓ بھی تھے

---

[1] ادب المفرد باب ہل یجلس خادمہ معہ اذا اکل، [2] موطاے امام محمد باب الزہد والتواضع، [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت خباب بن الارتؓ،

شرف باریابی بخشا، حضرت ابوسفیانؓ کے دماغ مین اب تک زمانہ جاہلیت کا غرور باقی تھا اسلئے اونھون نے سخت ناگواری کے ساتھ کہا کیا قیامت ہے کہ ان غلامون کو تو اذن ملتا ہی اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے منھ تکتے ہین حضرت سہیل بن عمروؓ بھی ساتھ تھے بولے تمھارے چہرون سے غصے کے آثار ظاہر ہو رہے ہین، لیکن تم کو خود اپنے آپ کو ملامت کرنی چاہئے، اسلام نے سب کے ساتھ تم کو بھی بلایا لیکن یہ لوگ آگے بڑھ گئے اور تم پیچھے رہ گئے[1]،

اگر کوئی شخص ایسا طرز عمل اختیار کرتا جو اخلاقی حیثیت سے مساوات کے خلاف ہوتا تو صحابہ کرام اوس کو سخت ناپسند فرماتے، ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نکلے، تو ایک شخص نے کہا "السّلام علیک ایہا الامیر ورحمۃ اللہ" اس کے بعد تمام لوگون کی طرف خطاب کر کے کہا "السّلام علیکم" بولے "صرف" السّلام علیکم" کافی تھا، مین بھی تو اونھین مین سے ہون" حضرت رویفعؓ انطابلس کے گورنر تھے ایک شخص نے آکر اون کو سلام کیا، "السلام علیک ایہا الامیر" اونھون نے کہا "اگر تم ہمین سلام کرتے تو ہم سب تمھارا جواب دیتے، تم نے مسلمہ گورنر مصر کے دربار کے آداب کے موافق سلام کیا جاؤ وہی جواب بھی دینگے[2]،،

حضرت سہل بن عمروؓ سرداران قریش مین سے تھے اور زمانہ جاہلیت مین انصار کو اپنے سے کم رتبہ سمجھتے تھے، لیکن حضرت سہل بن عمروؓ برابر حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سہل بن عمروؓ، [2] ادب المفرد باب التسلیم علی الامیر،

قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے تھے، ایک دن کسی نے کہا کہ "آپ اس خزرجی کے پاس کیون جاتے ہین؟ اپنے قبیلہ کے کسی آدمی سے قرآن پاک کی تعلیم کیون نہین حاصل کرتے؟ بولے کہ" اسی فخر وغرور نے تو ہم کو سب سے پیچھے رکھا،[1]

فرق مراتب کا لحاظ، | صحابہ کرام اگرچہ آزادی اور مساوات کے پیکر مجسم تھے تاہم اونھون نے اون تمام امتیازات کو مٹانہین دیا تھا جن کو قرآن مجید نے ان الفاظ مین قائم کیا ہی،

وفضلنا لبعضھم علے بعض، — اور ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے،

اسلئے وہ ہر شخص سے اوس کی حیثیت کے موافق برتاو کرتے تھے ایک بار حضرت عائشہ رض کی خدمت مین ایک فقیر آیا اونھون نے اوس کو روٹی کا ایک ٹکڑا دیکر ٹالدیا پھر ایک خوش پوشاک آدمی آیا اونھون نے اوس کو بٹھاکر نہایت عزت آبرو کے سات کھانا کھلایا، لوگون نے اس تفریق کی وجہ پوچھی تو بولین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

انزلوا الناس علے منازلھم[2] — ہر شخص کو اوس کے درجے پر رکھو،

ایک بار حضرت ام سلمہ رض کو اون صاف کروانے کی ضرورت ہوئی تو ایک مکتب کے مدرس کے پاس آدمی بھیجا کہ غلامون کو بھیجو ولیکن آزاد کو نہ بھیجنا[3]

حضرت عبد اللہ بن عمر رض کی ایک لونڈی نے آزاد عورتون کی سی وضع اختیار کی تھی حضرت عمر رض نے دیکھا تو ان کو ناگوار ہوا حضرت حفصہ رض کے پاس گئے اور کہا کہ "بیٹے تمہارے بھائی کی لونڈی کو دیکھا کہ آزاد عورتون کی وضع مین ادہر اودھر پھر رہی ہے"[4]

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سہل بن عمر رض [2] ابو داود کتاب الادب باب نزلوا الناس علی منازلہم [3] بخاری کتاب الدیات باب من استعار عبداوصبیا، [4] موطاے امام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فی المملوک وھبتہ،

حُسن معاملت

ادائے قرض کا خیال، | حدیث شریف مین آیا ہی،

احاسنکم احاسنکم، قضاء

تم مین بہتر وہ لوگ ہین جو قرض ادا کرنے مین بہتر ہین،

یہ حدیث عملی حیثیت سے صرف صحابہ کرام پر صادق آتی ہے، حضرت زبیرؓ جب معرکہ جمل مین شریک ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو بلا کر کہا "آج صرف ظالم یا مظلوم قتل ہون گے، میرا خیال ہی کہ مین بھی مظلومانہ شہید ہون گا، مجھکو سب سے زیادہ اپنے قرض کی فکر ہی، ہماری جائداد فروخت کرکے سب سے پہلے قرض ادا کرنا اور اگر تم مجبور ہو جانا تو ہمارے مولا (خدا) سے مدد چاہنا[۱]،

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے بھی نہایت دیانت کے ساتھ اس کی تعمیل کی چنانچہ جب باپ کا کل قرض ادا کر چکے تو اون کے بھائیون نے کہا کہ "اب بقیہ میراث تقسیم کرد"، لیکن اونھون نے کہا کہ "جب تک چار سال تک موسم حج مین یہ اعلان کرونگا کہ زبیر پر جس کا قرض آتا ہو وہ ہم سے آکر لے لے، وراثت تقسیم نہ کرون گا"، چنانچہ چار سال تک برابر یہ منادی کرواتے رہے[۲]،

[۱] بخاری کتاب الجہاد باب برکۃ الغازی، فی مالہ حیا ومیتا مع النبی صلعم، [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت زبیرؓ،

حضرت عبداللہ بن عمرؓو غزوہ احد کے لئے نکلے تو اپنے بیٹے حضرت جابرؓ کو بلا کر کہا، کہ "مین ضرور شہید ہون گا، مجھپر جو قرض ہی، اوس کو ادا کرنا، اور اپنی بہنون کے ساتھ سلوک[1] کرنا،، حضرت عبداللہؓ نے چھہ لڑکیان چھوڑی تھین، جن کی کفالت کا بار حضرت جابرؓ پر تھا، لیکن جب فصل خرما تیار ہوئی تو اوںھون نے سب سے پہلے اپنے باپ کا قرض ادا کیا اور اس دیانت کے ساتھ ادا کیا کہ وہ خود فرماتے ہین کہ "مین اس پر راضی تھا کہ میرے باپ کی امانت ادا ہو جاے اور مین اپنی بہنون کے پاس ایک کھجور لیکر بھی نہ پلٹون[2]،،

ایک بار حضرت ابو الملیح بن عروہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ مین اپنے باپ کا قرض ادا کر سکتا ہون؟ آپ نے فرمایا "ہان" حضرت قارب بن اسودؓ نے کہا "تو اسود کا قرض مین ادا کرون گا،، آپ نے فرمایا "لیکن اسود نے شرک کی حالت مین انتقال کیا تھا، حضرت قاربؓ نے کہا "اون کا بیٹا یعنے مین تو مسلمان ہون، اون کے قرض کا بار مجھپر ہے، اور مجھی[3] سے اوس کا تقاضا کیا جائے،،

جب حضرت عمرؓ کو زخم لگا اور اون کو زندگی سے مایوسی ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر پوچھا کہ "دیکھو مجھپر کسقدر قرض ہے،، حساب لگایا گیا تو چھیاسی ہزار نکلا، فرمایا "اگر آل عمر کے مال سے ادا ہو جائے تو خیر، ورنہ بنو عدی بن کعب سے درخواست اعانت کرنا، اون کی اعانت سے بھی کام نہ چلے تو قریش سے درخواست

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ، [2] بخاری ذکر غزوہ احد، [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت قارب ابن اسودؓ،

کرنا، لیکن اون کے علاوہ کسی[1] سے نہ مانگنا،

حضرت ابن حدردؓ پر ایک یہودی کے چار درہم قرض تھے، اوس نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین استغاثہ کیا، تو آپ نے تین بار فرمایا کہ "اوس کا حق دیدو" اونھون نے کہا "میرے پاس کچھ نہین"، آپ خاموش ہوگئے، تو وہ خود اوٹھے اور بازار مین جاکر سر سے اوتار کر عمامہ کا تہ بند بنایا اور اپنی چادر کو چار درہم پر فروخت کرکے اوس[2] کا قرض ادا کیا،

حضرت عائشہؓ اکثر قرض لیا کرتی تھین، اون سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیون لیتی ہین؟ بولین کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض کے ادا کرنیکی نیت رکھتا ہی، خدا اپنی جانب سے اوس کا مددگار مقرر کردیتا ہے، تو مین اوسی مددگار کی جستجو کرتی ہون[3]"،

رسول اللہ صلعم جب قرض ادا فرماتے تھے تو بہترین مال دیتے تھے، ایک بار آپ نے کسی سے اونٹ لیا تھا، صدقہ کا مال آیا تو اوس کو ایک بہترین اونٹ دیا اور فرمایا،

خیار الناس احسنھم قضاء

بہترین لوگ وہ ہین، جو قرض اچھے طریقے سے ادا کرتے ہین،

صحابہ کرام کا عمل بھی اسی حدیث پر تھا، ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کسی سے چند درہم قرض لئے، قرض ادا کیا تو اوسے بہتر درہم دیئے، اوس نے کہا

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ، [2] اصابہ تذکرہ حضرت عبد اللہ بن ابی حدردؓ، [3] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۹۹،

"آپ کے درہم تو میرے درہم سے اچھے ہین"، بولے مجھے معلوم ہی، لیکن میرا دل اسی طرح خوش ہوتا ہی"

ایک بار اونھون نے کسی سے دو ہزار درہم قرض لئے، ادا کیا تو دو سو درہم زیادہ دئے اوس نے کہا کہ "آپ کے دو سو درہم زیادہ ہین"، بولے "وہ تمھارے ہین"۔[2]

قرضدارون کو مہلت دینا۔ قرضدارون کو قرض ادا کرنے کے لئے مہلت دینا بڑے ثواب کا کام ہی، اور خود قرآن مجید نے اِس کی ہدایت کی ہی،

فنظرة الی میسرة | اگر قرضدار تنگدست ہو تو اوسکو اسقدر مہلت دینی چاہئے کہ وہ فراخ دست ہو جائے،

لیکن اس کی توفیق اونہی لوگون کو ہوتی ہی، جن کے دلون مین لطف و محبت، رحم و شفقت کا مادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے قلوب کو ان جذبات سے معمور کرکے ان کو اِس کارخیر کی توفیق عطا فرمائی تھی، ایک شخص پر حضرت ابوقتادہؓ کا قرض آتا تھا وہ تقاضے کو آتے تھے تو غریب گھر مین چھپ جاتا تھا، حُسن اتفاق سے ایک دن آئے اور اوس کے بچے سے پوچھا کہ وہ کہان ہی؟ اوس نے کہا گھر مین کھانا کھا رہے ہین"، بلا کر پوچھا کیون چھپ گئے تھے؟ بولا "سخت تنگدست ہون میرے پاس کچھ نہین ہی"، حضرت قتادہؓ آبدیدہ ہو گئے اور کہا کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دیتا ہی یا قرض معاف کر دیتا ہی وہ قیامت کے دن عرش

---

[1] موطاے امام محمد باب الرجل یکون علیہ الدین فیقضی افضل مما اخذہ، [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ،

کے سایہ مین ہوگا[1]،

حضرت ابوالیسر پر حضرت سمرہؓ کا قرض تھا وہ تقاضے کو آئے تو وہ چھپ گئے حضرت سمرہؓ تیزی کے ساتھ واپس ہوئے تو حضرت ابوالیسر نے سمجھا کہ وہ نکل گئے جھانک کر دیکھا تو اون سے آنکھین چار ہوگئین بولے کیا تم نے رسول اللہ صلعم سے نہین سنا ہے، کہ جو شخص تنگدست کو مہلت دیگا اللہ تعالیٰ اوس کو اپنے سائے مین لے گا؟ حضرت سمرہؓ نے فرمایا "مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے آپ سے یہ سنا ہے[2]"۔

وضع دین۔ صحابہ کرام نہایت فیاض، نرم خو، اور رحم دل تھے اسلئے قرض کو معاف فرما دیتے تھے

ایک بار حضرت کعب بن مالکؓ نے مسجد نبوی مین ایک صحابی پر قرض کا تقاضا کیا شور و غل ہوا تو کاشانۂ نبوت مین آواز پہونچی آپ نے پردہ اوٹھا کر فرمایا "کعب" آدھا قرض معاف کردو" بولے "معاف ہے[3]"

حضرت زبیرؓ پر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا چار لاکھ قرض تھا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ادا کرنا چاہا تو بولے کہ اگر کہو تو معاف کردون[4]"

حضرت ام سلمہؓ نے ایک غلام کو مکاتب بنایا اوس نے جب بدل کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ "اس مین کچھ کمی کر دیجئے" اونھون نے کم کر دیا[5]،

ایک شخص پر حضرت ابویسرؓ کا قرض آتا تھا وہ تقاضے کو آئے تو اوس نے لونڈی سے کہلوایا کہ وہ گھر مین نہین ہین اونھون نے آواز سن لی اور کہا کہ "گھر سے

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۰۰، [2] اصابہ تذکرہ سمرۃ بن ربیعہؓ، [3] ابوداود کتاب الاقضیہ باب فی الصلح و بخاری کتاب الصلوٰۃ، [4] بخاری کتاب الجہاد باب برکۃ الغازی فی مالہ حیا و میتاً، [5] طبقات ابن سعد تذکرہ نصاح بن سرجس،

نکلو مین نے تمھاری آواز سن لی" وہ گھر سے نکلا تو بولے کہ تم نے ایسا کیون کیا؟ اوس نے کہاکہ "تنگدستی نے مجبور کیا" بولے "اللہ! اللہ! جاؤ تمھارا قرض معاف ہی مینے رسول اللہ صلعم سے سنا ہی کہ جس نے تنگدست کو مہلت دی یا قرض معاف کردیا وہ قیامت کے دن خدا کے سایے مین ہوگا"[1]

ایک شخص پر حضرت امام حسین علیہ السّلام کا قرض آتا تھا، اونھون نے کل قرض ادسپر ہبہ کردیا[2]،

دوسرے کی جانب سے قرض ادا کرنا، صحابہ کرام اپنے قرضدار بھائیون کو قرض کی مصیبت، اور قرضخواہون کے تشدد سے نجات دلایا کرتے تھے ایک بار رسول اللہ صلعم نے فرمایاکہ فلان قبیلہ کا کوئی شخص ہی؟ ایک صحابی نے کہا "یا رسول اللہ مین ہون" ارشاد ہواکہ تمھارا بھائی قرض مین ماخوذ ہی، اونھون نے اوس کا کل قرض ادا کردیا،

ایک دفعہ ایک جنازہ آیا جس پر تین دینار قرض تھا، آپ نے نماز جنازہ پڑہانے سے انکار فرمایا تو حضرت ابو قتادہ انصاری نے کہا "یا رسول اللہ مین اس کا قرض ادا کردون گا"[3]، اب آپ نے نماز جنازہ پڑہائی،

ایک صحابی نے باغ خریدا کوئی آفت آئی اور تمام پھل ضائع ہوگیا اب قیمت کیونکر ادا کرتے رسول اللہ صلعم نے دیکھاکہ قرض سے گرانبار ہورہے ہین تمام صحابہ کو حکم دیاکہ سب لوگ اعانت کرین تمام صحابہ نے کچھ نہ کچھ اس مین حصہ لیا[4]،

[1] اسد الغابۃ تذکرہ حضرت ابو الیسر [2] بخاری کتاب الہبۃ باب اذا وہب دینا علی رجل، [3] بخاری کتاب الحوالۃ باب اذا احال دین المیت علی رجل جاز، [4] ابو داود کتاب البیوع باب فی وضع الجائحۃ،

وصیّت کا پورا کرنا، وصیّت چونکہ وراثت سے پوری کیجاتی ہے، اسلیئے اکثر ورثا، اوس کو پورا نہین کرتے کہ مال وراثت مین کمی نہ آنے پائے، لیکن صحابہ کرام نہایت دیانت کے ساتھ وصیّت کو پورا کرتے تھے، عاص بن وایل نے وصیّت کی تھی کہ اوس کے مرنے کے بعد سو غلام آزاد کیئے جائین، اوس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کردیئے، اون کے دوسرے بیٹے حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے اپنے حصہ کے بقیہ پچاس غلام آزاد کرنا چاہے تو رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اوس کی طرف سے غلام آزاد کرتے، صدقہ کرتے، حج کرتے، تو اوس کو ثواب[1] ملتا،

عورتون کا مہرادا کرنا، ہم نے عورتون کے تمام حقوق سلب کرلیئے ہین بالخصوص مہر تو بالکل نسیاً منسیاً ہوگیا ہی لیکن صحابہ کرام نہایت دیانت کے ساتھ عورتون کا مہرادا کرتے تھے، اور اسی طرح ادا کرتے تھے جس طرح قرض ادا کیا جاتا ہی، رسول اللہ صلعم نے ایک صحابی کی شادی کردی مہر غیر متعین تھا اور اب تک عورت کو کچھ نہین دیا تھا کہ موت کا پیغام آپہونچا موت کے وقت وصیّت کی کہ خیبر مین ہمارا جو حصہ ہی وہ عورت کو مہر مین دے دیا جاے عورت نے اس کو فروخت کیا تو ایک لاکھ درہم قیمت ملی[2]،

حضرت رافع بن خدیجؓ نے وفات کے وقت وصیّت کی کہ بیوی کے گھر مین جو کچھ مال و دولت ہی اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے[3]،

بی بیون کے درمیان عدل کرنا، متعدد بی بیون کے درمیان عدل کرنا بڑا مشکل کام ہے،

---

[1] ابوداود کتاب الوصایا باب فی وصیۃ الحربی یسلم ولیہ ایلزمہ ان ینفذہا، [2] ابوداود کتاب النکاح باب فیمن تزوج ولم یسم صداقاً حتی مات، [3] بخاری کتاب الوصیۃ باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیۃ یوصی بہا،

خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء | اور تم لوگ متعدد عورتون کے درمیان عدل کرنے کی طاقت نہین رکھتے،

لیکن بعض صحابہ نے اس مشکل کو نہایت آسان کر دیا تھا، حضرت معاذ بن جبلؓ کی دو دو بی بیان تھین، وہ ان دونون کے درمیان اس شدت کے ساتھ عدل کرتے تھے کہ جب ایک کی باری ہوتی تو اوس دن نہ دوسرے کے گھر کا پانی پیتے تھے نہ اوس کے گھر کے پانی سے وضو کرتے تھے[۱]،

بیع وشرا مین مساحت | صحابہ کرام بیع وشرا مین نہایت انسانیت، مروّت اور مساحت سے کام لیتے تھے حضرت عثمانؓ نے ایک صحابی سے ایک قطعہ زمین خریدا لیکن قبضہ کرنے مین دیر لگائی، اونھون نے وجہ پوچھی تو بولے لوگ مجکو ملامت کر رہے ہین کہ ٹھگ گئے بولے "اگر یہی بات ہی تو روپیہ واپس کر لیجئے[۲]"۔

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک قمیص خرید کر واپس کرنا چاہی، لیکن دیکھا تو اوس مین خضاب کا رنگ لگ گیا تھا، اسلئے اوس کو واپس نہین کیا[۳]،

تقسیم وراثت مین دیانت، | جو لوگ اپنی اولاد مین کسی کو زیادہ عزیز رکھتے ہین اوس کو زیادہ حقوق عطا کرتے ہین، صحابہ کرام بھی اپنی بعض اولاد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے، لیکن یہ محبت ان کو مساوات فی الحقوق سے باز نہین رکھ سکتی تھی، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے

[۱] نزہۃ الابرار فی الاسامی ومناقب الاخیار تذکرہ حضرت معاذ بن جبلؓ۔ [۲] مسند ابن حنبل جلد اصفحہ ۵۰ مسند عثمان بن عفان [۳] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ،

حضرت عایشہؓ پر کھجور کے کچھ درخت ہبہ کئے تھے لیکن اب تک ان کا قبضہ نہین ہوا تھا اسلئے ہبہ نامکمل تھا جب انتقال کرنے لگے تو کہا کہ "اے بیٹی مجھے اپنے بعد تمہارے تمول سے زیادہ کوئی چیز عزیز، اور تمہارے افلاس سے زیادہ کوئی چیز ناگوار نہین، مینے تمپر جو درخت ہبہ کئے تھے اگر تمہارا اسپر قبضہ ہوجاتا تو وہ تمہارے ہوجاتے، لیکن آج وہ مال وراثت مین داخل ہین جس کے وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہن ہین، اسلئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کرلو" بولین اگر اس سے زیادہ مال ہوتا تو مین چھوڑ دیتی،[1]

ظلم وغصب سے اجتناب، صحابہ کرام دوسرے کے حق سے ایک ذرہ بھی لینا گوارا نہین کرتے تھے، ایک بار ایک عورت نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ پر دعوی کیا کہ اونھون نے اوس کے گھر پر زبردستی قبضہ کرلیا ہی، بولے کہ "اوس کا گھر اوس کو دیدو کیونکہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہی کہ جو شخص بلا استحقاق کسی کی بالشت بھر زمین بھی لے لیگا، قیامت کے دن خدا زمین کے ساتون طبقون کو اوس کے گلے کا طوق بنائیگا، خدایا اگر وہ جھوٹی ہی تو اوس کو اندھا کردے، اور اوسی گھر مین اوس کی قبر بنا" راوی کا بیان ہی کہ "مین نے اوس کو دیکھا کہ اندھی ہوگئی، دیوار پکڑ کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھپر سعید بن زید کی بددعا پڑ گئی، ایک دن وہ اوٹھی گھر مین کنوان تھا اوس مین گر پڑی،[2]

قسم کھانے سے اجتناب، جو لوگ خائن یا خداع ہوتے ہین ان کو معاملات مین قسم کھانے سے کوئی اجتناب نہین ہوتا اسی بناپر اللہ تعالی نے رسول اللہ صلعم کو حکم دیا،

[1] موطاے امام مالک کتاب الاقضیہ باب لایجوز بن النحل، [2] مسلم کتاب البیوع باب غرز الخشب فی جدار الجار وبخاری کتاب الغصب مختصراً،

لا تطع کل حلاف مھین؛ بات بات پر قسم کھانے والے کی بات نہ مان

یہی وجہ ہی کہ محتاط لوگ سچی قسم کھانے سے بھی احتراز کرتے ہین، صحابہ کرام بھی زہد و تورع کی بناپر قسم کھانے سے اجتناب فرماتے تھے،

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک غلام فروخت کیا بعد کو معلوم ہواکہ اس غلام مین ایک بیماری ہی، حضرت عثمانؓ کی خدمت مین مقدمہ پیش ہوا اور اونھون نے ان سے قسم لینا چاہی لیکن اونھون نے قسم کھانے سے انکار کر دیا اور غلام کو واپس لے لیا،[1]

مروان نے ایک مقدمہ مین حضرت زید بن ثابتؓ سے منبر مسجد نبوی پر قسم لینا چاہی اونھون نے اوس کے سامنے تو قسم کھالی لیکن منبر شریف پر قسم کھانے سے انکار کیا،[2]

[1] موطاے امام مالک کتاب البیوع باب العیب فی الرقیق، [2] موطاے امام مالک کتاب الاقضیہ باب ماجاء فی الیمین علی المنبر

طرزِ معاشرت

غربت و افلاس، صحابہ کرام نہایت فقر و فاقہ اور غربت و افلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، ایک صحابی نے ایک عورت سے شادی کرنی چاہی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کچھ مہر کے لئے بھی ہے؟ بولے "صرف یہ تہ بند ہے" آپ نے فرمایا" اگر تم نے یہ تہ بند اوس کو دیدیا تو پھر تمھاری پردہ پوشی کیونکر ہوگی؟ کچھ اور تلاش کرو"، واپس آئے تو کہا" کچھ نہین ملا"، فرمایا"کچھ نہین تو لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کہین سے لاو"، بولے" وہ بھی نہین ملتی"، یہ سب کچھ تو نہ تھا، لیکن روحانیت کا خزانہ ساتھ تھا، آپ نے قرآن مجید کی چند سورتون پر نکاح پڑھا دیا،[۱]

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ خاندان نبوت سے تھے لیکن نکاح کا کوئی سامان نہ تھا، آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ صدقہ وصول کرنے کی خدمت تفویض ہوجائے تو اوس کے معاوضہ سے مہر وغیرہ کا سامان کرین، آپ نے یہ خدمت تو تفویض نہین کی لیکن شادی کا دوسرا سامان کردیا،[۲]

[۱] ابوداود کتاب النکاح باب فی التزویج علی العمل یعمل، [۲] ابوداود کتاب الخراج والامارۃ باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربی،

حضرت فاطمہؓ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نکاح ہوا تو ایک زرہ کے سوا مہر کے لئے کچھ نہ تھا، اسلئے اوسی کو مہر مین دیدیا،[1]

اون کی دعوت ولیمہ کی داستان نہایت دردانگیز ہی، اون کی دولت کا کل سرمایہ صرف دو اونٹنیان تھین، ایک بدر کے مال غنیمت کے حصہ مین ملی تھی، دوسری خمس مین سے رسول اللہ صلعم نے عطا فرمائی تھی، دعوت کا سامان کرنے کے لئے چاہا کہ ان اونٹنیون پر اذخر (ایک قسم کی گھاس جس کو سنار جلاتے ہین) لادکے لے آئین، اور سنارون کے ہاتھ فروخت کرکے کچھ روپیہ پیدا کرین، وہ اسی سامان مین مصروف تھے کہ حضرت حمزہؓ شراب کے نشہ مین چور ہوئے اور اونٹنیون کو ذبح کر ڈالا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا تو اون کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے،[2]

حضرت سلمہ بن صخرؓ کو ایک بار کفارہ دینے کی ضرورت پیش آئی، اسلئے رسول اللہ صلعم نے ایک غلام کے آزاد کرنے کا حکم دیا، بولے کہ "مین تو صرف اپنی ذات کا مالک ہون،" اب آپ نے ساٹھ مسکینون کو صدقہ دینے کو کہا، بولے کہ "رات فاقہ مستی کے ساتھ بسر کی ہے، گھر مین ایک دانہ بھی نہین،،[3]

اسی طرح اور ایک صحابی کو صدقہ دینا پڑا، اون کے پاس کچھ نہ تھا، خود رسول اللہ صلعم نے کھجورین عطا فرمائین کہ جاکر فقراء کو دیدو، بولے کیا مجھ سے اور میرے اہل وعیال سے بھی زیادہ کوئی فقیر ہے؟ آپ نے فرمایا "تو اس کو تمھین لوگ کھاجاؤ،[4]

---

[1] ابوداود کتاب النکاح باب الرجل یدخل بامرأتہ قبل ان ینقدھا، [2] ابوداود کتاب الخراج والامارۃ باب فی بیان مواضع قسم الخمس، [3] ابوداود کتاب الطلاق باب فی الظہار، [4] ابوداود کتاب الطلاق باب فی الظہار،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرور کونین کے داماد تھے، لیکن فقر وفاقہ کا یہ حال تھا کہ ایک بار گھر مین آئے تو دیکھا حضرت حسین اور حضرت حسن علیہما السلام رو رہے ہین، حضرت فاطمہ رض سے پوچھا یہ کیون رو رہے ہین؟ بولین "بھوکھ سے بیتاب ہین"، گھر سے نکلے تو، بازار مین ایک پڑا ہوا دینار پایا، اوس کا آٹا اور گوشت خریدا، لیکن محبت رسول کا یہ حال تھا کہ اس حالت مین بھی رسول اللہ صلعم کو مدعو کئے ہوئے بغیر کھانا نہ کھایا[1]،

اصحاب صفہ کے تمام فضائل ومناقب مین سب سے زیادہ نمایان فضیلت اون کا فقر وفاقہ ہے، اون کی یہ حالت تھی کہ جب آپ کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ضعف سے گر پڑتے تھے، بدو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ پاگل ہین[2]،

فقر وفاقہ کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان حرام کھانے پر مجبور ہو جائے، اور بعض صحابہ اس درجہ پر بھی پہنچ گئے تھے، چنانچہ ایک صحابی کی اونٹنی مرگئی، وہ آپ کی خدمت مین آئے، اور پوچھا کہ ہم اوس کا گوشت کھا سکتے ہین؟ فرمایا "تمھارے پاس کچھ اور کھانے کو ہے"، بولے "نہین"، آپ نے اوس کے گوشت کھانے کی اجازت دیدی[3]،

حضرت مصعب بن عمیرؓ غزوہ اُحد مین شہید ہوئے تو کفن تک میسر نہ تھا بدن پر صرف ایک نمدہ تھا، اوسی کا کفن بنایا گیا، لیکن وہ اسقدر مختصر تھا کہ سر ڈھکتے تھے تو پائون کھل جاتا تھا، پائون چھپاتے تھے تو سر پر کچھ نہین رہتا تھا، بالآخر آپ نے فرمایا کہ کپڑے سے سر کو اور پائون کو گھاس سے چھپادو[4]، لیکن اور شہدار احد کو یہ بھی نصیب نہ تھا، اسلئے ایک چادر مین متعدد صحابہ

[1] ابوداود کتاب اللقطہ، [2] ترمذی ابواب الزہد، [3] ابوداود کتاب الاطعمہ باب فی المضطر الی المیتۃ، [4] ابوداود کتاب الجہاد باب ماجاء فی الدلیل علی ان الکفن من جمیع المال،

دفن کئے گئے[1]،

لباس، ابتداے اسلام مین صحابہ کرام کو کپڑون کی نہایت تکلیف تھی، حضرت عتبہ ابن غزوانؓ کا بیان ہو کہ مین ساتوان مسلمان ہون، اوس وقت یہ حالت تھی، کہ مین نے ایک چادر پائی تو اوسکو تقسیم کرکے آدھی خود لی اور آدھی سعد کو دی، لیکن آج ہم ساتون مین ہر شخص کسی نہ کسی شہر کا امیر ہے[2]،

اکثر صحابہ کے پاس ایک تہ بند ہوتا تھا جس کو گلے سے باندھ لیتے تھے، کہ تہ بند اور کرتہ دونون کا کام دے، ایک صحابی نے رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا کہ ایک کپڑے مین نماز جائز ہو، یا نہین؟ ارشاد ہوا،

اولکلکم ثوبان[3] — کیا تم مین ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہین،

حضرت عمرو بن سلمہؓ نہایت صغیر السن صحابی تھے، جن کو حفظ قرآن کی بنا پر رسول اللہ صلعم نے اون کے قبیلے کا امام بنا دیا تھا، لیکن اون کا تہ بند اسقدر چھوٹا تھا کہ جب سجدے مین جاتے تھے تو کشف عورت ہو جاتا تھا، ایک صحابیہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا، کہ

غطوا است قارئکم، — اپنے قاری کی ستر عورت کرو،

اس پر لوگون نے اون کو ایک قمیص خرید دی، قمیص کون سی بڑی چیز تھی؟ لیکن اون کو اس پر اسقدر مسرت ہوئی، کہ اسلام لانے کے بعد پھر اونھین کبھی ایسی مسرت حاصل نہین ہوئی[4]،

---

[1] ابوداود کتاب الجنائز باب فی الشہید یغسل، [2] شمائل ترمذی باب ماجاء فی عیش النبی، [3] ابوداود کتاب الصلوٰۃ باب جماع اثواب ما یصلی فیہ، [4] ابوداود کتاب الصلوٰۃ باب من احق بالامامۃ،

مہاجرین کو کپڑے کی اسقدر تکلیف تھی کہ جب قرآن مجید کے حلقہ درس مین شامل ہوتے تھے، تو باہم مل جل کے بیٹھتے تھے، کہ ایک کا جسم دوسرے کے جسم کی پردہ پوشی کرسکے،[1]

ان بزرگون کے پانون مین جوتے نہ تھے، موزے نہ تھے، سر پر ٹوپی نہ تھی، بدن پر کرتہ نہ تھا، چنانچہ ایک بار حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو تمام صحابہ اسی حالت مین اونکی عیادت کو گئے،[2]

حضرت مصعب بن عمیرؓ جب تک اسلام نہین لائے تھے نہایت ناز ونعم کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے، اور نہایت عمدہ جوڑے پہنتے تھے،[3] لیکن جب اسلام لائے تو یہ حالت ہوگئی کہ ایک روز جب رسول اللہ صلعم نے اون کے بدن پر صرف ایک چادر دیکھی جس مین پوستین کے پیوند لگے ہوئے تھے، تو آپ کو اون کی قدیم حالت یاد آئی، اور چشم عبرت سے آنسو نکل آئے،[4]

عورتون کو زیادہ ستر پوشی کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن حضرت فاطمہؓ جگر گوشۂ رسولؐ کی چادر اس قدر چھوٹی تھی، کہ ایک بار اونھون نے رسول اللہ صلعم کے سامنے ادب وحیا سے جسم کے ہر حصے کو چھپانا چاہا، لیکن ناکامیابی ہوئی، سر ڈھکتی تھین تو پانون کھلجاتا تھا، پانون ڈھکتی تھین تو سر کھل جاتا تھا، آپ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کوئی حرج نہین، یہان تو صرف تمھارا باپ، اور تمھارا غلام ہے،[5]

---

[1] ابو داود کتاب العلم باب فی القصص، [2] مسلم کتاب الجنائز باب فی عیادۃ المرضی، [3] اصابہ تذکرہ حضرت مصعب ابن عمیرؓ، [4] ترمذی ابواب الزہد، اصابہ مین ہے کہ یہ روایت کسی قدر ضعیف ہے، لیکن بخاری کی روایتون سے بھی اون کی غربت وافلاس کا پتہ چلتا ہی، [5] ابوداود کتاب اللباس باب فی العبد ینظر الی شعر مولاتہ،

بعض عورتون کو چادر بھی میسر نہین ہوتی تھی، رسول اللہ صلعم نے عورتون کو عیدگاہ مین جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ نے کہا کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر نہو، تو وہ کیا کرے؟ ارشاد ہوا کہ "اوس کو دوسری عورت چادر اوڑھائے"[1]،

شادی بیاہ مین دولھن کے لئے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنواتا ہی لیکن اوس زمانہ مین دولھن کو معمولی جوڑا بھی میسر نہین ہوتا تھا حضرت عائشہؓ کا بیان ہی، کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی، شادی بیاہ مین جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اوس کو مستعار منگوا لیتی تھی[2]،

رومال نہایت معمولی درجہ کی چیز ہے، لیکن صحابہ کرام کو وہ بھی میسر نہ تھا کھانا کھاتے تھے تو تلوون مین ہاتھ پوچھ لیتے تھے[3]،

حضرت عمرؓ کے زمانے مین اگرچہ مال و دولت کی کثرت ہوئی اور متمدن قومون سے اختلاط ہوا تاہم اونھون نے اسلام کی اِس پرعظمت سادگی کو قایم رکھا، فتوحات ایران کے زمانے مین عام حکم دیا کہ لوگ ایرانیون کی وضع نہ اختیار کرین اور حریر نہ پہنین، لیکن بعد مین حالت اِس قدر بدل گئی، اور وضع ولباس مین ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگیا کہ ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے کتان کے دو رنگین کپڑے زیب تن کئے، تو ایک سے ناک صاف کرکے کہا کہ "واہ واہ ابوہریرہ آج کتان کے کپڑے سے ناک پوچھتے ہو، حالانکہ ایک دن وہ تھا کہ بھوک کے مارے رسول اللہ صلعم کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرے کے سامنے

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی خروج النساء فی العیدین، [2] بخاری کتاب الھبۃ باب الاستعارہ للعروس عند البناء، [3] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب مسح الید بعد الطعام،

بیہوش ہوکر گرتے تھے، لوگ آتے تھے تو گردن پر پانون رکھکر کہتے تھے کہ ابوہریرہ کو جنون ہوگیا ہے حالانکہ یہ سب بھوکھ کی وجہ[۱] سے تھا"

اب دستانہ، نقاب، پائجامہ اور قمیص وغیرہ سب کا رواج[۲] ہوگیا، اور معمولی اور پھٹے پرانے کپڑون کے پہننے سے شرم آنے لگی، حضرت عائیشہ رض کی جو کرتی دلھن کے لئے عاریتہً جایا کرتی تھی، اوس کی نسبت اونھون نے ایک صحابی سے کہا، کہ "اب میری لونڈی بھی اوسکو پہنتے ہوے شرمائیگی"۔

حضرت امیر معاویہ رض کے زمانے مین اور بھی ترقی ہوئی اور حضرت عمر رض نے جس عجمیت سے روکا تھا، اون کے گھر مین اوس کے منظر نظر آنے لگے، ایک بار حضرت مقدام رض اون کے دربار مین حاضر ہوئے اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلعم نے حریر اور سونے کے استعمال کی ممانعت فرمائی ہے؟ اور جانورون کی کھال سے روکا ہے؟ اونھون نے کہا "ہان" بولے "لیکن مین یہ تمام چیزین تمھارے گھر مین[۳] دیکھتا ہون"

غذا | غربت و افلاس کی وجہ سے صحابہ کرام نہایت سادہ اور معمولی غذا پر زندگی بسر کرتے تھے، ابتدائے اسلام مین تو گویا صحابہ کرام کو بالکل فاقہ کشی کرنی پڑتی تھی، حضرت عتبہ بن غزوان رض کا بیان ہی، کہ مین ساتوان مسلمان ہون، اوس وقت یہ حالت تھی کہ ہم لوگ درخت کے پتے کھا کھا کر گذر اوقات کرتے تھے، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہمارے جبڑے پھٹ پھٹ گئے[۴] تھے،

اسلام نے قوت حاصل کی تو یہ تکلیفین اگرچہ کم ہوگئین، تاہم پھر بھی عرب کی قدیم

---

[۱] ترمذی ابواب الزہد وبخاری کتاب الاعتصام بالسنۃ، [۲] ابوداود کتاب المناسک باب مایلبس المحرم، [۳] ابوداود کتاب اللباس باب فی جلود النمور، [۴] شمایل ترمذی باب ماجاء فی عیش النبیؐ،

سادگی قایم رہی، تمام اہل مدینہ کی عام غذا کھجور اور جو تھی، جو لوگ دولتمند ہوتے تھے وہ شام کے غلہ فروشون سے خاص طور پر اپنے لئے میدہ خرید لیتے تھے، باقی تمام گھر جو اور کھجور پر زندگی بسر کرتا تھا[1]، جو کا آٹا بھی چھنا ہوا نہین ہوتا تھا، بخاری کتاب الاطعمہ مین ہے کہ صحابہ کے گھرون مین چھلنی نہین ہوتی تھی، آٹا پیس کر مونھ سے پھونک دیتے تھے، بھوسی اُڑنے کے بعد جو کچھ بچ رہتا تھا اوس کو کھالیتے تھے،

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت تک یہ سادگی قایم رہی، لیکن جب فتوحات کو وسعت ہوئی متمدن قومون سے اختلاط ہوا اور صحابہ نے عیش وطرب کے سامان دیکھے تو حضرت عمرؓ کو خوف ہوا کہ دنیا کی تر و تازگی صحابہ کو اپنا فریفتہ نہ بنالے، اسلئے تمام عمال کو ہدایت کی کہ ایرانیون کی وضع نہ اختیار کرین، حریر نہ پہنین، چھنا ہوا آٹا نہ کھائین اسلئے اون کے عہد خلافت مین عموماً یہی سادگی قایم رہی، چنانچہ فتوحات ایران کے زمانے مین صحابہ کرام نے میدے کی چپاتیان دیکھین تو پہچان نہ سکے، اور تعجب کے لہجے مین کہا ماھذہ الرقاع البیض یہ سفید ٹکڑے کیسے ہین[2]، لیکن اون کے بعد یہ سادگی فنا ہوگئی، اور لطیف غذاون کا رواج ہوگیا چنانچہ ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کی دعوت کی تو اوس مین ٹبیر جنگلی جانور، اور مختلف قسم کے پرندون[3] کے گوشت تھے،

ایک بار حضرت حسنؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت جعفرؓ ایک صحابیہ کے پاس آئے اور کہا کہ "ہمارے لئے وہ کھانا پکاؤ، جو رسول اللہ صلعم کو پسند تھا" بولین اب وہ

---

۱ ترمذی تفسیر سورہ نساء، ۲ طبری صفحہ ۲۰۳۵، ۳ ابو داود کتاب المناسک باب لحم الصید للمحرم،

تھین پسند نہین آ سکتا،

مکان غربت و افلاس کی وجہ سے صحابہ کرام کے مکانات نہایت مختصر، پست اور کم حیثیت ہوتے تھے، اون مین جائے ضرورتک کا وجود[1] نہ تھا، دروازون پر پردے[2] نہ تھے، رات کو گھرون مین چراغ تک نہین جلائے جاتے[3] تھے، بعد مین اگرچہ اسقدر ترقی ہوئی کہ گھرون مین جائے ضرور بنائی گئی، اور دروازون پر پردے لٹکائے[4] گئے، لیکن حضرت ابوبکر[رض] کے زمانہ تک عام طور پر عرب کی قدیم سادگی قایم رہی، حضرت عمر[رض] نے بھی اگرچہ عرب کی اِس سادگی کو اِس شدت کے ساتھ قایم رکھنا چاہا، کہ جب بصرہ کو آباد کرایا تو عام حکم دیا،

لا یزیدن احدکم علی ثلثۃ ابیات ولا تطاولوا، — کوئی شخص تین کمرے سے زیادہ نہ بناے اور مکان کو بلند نہ کرے،

تاہم لوگون نے اون کے زمانے مین بلند مکانات بنانے شروع کیئے اور یہ پہلا دن تھا کہ عرب مین بلند عمارتون کے کنگرے نظر آئے، چنانچہ مسند دارمی مین ہے،

تطاول الناس فی البناء فی زمن عمر، — لوگون نے حضرت عمر[رض] کے زمانے مین بلند عمارتین بنائین،

حضرت عثمان[رض] کے عہد خلافت مین تمدن نے اور ترقی کی، اسلیئے صحابہ کرام نے عظیم الشان مکانات بنوائے، حضرت زبیر[رض] نے بصرہ، مصر، کوفہ اور اسکندریہ مین عمدہ مکانات تعمیر کروائے، حضرت طلحہ[رض] نے مدینہ مین اینٹ اور چونہ سے پختہ مکان بنوایا اور اوس مین

---

[1] شمایل ترمذی باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلعم، [2] صحیح بخاری قصۃ الافک، [3] ابوداؤد کتاب الادب باب الاستیذان فی العورات الثلاث، [4] صحیح بخاری، [5] ابوداود کتاب الادب باب الاستیذان فی العورات الثلاث، [6] طبری صفحہ ۲۴۸۸، [7] مسند دارمی باب فی ذہاب العلم صفحہ ۲۴،

ساکھو کی لکڑیان لگوائین، حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے مقام عقیق مین ایک نہایت بلند، وسیع اور پر فضا مکان تعمیر کروایا اور اوس کے اوپر کنگرے بنوائے، حضرت مقداد رض نے مدینہ مین ایک مکان بنوایا جس کی دیوارین بالکل پختہ تھین[1]،

حضرت امیر معاویہ رض کے زمانے مین اور بھی ترقی ہوئی، اونھون نے ایک عظیم الشان محل بنوایا، جس کا نام قصر بنی جدیلہ تھا اور جو قلعہ کا بھی کام دے سکتا تھا[1]،

ثاث البیت، ابتداے اسلام مین صحابہ کرام کے گھرون مین نہایت مختصر سامان ہوتے تھے، میان بی بی دونون کے لئے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا[1] اور وہ بھی کھجور کے پتون سے بنایا جاتا تھا، ایک صحابی کے گھر مین صرف ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ تھا، پیالے سے پانی پیتے تھے، اور ٹاٹ آدھا اوڑھتے تھے اور آدھا بچھاتے تھے[2]،

لیکن اخیر زمانہ مین جب مال و دولت کی بہتات ہوئی، تو صحابہ کے گھرون مین بھی امیرانہ ساز و سامان نظر آنے لگے، خود حضرت عثمان رض کے اصطبل مین بکثرت اونٹ اور گھوڑے تھے، حضرت زبیر رض نے انتقال کیا تو علاوہ مال و دولت کے ہزار لونڈیان اور ہزار گھوڑے چھوڑے، حضرت عبدالرحمان بن عوف رض کی ملکیت مین ہزار گھوڑے، ہزار اونٹ اور دس ہزار بکریان تھین[5]، حضرت امیر معاویہ رض کے گھر مین چیتے کی کھال کا فرش بچھایا جاتا تھا، چنانچہ ایک صحابی نے اوسکو دیکھا تو اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلعم نے اِسکی ممانعت فرمائی ہی[6]،

[1] مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۲۵، [2] خلاصۃ الوفا، [2] بخاری کتاب الوصایا باب من تصدق الی وکیلہ، [3] ابوداود کتاب الطہارۃ باب الرجل یصیب منہا مادون الجماع، [4] ابوداود ابواب تفریع شہر رمضان باب کیف یستحب الترتیل فی القرآۃ، [5] مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۲۴، [6] ابوداود کتاب اللباس باب فی جلود النمور،

سامان آرایش، صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیورات استعمال کرتی تھین، احادیث کی کتابون کے تتبع اور استقرا سے صرف بازوبند، کڑے، بالی، ہار انگوٹھی اور چھلے کا پتہ چلتا ہی، لونگ کا ہار بھی پہنتی تھین جس کو عربی مین سخاب کہتے ہین، حضرت عائشہؓ کا جو ہار ایک سفر مین گم ہوگیا تھا وہ مہرہ یمانی کا تھا[1]،

صحابیات سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھین، زچہ خانہ سے نکلتی تھین تو مونھ پر ورس (ایک قسم کی سرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھین، کہ چہرہ کے داغ مٹ[2] جائین، خوشبو مین زعفران عطر اور سک (سک ایک قسم کی خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی ہی[3]) لگاتی تھین،

زہد و تقشف، فتوحات کی وسعت اور مال و دولت کی کثرت نے اگرچہ جیسا کہ اوپر گذر چکا صحابہ کرام کی قدیم طرز معاشرت مین نمایان تغیر پیدا کر دیا تھا تاہم اکثر صحابہ نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ امارت پسندی سے اسقدر احتراز کرتے تھے، کہ ایک بار اونھون نے کسی سے پانی مانگا اور وہ شیشے کے گلاس مین لایا تو پینے سے انکار کر دیا، پھر لکڑی کے پیالے مین لایا تو پیا، اوس کے بعد وضو کے لئے پانی طلب کیا، وہ طشت مین لایا تو وضو کرنے سے انکار کر دیا، دوبارہ مشکیزے مین لایا تو وضو کیا، وہ زہد و قناعت کی وجہ سے کبھی پیٹ بھر کھانا نہین کھاتے تھے، ایک بار اون کو کسی نے جوارش دی اور کہا کہ "یہ کھانا ہضم کرتی ہے"، بولے "مین تو مہینون پیٹ بھر کھانا نہین کھاتا

---

[1] ابوداود کتاب الطہارۃ باب التیمم، [2] ابوداود کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی وقت النفساء، [3] ابوداود کتاب المناسک باب مایلبس المحرم،

مجھے اِس کی کیا ضرورت ہی،[1]

ایک بار حضرت ابوجحیفہؓ عرب کی ایک لطیف غذا کھاکر آئے اور رسول اللہ صلعم کے سامنے ڈکار لی، آپ نے فرمایا،

اکثرھم شبعا فی الدنیا اکثرھم — جن لوگون کا پیٹ دنیا مین جس قدر زیادہ بھرے گا

جوعا یوم القیامۃ — اوسی قدر وہ قیامت کے دن بھوکے رہین گے،

اِس کے بعد اونھون نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہین کھایا رات کو کھاتے تھے تو دن کو بھوکے رہتے تھے، اور دن کو کھاتے تھے تو رات کو فاقہ کرتے تھے،[2]

زہد و تقشف کی وجہ سے بعض صحابہ گھر تک بنانا پسند نہین کرتے تھے، حضرت سلمانؓ فارسی اگرچہ مداین کے گورنر تھے اور اون کو پانچ ہزار دینار وظیفہ ملتا تھا لیکن با اینہمہ اپنے لئے گھر نہین بنایا تھا بلکہ دیوارون اور درختون کے سائے مین پڑے رہتے تھے ایک بار ایک شخص نے گھر بنانے پر اصرار کیا تو پہلے راضی نہین ہوے، راضی بھی ہوئے تو ایسے تنگ اور پست گھر پر کہ جب کھڑے ہون تو چھت سے سر لگ جائے اور پانوٗن پھیلائین تو اونگلیان دیوار تک پہونچ جائین،[3] گھر مین سامان نہایت مختصر رکھتے تھے، حضرت سلمان فارسیؓ کے گھر مین صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹا تھا، لیکن اوس کو بھی وہ زہد و تقشف کے خلاف سمجھتے تھے، چنانچہ نزع کے وقت اِن چیزون کو دیکھکر رونے لگے اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ہم سبھون کو وصیت فرمائی تھی کہ دنیا سے صرف اوس قدر لینا جتنا ایک مسافر زاد راہ کے لئے لیتا ہی، حالانکہ ہمارے پاس

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت ابوجحیفہؓ، [3] استیعاب تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ،

یہ سامان[۱] ہین، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے گھر کے کل سامان کی قیمت سو درہم سے بھی کم تھی[۲]، حضرت ابوذرؓ کے گھر کا سامان دو درہم سے زیادہ قیمت کا نہ تھا[۳]، ایک روز بہت سے لوگ حضرت ابولبابہؓ کے ساتھ ہولئے اندر جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ گھر نہایت بوسیدہ ہو اور خود اونکا اوڑھنا بچھونا پھٹا پرانا ہے[۴]،

صحابہ کرام باوجود استطاعت کے وضع ولباس نہایت زاہدانہ رکھتے تھے ایک بار ایک شخص حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوا بولین ذرا ٹھہر جاؤ مین اپنی نقاب سی لون، اوس نے کہا اگر مین لوگون کو اس کی خبر کر دون تو لوگ آپ کو بخیل سمجھینگے، بولین جو لوگ پرانا دھرانا نہین پہنتے، اون کو نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا[۵]، ایک بار حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ام الدرداءؓ کی ملاقات کو آئے، بدن پر صرف ایک کمل اور اونچا پاجامہ تھا، لوگون نے کہا آپ نے صورت کیون بگاڑ رکھی ہو؟ بولے نیکی صرف آخرت کی نیکی ہے[۶]، اون کے پاس صرف ایک عبا تھی جس کا ایک حصہ بچھاتے تھے اور ایک حصہ پہنتے تھے[۷]، ایک بار کسی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ایک چادر اوڑھادی سو کر اوٹھے اور اوس کے ریشمی بیل بوٹے دیکھے تو کہا کہ اگر یہ نہوتے تو اس کے استعمال مین کوئی مضایقہ نہ تھا[۸]، حضرت فضالہ بن عبیدؓ اگرچہ مصر کے گورنر تھے لیکن پریشان مو اور برہنہ پا رہتے تھے ایک دن کسی نے اون سے پوچھا کہ آپ پریشان مو کیون ہین؟ بولے ہم کو رسول اللہ صلعم نے زیادہ ناز و نعم کی زندگی بسر کرنے سے منع فرمایا ہو، پانؤن پر نگاہ پڑی تو بولا آپ برہنہ پا کیون ہین؟ بولے آپ نے ہم کو حکم دیا ہو کہ کبھی کبھی برہنہ پا بھی رہین[۹]،

---

[۱] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ [۲] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، [۳] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابوذر غفاریؓ، [۴] ابوداؤد ابواب تفریع شہر رمضان باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ، [۵] ادب المفرد باب الرفق فی المعیشۃ، [۶] ادب المفرد باب الزیارۃ، [۷] استیعاب تذکرہ سلمان فارسیؓ، [۸] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، [۹] ابوداؤد،

مال و دولت دنیا کی سب سے زیادہ دلفریب چیز ہے، اخیر مین صحابہ کرام کے آگے اگرچہ دنیا نے اپنا خزانہ اوگل دیا لیکن اونھون نے اِس آب روان سے اپنا دامن تر نہین کیا، حضرت سعید بن عامرؓ حمص کے گورنر تھے، لیکن جو کچھ وظیفہ ملتا تھا، سب صرف کر دیتے تھے، اور خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، ایک بار حضرت عمرؓ حمص مین آئے اور حکم دیا کہ یہان کے محتاجونکا نام لکھا جائے، لوگون نے کہا "اے امیر المومنین ہمارا اور آپ کا امیر سب سے زیادہ محتاج ہے،" بولے اون کا وظیفہ کیا ہوتا ہی؟ لوگون نے کہا "سب صرف کر دیتے ہین" حضرت عمرؓ نے اون کی یہ حالت سنی تو اون کے پاس ہزار اشرفیون کا توڑہ بھجوا دیا، اونھون نے اشرفیان دیکھین تو انا للہ پڑھنے لگے، بی بی نے سنا تو کہا کیا، امیر المومنین کی شہادت ہوئی؟ کیا قیامت کی کوئی نشانی ظاہر ہوئی؟ بولے "اس سے بھی بڑھکر واقعہ پیش آیا، میرے پاس دنیا آئی، میرے پاس فتنہ آیا،" بی بی نے کہا "تو اس کو صرف مین لائیے،، اونھون نے اشرفیون کو اوٹھا کر ایک توبڑے مین رکھدیا اور صبح کو ایک فوج کو دیڈالا، بی بی نے کہا کچھ تو اپنی ضروریات کے لئے رکھ لیتے،، بولے "مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ اگر جنت کی ایک حور بھی دنیا مین آجائے تو زمین مشک کی خوشبو سے معطر ہو جائے اور مین اوس پر کسی چیز کو ترجیح نہین دے سکتا"[1]

جو صحابہ مال و دولت جمع کر لیتے تھے اون کو بھی اِس پر افسوس ہوتا تھا، حضرت ابو ہاشم بن عتبہؓ مبتلائے طاعون ہوئے، تو حضرت امیر معاویہؓ عیادت کو آئے، وہ

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سعید بن عامرؓ.

اون کو دیکھکر رونے لگے، بولے کیا مرض کی تکلیف ہی، یا دنیا کے چھوڑنے کا قلق ہی؟ فرمایا "کچھ نہین"، مجھے رسول اللہ صلعم نے ایک وصیت فرمائی تھی، کاش مین اوس پر عمل کرتا، آپ نے فرمایا تھا کہ شاید تم کو اس قدر مال ہاتھ آئے جو ایک قوم پر تقسیم کیا جا سکے، لیکن تم اوس مین سے صرف ایک خادم اور ایک سواری پر قناعت کرنا، مجھے وہ مال ملا اور مین نے اوسکو جمع کیا[1]

بہت سے صحابہ امراؤ عمال کے تعلقات کو زہد و تقشف کے خلاف سمجھتے تھے، اور اون سے نہایت بے نیازی کے ساتھ ملتے تھے، ایک بار حضرت ابو موسی اشعری رض آئے اور حضرت ابو ذر غفاری رض سے بھائی بھائی کہکر لپٹ گئے وہ جس قدر لپٹتے تھے، حضرت ابو ذر رض اون کو اپنے پاس سے ہٹاتے تھے، اور کہتے تھے کہ مین تمھارا بھائی نہین ہون، بھائی اوس وقت تھا جب تم عامل نہین ہوئے تھے[2]،

حضرت نبیط بن شریط رض ایک صحابی تھے ایک بار اون سے اون کے بیٹے نے کہا کہ اگر آپ بادشاہ وقت کے پاس جاتے تو آپ کو بھی فائدہ پہونچتا اور آپ کی بدولت آپکی قوم بھی فائدہ اوٹھاتی" بولے" لیکن مجھے خوف ہی کہ کہین اون کی صحبت مجھے دوزخ مین نہ ڈھکیل دے[3]"،

اپنا کام خود کرنا، صحابہ کرام اپنا کام کاج خود کرتے تھے اور اس کو کوئی عیب نہین سمجھتے تھے حضرت عقبہ بن عامر رض فرماتے ہین،

کنا مع رسول اللہ صلعم خدام[4]

ہم سب رسول اللہ صلعم کے ساتھ خود اپنے خادم تھے

---

[1] نسائی کتاب الزینۃ باب اتخاذ الخاتم والمرکب، [2] طبقات ابن سعد تذکرۂ حضرت ابو ذر رض، [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت نبیط بن شریط، [4] ابو داود کتاب الطہارۃ باب مایقول الرجل اذا توضا،

انشا ننتاوب لرعاية رعاية ابلنا[1]، اور باری باری اپنے اونٹ چراتے تھے،

حضرت عمرؓ خود اپنے اونٹون کی جوئین[2] نکالتے تھے،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی اونٹنیون کو چارہ کھلاتے تھے اور آٹا گھولکر پلاتے تھے،

ایک بار ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کی دعوت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی مدعو کیا، اون کے پاس آدمی آیا تو دیکھا کہ خود اپنے ہاتھ سے اونٹون کے لئے پتیان جھاڑ رہے ہین[3]،

ایک بار ایک شخص حضرت ابوذر غفاریؓ کے مکان پر آئے، اور اون کی بی بی سے پوچھا وہ کہان ہین؟ بولین کام دھندے پر گئے ہین"، تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ اونٹ پر مشک لادے ہوئے[4] آرہے ہین، ایک بار وہ مشک لئے ہوئے آرہے تھے، ایک شخص نے پوچھا آپکے کوئی اولاد نہین ہے؟ بولے "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہو کہ جس مسلمان کے تین لڑکے مرجاتے ہین، خدا اوس کو جنت[5] دیتا ہی"،

ایک بار رسول اللہ صلعم معمول سے زیادہ فقر و افلاس مین مبتلا ہوگئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک یہودی کے باغ مین آے، اور سترہ ڈول پانی کے کھینچے، ہر ڈول کا معاوضہ ایک کھجور قرار پایا تھا، یہودی نے سترہ کھجورین دین اون کو لیکر خدمت مبارک مین حاضر ہوئے ایک اور صحابی اسی طرح تقریباً دو صاع کھجور کما لاے اور آپکی خدمت مین[6] پیش کیا،

---

[1] ابوداود کتاب الطہارۃ باب مایقول الرجل اذا توضا، [2] موطائے امام مالک کتاب الحج باب القرآن فی الحج و باب مایجوز للمحرم ان یفعلہ، [3] ابوداود کتاب المناسک باب لحم الصید للمحرم، [4] ادب المفرد باب من قدم الی ضیفہ طعاما فقام یصلی، [5] ادب المفرد باب فضل من مات لہ الولد، [6] سنن ابن ماجہ ابواب الرہون باب الرجل یستقی کل دلو بتمرۃ ویشترط جلدۃ،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سفر مین ہوتے تھے تو جو کام خود کر سکتے تھے اوس کو کسی دوسرے سے متعلق نہین کرتے تھے، یہان تک کہ اونٹنی کو بٹھا کر خود سوار ہوتے تھے،[1]

حرمت خمر کے بعد بعض صحابہ نے جو سرد ملک کے رہنے والے تھے آپ کی خدمت مین عرض کی کہ "یارسولؐ اللہ ہم سرد ملک کے رہنے والے ہین اور سخت مشقت طلب کام کرتے ہین، اسلئے گیہون کی شراب استعمال کرتے ہین،" آپ نے فرمایا کیا وہ نشہ آور بھی ہے؟ بولے "ہان" فرمایا "اوس کو چھوڑ دو"[2]

غسل جمعہ کے وجوب کا سبب صرف یہ ہے کہ

کان الناس مجھودین یلبسون الصوف[3] ویعملون علی ظھورھم وکان مسجدھم ضیقا مقارب السقف انما ھو عریش فخرج رسول اللہ صلعم فی یوم حار وعرق الناس فی ذلک الصوف حتی ثارت منھم ریاح اذی ذلک بعضھم بعضا فلما وجد رسول اللہ صلعم تلک الریح قال ایھا الناس اذا کان ھذا الیوم فاغتسلوا ولیمس احدکم

صحابہ کرام سخت تنگدست تھے، کمل کے کپڑے پہنتے تھے، اپنی پیٹھ پر بوجھ لادتے تھے، اون کی مسجد نہایت تنگ تھی، چھت پست تھی، یعنی اوپر صرف چھپر تھا، ایک روز آنحضرت صلعم نماز جمعہ کے لئے برآمد ہوئے، دن نہایت گرم تھا، لوگون کو کمل کے کپڑون مین پسینہ آیا، اور اس قدر بو پھیلی کہ سب کو تکلیف ہوئی، آپ کو بدبو کا احساس ہوا تو فرمایا کہ جب یہ دن آئے تو غسل کر لیا کرو اور جہان تک ممکن ہو عمدہ

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ابن عمرؓ، [2] ابوداود کتاب الاشربہ باب النہی عن المسکر، [3] صحیح مسلم کتاب الجمعہ مین ہے کہ لوگ عوالی سے شرکت جمعہ کے لئے آتے تھے، راستے مین غبار سے اٹ جاتے تھے جس سے بو آنے لگتی تھی، اسلئے آپ نے غسل کا حکم دیا،

افضل مایجد من دھنہ وطیبہ[1] — تیل اور عمدہ خوشبو لگاؤ،

صحابیات خانہ داری کے کامون کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھین، اور اوس مین سخت سے سخت تکلیفین برداشت کرتی تھین، حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلعم کی محبوب ترین صاحبزادی تھین، لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھ مین چھالے پڑ گئے تھے، مشکیزون مین پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہو گیا تھا، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہو گئے تھے،[2]

حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھین اور اون کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی، وہ اس قدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر مین کچھ نہ تھا، حضرت اسماءؓ خود باغون مین جا جا کر گھوڑے کے لئے گھاس لاتی تھین، حضرت ابوبکرؓ نے گھوڑے کی سائیسی کے لئے ایک غلام بھیجا تو اونھون نے اس خدمت سے نجات پائی، رسول اللہ صلعم نے حضرت زبیرؓ کو ایک قطعہ زمین بطور جاگیر کے دیا تھا جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا، حضرت اسماءؓ روز وہان جاتین اور وہان سے کھجور کی گٹھلیان اپنے سر پر لاتین اور اون کو کوٹ کر اون کی پانی کھینچنے والی اونٹنی کو کھلاتین، گھر کے معمولی کاروبار ان کے علاوہ تھے، خود پانی لاتین، مشک پھٹ جاتی تو اوس کو سیتین، آٹا گوندھتین، روٹی پکاتین[3]،

ازواج مطہرات باری باری گھر کا کام دھندھا خود کرتی تھین، ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی، جَو پیسے، اوس کی روٹی پکائی اور رسول اللہ صلعم کا انتظار شروع کیا، آپ کے آنے مین دیر ہو گئی تو سو گئین، آپ آئے تو جگایا[4]،

---

[1] ابوداود کتاب الطہارۃ باب الرخصۃ فی ترک الغسل یوم الجمعۃ، [2] ابوداود کتاب الخراج والامارۃ باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربیٰ، [3] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ اذا اعییت فی الطریق و بخاری کتاب النکاح، [4] ادب المفرد باب لا یوذی جارہ،

ذرائع معاش، مورخین یورپ کا خیال ہے کہ اسلام کے بعد صحابہ کرام کی معاش کا تمام تر دار و مدار صرف مال غنیمت پر رہگیا تھا، لیکن درحقیقت یہ ایک عظیم الشان تاریخی غلطی ہی،

مہاجرین و انصار اسلام کے نظام ترکیبی کے اصلی عنصر تھے اور ان دونون نے ابتدا ہی سے الگ الگ ذریعہ معاش اختیار کر لیا تھا، مہاجرین تجارت اور انصار کھیتی باڑی کرتے تھے، چنانچہ جب حضرت ابوہریرہؓ پر کثرت روایت کا الزام لگایا گیا، تو اونھون نے اِس کی یہی وجہ بتائی،

ان اخوتی من المهاجرین کان یشغلهم الصفق بالاسواق وکنت الزم رسول الله صلعم علی ملاء بطنی فاشهد اذا غابوا واحفظ اذا نسوا وکان یشغل اخوتی من الانصار عمل اموالهم وکنت امراء مسکینا من مساکین الصفة اعی حین ینسون،	میرے بھائی مہاجرین تجارتی کاروبار مین مصروف رہتے تھے، اور مین رسول اللہ صلعم کی خدمت مین ہمہ وقت موجود رہتا تھا، اسلئے جب وہ غایب ہوتے تھے تو مین حاضر ہوتا تھا جب وہ بھول جاتے تھے تو مین یاد کرتا تھا اور میرے بھائی انصار کھیتی باڑی کے کام مین مشغول رہتے تھے اور مین مساکین صفہ مین سے ایک مسکین تھا اسلئے جب وہ لوگ بھول جاتے تھے، تو مین آپ کے اقوال کو یاد کر لیتا تھا،
(بخاری کتاب البیوع)	

ایک بار حضرت ابوموسیٰ خدریؓ نے ایک موقع پر رسول اللہ صلعم کے ارشاد کا حوالہ دیا اور حضرت عمرؓ نے اس کی تصدیق کرنا چاہی تو انصار نے کہا ہمارا بچہ بچہ اس کی شہادت دے گا، چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے اوس کی تصدیق کی تو حضرت عمرؓ نے خود معذرت کی

اخفی علی من امر رسول اللہ صلعم الھانی الصفق بالاسواق[۱]،

مجھپر رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد اسلئے مخفی رہا کہ تجارتی کاروبار نے مجھکو مشغول کر لیا تھا،

حضرت ابو بکرؓ نے جب بیت المال سے وظیفہ لینا چاہا تو اس کی وجہ یہ بیان کی

لقد علم قومی ان حرفتی لم تکن تعجز عن مونۃ اھلی و شغلت بامر المسلمین فسیاکل آل ابی بکر من ھذا المال و یحترف للمسلمین[۲]،

میری قوم جانتی ہو کہ میرا پیشہ میرے اہل وعیال کی معاش کے لئے کافی تھا، لیکن اب مین مسلمانون کے کام مین مشغول ہوگیا اسلئے میرے اہل وعیال بیت المال سے وجہ معاش لین گے، اور مسلمانون کے لئے تجارت کرینگے،

حضرت عثمانؓ ابتدا ہی سے حضرت ربیعہ بن حارثؓ کی شرکت مین تجارت کرتے[۳] تھے اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک یہ سلسلہ قایم رہا،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ مقام بقیع مین اونٹ لیجاتے تھے اور وہان اون کی تجارت کرتے تھے[۴]،

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ہجرت کرکے آئے تو رسول اللہ صلعم نے حضرت سعد بن الربیعؓ کے ساتھ اون کی مواخات کرادی، اِس بناپر حضرت سعدؓ نے اپنے مال مین سے اون کو نصف دینا چاہا لیکن اونھون نے کہا، مجھے اسلام کے بعد اس کی ضرورت نہین، کوئی تجارتی بازار نہین ہے؟ اونھون نے سوق قینقاع کا راستہ بتادیا، وہان جاکر اونھون نے

[۱] بخاری کتاب البیوع باب الخروج فی التجارۃ، [۲] بخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل و عملہ بیدہ، [۳] اسد الغابہ تذکرہ حضرت ربیعہ بن حارثؓ، [۴] سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب المزاح،

پنیر اور گھی کی تجارت شروع کر دی اور چند ہی دنون مین اس قدر فائدہ ہوا کہ شادی کرنے کے قابل ہوگئے[1]،

اسلام سے پہلے عرب مین جو بازار قایم تھے، مثلاً عکاظ، ذوالمجنة، ذوالمجاز، حباشہ اسلام کے بعد بھی اون کی رونق تقریباً ایک صدی تک قایم رہی[2]، یہ بازار چونکہ عموماً زمانہ حج مین لگتے تھے، اسلئے اوّل اوّل صحابہ کرام نے زمانہ جاہلیت کی یادگار سمجھکر اون مین تجارت کرنا مذہبی تقدس کے خلاف سمجھا، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندون کو اپنے فضل و برکت سے کیونکر محروم کر سکتا تھا؟ چنانچہ وحی آسمانی نے صحابہ کرام کو ان بازارون مین تجارت کی عام اجازت عطا فرمائی،

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج[3]،	زمانہ حج مین تجارت کرنا تمھارے لئے کوئی گناہ کا کام نہین،

ان بازارون کے علاوہ خود عہد اسلام مین بعض نئے بازار قایم ہوئے چنانچہ خود رسول اللہ صلعم نے مدینہ منورہ مین ایک جدید بازار قایم کیا، جس مین کوئی تجارتی محصول نہین لیا جاتا تھا[4]،

لیکن صحابہ کرام کی تجارتی گرم بازاری کے لئے صرف یہی بازار کافی نہین ہو سکتے تھے اسلئے اونھون نے دوسرے شہرون سے تجارتی تعلقات بھی قایم کئے تھے، حضرت صخرؓ بہت بڑے تاجر تھے اور خارجی ممالک مین تجارت کرتے تھے چونکہ رسول اللہ صلعم نے دعا فرمائی تھی،

اللھم بارک لامتی فی بکورھا،	خداوندا میری امت کو صبح کے تڑکے مین برکت دے،

[1] بخاری کتاب البیوع باب قول اللہ تبارک وتعالیٰ فاذا قضیت الصلوٰۃ، الخ [2] فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۳،۴ و ۴، ۴ مین ان بازارون کے تاریخی حالات بہ تفصیل مذکور ہین، [3] بخاری کتاب البیوع باب ماجاء فی قول اللہ تبارک تعالیٰ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض الخ [4] فتوح البلدان صفحہ ۲۱،

اسلئے وہ ہمیشہ اپنے کاروان تجارت کو صبح کے سویرے روانہ فرماتے تھے، اور معقول نفع اوٹھاتے تھے[1]

حضرت ابوبکرؓ اکثر اپنا مال تجارت لیکر بصرے جایا کرتے تھے، چنانچہ رسول اللہ صلعم کی وفات سے ایک سال پیشتر مال تجارت لیکر بصرے[2] کو گئے تھے،

حضرت عمرؓ نے ایران سے تجارتی تعلقات قایم کئے تھے، چنانچہ ایک بار رسول اللہ صلعم نے اون کو ایک ریشمی جبہ عنایت کیا اور اونھون نے انکار کیا تو فرمایا کہ "مین یہ نہین کہتا کہ اسکو پہنو، اِس کو ارض فارس مین بھیجدو تمھین مالی فائدہ حاصل[3] ہوگا"،

حضرت عطارد تمیمیؓ ایک صحابی تھے جو عموماً سلاطین کے دربار مین (غالباً تجارتی تعلقات سے) حاضر ہوتے تھے اور فائدہ اوٹھاتے تھے، ایک بار وہ ایک ریشمی جوڑا لائے، اور حضرت عمرؓ نے اوس کو بازار مین دیکھا تو فرمایا "یا رسول اللہ آپ اِس کو خرید لیجئے اور جب وفود عرب آئین تو اوسی کو پہن کر اون کے سامنے بیٹھئے[4]"،

روایتون سے اگرچہ بہ تصریح یہ نہین معلوم ہوتا کہ صحابہ بحری تجارت کرتے تھے یا نہین؟ تاہم قرآن مجید مین ہے،

وتری الفلک فیہ مواخر لتبتغوا من فضلہ، — تم دریا مین کشتیون کو اسلئے متحرک دیکھتے ہو کہ خدا کے فضل سے فائدہ اوٹھاو،

جس سے ثابت ہوتا ہی کہ صحابہ کرام بحری تجارت بھی کرتے تھے، چنانچہ امام بخاری نے اسی آیت سے بحری تجارت کے جواز[5] پر استدلال کیا ہی،

[1] ابوداود کتاب الجہاد باب فی الابتکار فی السفر، [2] سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب المزاح، [3] مسند جلد ۳ صفحہ ۲۴۷، [4] مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذہب الفضة، [5] بخاریؒ کتاب البیوع باب التجارة، فی البحر،

ابوداود مین ہی کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین گذارش کی، کہ ہم لوگ دریا کا سفر کرتے ہین، لیکن ہمارے ساتھ پانی اس قدر کم ہوتا ہی کہ اگر اوس سے وضو کرین تو پیاس سے بیتاب ہوجائین، ایسی حالت مین کیا ہم دریا کے پانی سے وضو کرسکتے ہین؟ آپنے فرمایا "سمندر کا پانی پاک ہی" اس روایت سے اگرچہ بہ تصریح نہین معلوم ہوتا کہ اِس بحری سفر کا مقصد کیا ہوتا تھا؟ تاہم یہ عموماً مسلم ہی کہ عہد نبوت مین کوئی بحری لڑائی نہین ہوئی، اسلئے بظاہر تجارت کے سوا اس سفر کا کوئی دوسرا مقصد نہین ہوسکتا،

غرض صحابہ کرام کا تجارتی ذوق اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ وہ اس کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ معاش پسند ہی نہین کرسکتے تھے، حکومت کی وظیفہ خواری ایک ایسا لقمۂ تر ہی جس کے تصور سے بھی ایشیائی مذاق کے منہ مین پانی بھر آتا ہے، لیکن صحابہ کرام مین جو لوگ تجارت کی برکات سے واقف تھے، وہ عرب کو اس کا خوگر بنانا پسند نہین کرتے تھے، چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے بیت المال سے تمام مسلمانون کا وظیفہ مقرر کرنا چاہا تو حضرت ابوسفیان بن حربؓ نے فرمایا،

ادیوان مثل دیوان بنی الاصفر	کیا رومیون کی طرح اون کے نام بھی درج رجسٹر ہونگے،
انك ان فرضت للناس اتکلوا علی الدیوان وترکوا التجارة[۲]،	اگر آپ نے لوگون کے وظائف مقرر کئے تو وہ اوس پر اعتماد کرلینگے اور تجارت کو چھوڑ دینگے،

مہاجرین کا مخصوص پیشہ اگرچہ تجارت تھا اور وہ بعد ہجرت بھی قایم رہا، تاہم مدینہ مین آکر وہ بھی رفتہ رفتہ کھیتی باڑی مین مصروف ہوگئے، چنانچہ جب اوّل اوّل مہاجرین مدینہ مین

[۱] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء بماء البحر، [۲] فتوح البلدان صفحہ ۴۶۳،

آئے تو انصار نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین درخواست کی کہ ہمارے نخلستان ہمارے بھائی مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیجیئے، لیکن آپ نے انکار فرمایا، پھر اونھون نے کہا کہ وہ محنت مزدوری مین حصہ لین، ہم اون کو پھل مین شریک کرلین گے، تمام مہاجرین نے اِس کو بخوشی منظور کرلیا، بعد مین انصار نے اپنے کھیت بٹائی پر دینا شروع کئے تو عموماً تمام مہاجرین نے زراعت کو اپنا پیشہ بنالیا صحیح بخاری مین ہی،

ما بالمدینۃ اھل بیت ھجرۃ الا یزرعون علی الثلث والربع

مدینہ مین مہاجرین کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کھیتی نہ کرتا ہو،

حضرت علیؓ، حضرت سعد بن مالکؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ وغیرہ اسی طرح کھیتی کرتے تھے،

لیکن صحابہ کرام کی معاش صرف زراعت و تجارت ہی پر موقوف نہ تھی اللہ تعالےٰ نے اون کو کسب حلال کی توفیق عطا فرمائی تھی، اسلئے جس پیشے سے رزق طیب حاصل ہوسکتا تھا، اوس کے اختیار کرلینے مین اون کو کسی قسم کا ننگ وعار نہ تھا، حضرت خبابؓ زمانہ جاہلیت مین لوہار تھے، بعض صحابیات کپڑے بنتی تھین، خود حضرت سودہؓ طائف کا ادیم بناتی تھین، اور اوس کی وجہ سے اون کی مالی حالت تمام ازواج مطہرات سے بہتر تھی، حضرت سلمان فارسیؓ اگرچہ مداین کے گورنر تھے، تاہم چٹائی بنا کر وجہ معاش پیدا کرتے تھے،

سلہ بخاری ابواب الحرث والمزارعۃ باب اذا قال اکفنی مؤنۃ النخل، سلہ صحیح بخاری ابواب الحرث والمزارعۃ بالشطر ونحوہ، سلہ بخاری کتاب البیوع باب ذکر القین والحداد، سلہ بخاری کتاب البیوع باب النساج، سلہ اسد الغابہ تذکرہ قلیسہ، سلہ استیعاب تذکرہ حضرت سلمان فارسیؓ،

اکثر صحابہ محنت مزدوری پر اپنی اوقات بسری کرتے تھے، پھاوڑا چلاتے چلاتے ایک صحابی کے ہاتھ سیاہ ہوگئے تھے، رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو فرمایا کیا تمہارے ہاتھوں پر کچھ لکھا ہوا ہی؟ بولے "نہیں، پتھر پر پھاوڑا چلاتا ہون اور اوس سے اپنے اہل وعیال کے لئے روزی پیدا کرتا ہون" آپ نے اون کے ہاتھ چوم لئے،[1]

بعض صحابہ شہد کی مکھیون کی نگہداشت کرتے تھے اور اون سے شہد پیدا کرتے تھے، چنانچہ ایک جنگل مین بکثرت شہد کی مکھیان تھین، بعض صحابہ نے رسول اللہ صلعم سے اوس کو اپنے لئے مخصوص کرالیا تھا، اوس سے شہد پیدا کرتے تھے، اور اوس کی زکوٰۃ ادا کرتے تھے، یہ جنگل حضرت عمرؓ کے عہد خلافت تک اون کے قبضہ مین رہا، ایک قبیلے کیلئے آپ نے اسی قسم کے دو جنگل مخصوص کردئے تھے، اور وہ اوسکی زکوٰۃ دیتے تھے،[2]

مہاجرین اور انصار کے علاوہ صحابہ مین اصحاب صفہ کا ایک مخصوص گروہ تھا، جس نے اپنے آپ کو اشاعت اسلام اور تعلیم قرآن پر وقف کردیا تھا، ان خدمات کی وجہ سے ان بزرگون کو معاش پیدا کرنے کا موقع بہت کم حاصل ہوتا تھا، اسلئے وہ زیادہ تر صحابہ کرام کی فیاضیون پر بسر اوقات کرتے تھے، لیکن اس طریقۂ معاش نے اون کو بالکل اپاہج اور ناکارہ بھی نہین بنادیا تھا، اون مین بہت سے لوگ تھے جو رات کو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور دن کو شیرین پانی لاتے تھے، جنگل سے لکڑیان توڑ کر جمع کرتے تھے بکریان پالتے تھے،[3] اور اس طریقہ سے اپنی معاش پیدا کرتے تھے، ۔۔۔مٹ

[1] اسد الغابہ تذکرہ سعد الانصاری، [2] ابوداود کتاب الزکوۃ باب زکوٰۃ النحل، [3] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۳۷،
